روایاتِ مجددیہ کے امین
حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ
(خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، بگھار شریف)
ان کے والدِ گرامیؒ اور جدِ امجدؒ
سوانح، ملفوظات و مکتوبات
از
ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمن
یعقوبیہ پبلیکیشنز خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف تحصیل کہوٹہ

روایاتِ مجددیہ کے امین

حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

(خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ، بگھار شریف)
ان کے والدِ گرامیؒ اور جدِ امجدؒ

سوانح۔ ملفوظات و مکتوبات

از

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

یعقوبیہ پبلیکیشنز خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف تحصیل کہوٹہ

CS CamScanner

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

عنوانِ کتاب	:	سلسلہ نقشبندیہ مجدّدیہ کے امین، حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ (اُن کے جدِّ امجد اور والدِ گرامی - سوانح - ملفوظات - مکتوبات)
مصنف	:	ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن
طبع اوّل	:	۹ ذوالحجہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۲۳ فروری ۲۰۰۲ء
تعداد	:	۱۰۰۰
ناشر	:	یعقوبیہ پبلیکیشنز، بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ، راولپنڈی
مطبع	:	جاوید پرنٹنگ سروسز، کلر سیداں
قیمت	:	۲۰۰
صفحات	:	۲۱۶
کمپوزنگ	:	بشارت احمد

ملنے کا پتہ

۱۔ خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ بگھار شریف، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی۔ فون: 0578-610261

۲۔ جاوید پرنٹنگ سروسز، مغل بازار کلر سیداں، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی۔ فون: 0571-571288

نذرانۂ عقیدت

بحضور مفخرِ اصفیاء خواجہ خواجگان قبلہ عالم اعلیٰ حضرت پیر محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ
نقشبندی مجدّدی آستانہ عالیہ بگھار شریف

نبیؐ کے عِشق سے سرشار یعقوبؒ معظم تھے　شریعت کے علمبردار یعقوبؒ معظم تھے
سراپا جلوۂ ایثار یعقوبؒ معظم تھے　کرم کے گوہرِ شہوار یعقوب معظم تھے
بہارِ گلشن احرار یعقوبؒ معظم تھے

تصوف کے حریمِ ناز کی شمعِ فروزاں تھے　برائے سالکانِ منزل حق پیرِ دوراں تھے
عمل کی شان علم و زہد کے خورشید تاباں تھے　حقیقت آشنا تھے اور طریقت کے نگہباں تھے
وفا رفتار حق گفتار یعقوبؒ معظم تھے

نوازا تھا اُنہیں اللہ نے عرفاں کی دولت سے　مودّت سے شہنشاہِ رُسلؐ کی خاص نسبت سے
ولائے باقی باللہ سے مجدّد کی محبت سے　کرامت سے شہامت سے متاعِ استقامت سے
نشانِ حق، کرم آثار یعقوبؒ معظم تھے

کیا احیائے سنت آپ نے فضلِ الٰہی سے　کیا مخلوق حق کو شادماں کارِ رفاہی سے
مریدوں کو بچایا لاہی و گفتارِ واہی سے　بچایا صوفیوں کو بے سوادی، کم نگاہی سے
عبیرِ خلق کی مہکار یعقوبؒ معظم تھے

وہ چشمِ جان وچشم سر کو تر رکھتے بحمداللہ　نگارِ عشق و مستی کو بہ بر رکھتے بحمداللہ
غریبوں بے نواؤں کی خبر رکھتے بحمداللہ　وہ احوالِ دل و جاں پر نظر رکھتے بحمداللہ
نقیبِ دیدۂ بیدار یعقوبؒ معظم تھے

تمہارا سودا ہے سر میں سمایا یا رسول اللہ　تمہی ہو صدقے جاؤں میری مایا یا رسول اللہ
کرو رحمت کا سر پر میرے سایہ یا رسول اللہ　بوقتِ جاں سپردن لب پہ آیا یا رسول اللہ
حبیب سیّد ابرار یعقوبؒ معظم تھے

منقبت نگار
بشیر حسین ناظم تمغہ حسنِ کارکردگی
اسلام آباد

CS CamScanner

فہرست

CamScanner

CamScanner

تقریظ

برصغیر جنوبی ایشیاء میں قافلہ تصوف کے میر کارواں اور فارسی میں تصوف میں سب سے پہلی معتبر تصنیف بلکہ صوفی دستورالعمل کے مصنف حضرت سیّد علی الہجویری (معروف بہ داتا گنج بخش" لاہوری، متوفی ۴۶۵ھ) کے فرمودات میں سے ہے کہ:

"حقیقت کے بغیر شریعت محض ریا ہے اور شریعت کے بغیر حقیقت، منافقت ہے۔ ان کے باہمی رشتے کو جسم اور روح کے تعلق سے تشبیہ دی جا سکتی ہے۔ روح جسم سے رخصت ہو جاتی ہے تو زندہ جسم بے جان لاش بن جاتا ہے اور روح مثل نسیم غائب ہو جاتی ہے۔ کلمہ طیبہ کا پہلا جزء "لا الہ الا اللہ" حقیقت کا ترجمان ہے اور دوسرا جزء "محمد رسول اللہ" شریعت کا"۔

اب نو صدیوں کی طویل مسافت اور مشرق و مغرب کے فکری فاصلوں کو سامنے رکھتے ہوئے معروف مستشرق ولیم سٹوڈارڈ کا قول ملاحظہ کیجئے:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ تصوف کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ گویا وہ لوگ ہمیں یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ انسان روح کے بغیر بھی زندہ رہ سکتا ہے--- اسلام مجموعہ ہے ظاہر و باطن کا۔ اسلام کے ظاہری حصے یعنی شریعت کو دائرے کے محیط اور اس کی حقیقت کو دائرے کے مرکز سے تشبیہ دی جا سکتی ہے اور دائرے کا قطر وہ راستہ (طریقت) ہے کہ جس کے ذریعے انسان محیط (شریعت) سے ہو کر مرکز (حقیقت) تک پہنچتا ہے--- مختصر الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ تصوف شریعت سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ صوفیہ کا ہر فعل قرآن پر مبنی ہے اور قرآن ہی پر شریعت کا مدار ہے"۔

قارئین محترم دورِ حاضر کی مادیت کے تابناک اندھیروں میں بھی کہیں کہیں یہ عظیم حقیقتیں جن خرقہ پوشوں میں شمع فروزاں کی طرح منور و مجسم نظر آتی ہیں، حضرت مولانا محمد یعقوب بگھاروی رحمۃ اللہ علیہ بھی نور و ہدایت کے ان سرچشموں میں سے ایک تھے۔

زیرِنظر کتاب کا موضوع اسی پیر کامل کی حیات مبارکہ اور ان کے سوانح و آثار بصورت ملفوظات و مکتوبات پر مشتمل ہے۔ مؤلف کتاب عزیز گرامی قدر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن آپؒ کے فرزندِ ارجمند اور آپ کے سجادہ فقر اور مسند علم کے حقیقی و معنوی وارث ہیں۔ انہوں نے روایت و درایت کی کڑی پابندیوں اور نسبی و معنوی والدِ محترم کے ادب و احترام کا نازک فرض کس طرح نبھایا ہے، اس کی شہادت کتاب کے ہر صفحے پر موجود ہے۔ سچائی کی سادگی اور عقیدت کا اخلاص ہر جملے سے عیاں ہے۔ تذکرہ نگار کی اس شخصیت سے نسبی و معنوی نسبت جو اس کی تالیف کا موضوع ہو، ایک کڑے امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف تو یہ نسبت تذکرہ نگار کو ایسی تحریر کے لیے درجہ اولیٰ کا استحقاق عطا کرتی ہے کہ اس کا علم اعتبار کے درجہ عُلیا پر فائز ہوتا ہے تو دوسری طرف یہی نسبت ایسے تذکروں کو ''مبالغہ آرائی اور کرامت نگاری'' کا افسانچہ بھی بنا سکتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس پل صراط کو نہایت سرخروئی سے عبور کیا اور اس کے لیے وہ ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔

خانقاہ بگھاریہ کے مریدین و منتسبین و معتقدین و متوسلین کے لیے خصوصی طور پر ایک نادر تحفہ یہ ہے کہ اس میں اس مقتدر خانقاہ کے مؤسس جناب مولانا محمد ہاشمؒ اور ان کے مؤقر جانشین مولانا عبدالرحمٰنؒ (مولانا محمد یعقوبؒ کے والدِ گرامی) ہی کا نہیں بلکہ سلوک و تصوف میں ان کے مرشدین کرام، موسیٰ زئی کے مسند رشد و ہدایت پر فائز شیوخ کرام، خواجہ عثمان دامانیؒ اور خواجہ سراج الدینؒ کا تذکرہ بھی تعارف کے طور پر آ گیا ہے۔

مولانا محمد یعقوبؒ کے مکاتیب بھی اُن کی حیاتِ مبارکہ کی طرح سادگی، سچائی اور اخلاص کے ترجمان ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے اس تالیف کے ذریعے اپنے ذی قدر اجدادؒ کے فیض کو عام کرنے کا اہتمام ہی نہیں کیا بلکہ ہر متلاشی حق کے لیے متاع بے بہا فراہم کیا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

احقر الانام

ڈاکٹر شیر محمد زمان
چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل-اسلام آباد

CS CamScanner

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین۔ و الصلاۃ و السلام علیٰ سیّد الانبیاء و المرسلین و علیٰ آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

یہ میرے لیے انتہائی سعادت کے لمحات ہیں کہ اپنے اجداد بالخصوص اپنے والدِ گرامی حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ کے حالات و واقعات اور ملفوظات و مکتوبات کو مرتب کر کے چند سطور بعنوان ''پیش لفظ'' نذرِ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یہ اُن جلیل القدر، اولوالعزم پاکبازانِ اُمت کی پاکیزہ سیرتوں میں بکھرے پھولوں کا ایک ایسا گلدستہ ہے جو اُن کی نسبی اولاد کے لیے ہی نہیں، روحانی وابستگان کے لیے نہ ختم ہونے والی خوشبو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے۔

ان صوفیہ کرام کے نقوشِ سیرت پیش کرنے سے پہلے مناسب سمجھتا ہوں کہ تصوف سے متعلق چند گزارشات پیش کرنے کی جسارت کروں۔ مجھے ان تمہیدی کلمات میں تصوف کی لغوی اور فلسفیانہ بحثوں میں الجھنا مقصود نہیں اس پر کمیّت اور کیفیّت ہر اعتبار سے اتنا مواد جمع کر دیا گیا ہے کہ کوئی تشنگی محسوس نہیں ہوتی۔ میں صرف آج کے دور کے تناظر میں تصوف کے کردار سے متعلق اپنے ملاحظات نذرِ قارئین کرنا چاہتا ہوں۔

ایک طرف صوفیہ سے محبت کرنے والوں کی تعداد ہر زمانے میں ترقی پزیر رہی، خانقاہوں کی رونقیں دوبالا ہوتی رہیں، تو دوسری طرف مخالفینِ تصوف نے بھی تصوف اور اصحابِ تصوف کے ردّ میں اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ کسی نے اسے عجمی پودا کہا، کسی نے چھلیا بیگم کے

لقب سے ملقب کیا اور کسی نے اسے ایک متوازی دین قرار دیا، علی ھذا القیاس ہر مخالفِ تصوف نے ایک نئی اصطلاح کے ساتھ تصوف کو مطعون کرنے کی کوشش کی۔ حامیانِ تصوف اور منکرینِ تصوف سے صرفِ نظر کر کے محض ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمیں قرآن و حدیث کی روشنی میں بنظر غائر دیکھنا چاہیے کہ کیا واقعی تصوف کے بغیر زندگی بے کیف و سرور ہے؟ یا تصوف کے سبب ہم صراطِ مستقیم سے ہٹ کر راہِ ضلال اختیار کر رہے ہیں۔

تصوف پر گفتگو کرنے والوں یا اہلِ قلم کی کاوشِ فکر پر غور کیا جائے تو عام طور پر یہ تین حصوں میں منقسم نظر آتے ہیں۔ ایک طبقہ ان لوگوں کا ہے جو تصوف کے قائل ہیں اور اس ضمن میں شطحیات سے بھی گریز نہیں کرتے۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو تصوف کے نام سے ہی چڑتا ہے، تصوف اور اصحابِ تصوف کے ذکر پر اس کی حالت دگرگوں اور جبین شکن آلود ہو جاتی ہے۔ تیسرا طبقہ اُن صوفیہ اور اُن کے متبعین کا ہے جو یہ عقیدۂ محکم رکھتے ہیں کہ اعمال کی کسوٹی قرآن، سنت اور آثارِ صحابہ ہیں۔ جو عمل اس معیار پر پورا اترے وہ دینِ متین کا حصہ ہے اور واجب التعمیل ہے اور جو عمل اس معیار کے ساتھ ٹکرائے اس کا عامل کسی بھی مرتبہ کا ہو وہ مردود ہے اور دین سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی طرف حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدّد الف ثانیؒ نے اپنے صاحبزادے حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے نام ایک مکتوب میں اشارہ فرمایا ہے:

> ”بیٹا صوفی کی تمام کیفیات حال، وجد، عدم، معارف اور دیگر جتنے بھی رموز ہیں اگر سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہیں تو بہتر ورنہ سراسر عتابِ ربانی کا سرمایہ ہوگا“۔

بلا کم و کاست اور بلا خوف لومۃ لائم یہ کہا جا سکتا ہے کہ کتاب و سنت سے جو تصوف ثابت ہے اس میں شرک اور بدعت کی کوئی گنجائش نہیں اور جو

تصوف سنتِ رسول اور، سنت صحابہ و تابعین اور احکام اسلام متصادم ہے وہ تصوف نہیں بلکہ بے دینی، فسق اور تحریف کا دوسرا نام ہے۔

ان سطور میں، میں اسی تصوف کا تذکرہ کر رہا ہوں جس کا دوسرا نام تزکیۂ نفس ہے۔ وہ تزکیۂ نفس جو بعثت رسالت مآب ﷺ کے مقاصد میں بلند مقصد ہے، وہ تزکیہ جو عبادت کی روح ہے، اور رذائل کی تطہیر کے بعد قلب کو اللہ کا گھر بنا دیتاہے۔ روحانیت کی وہ معراج جو اس بندۂ خاکی کو حق تعالی کا ترجمان بنا دیتی ہے۔ روح کی وہ بالیدگی جو انسان کو اس شرف سے مشرف کر دیتی ہے کہ بندہ فرش پر بیٹھ کر عرش کے مزے لیتا ہے۔ میں اس تصوف کی بات کر رہا ہوں جس کے بارے میں امام غزالیؒ اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں رقم طراز ہیں:

> ''جب میں ان علوم سے فارغ ہوکر صوفیہ کے طریقے کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کا طریقہ علم و عمل سے تکمیل کو پہنچتا ہے، ان کے علم کا حاصل نفس کی گھاٹیوں کا قطع کرنا، اخلاقِ ذمیمہ اور صفاتِ خبیثہ سے پاک و منزہ ہونا ہے تاکہ اس کے ذریعہ قلب کو غیراللہ سے خالی کیا جائے اور اس کو ذکرِ الٰہی سے آراستہ کیا جائے''۔

میں اس تصوف کی طرف اپنے قاری کی توجہ کو مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کی جانب حضرت غوثِ زماں الشیخ عبدالقادر جیلانیؒ ان الفاظ میں متوجہ فرماتے ہیں:

> ''یہ آخری زمانہ ہے کہ نفاق کا بازار جما ہوا ہے اور میں اس طریقے کو قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جس پر جناب رسول اللہ ﷺ، صحابہؓ اور آپ کے تابعین رہے ہیں۔ یہ

آخری زمانہ ہے کہ لوگوں کے معبود دراہم و دنانیر بن گئے
ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح بن گئے ہیں کہ
ان کے دلوں میں گوسالہ کی محبت رچ گئی تھی اور اس زمانے
کا گوسالہ دراہم و دینار بن گیا، تجھ پر افسوس تو اس دنیا کے
بادشاہ سے جاہ و مال کا طالب کس طرح بنا ہوا ہے اور اپنی
مہمات میں اس پر کیسے بھروسہ کرتا ہے حالانکہ عنقریب وہ یا
معزول ہونے والا ہے یا مر جانے والا ہے۔ اس کا مال
و ملک و جاہ سب جاتا رہے گا اور ایک ایسی قبر میں جا بسے
گا جو تاریکی و وحشت اور تنہائی و اندوہ و رنج وغم اور کیڑے
مکوڑوں کا گھر ہے، وہ حکومت سے ہلاکت کی طرف منتقل ہو
جائے گا ہاں اگر اس کے پاس نیک عمل اور نیک نیتی ہوگی تو
حق تعالیٰ اس کو اپنی نعمت سے ڈھانپ لے گا اور حساب
کتاب میں تخفیف فرمائے گا۔ جو معزول ہونے والا ہے مر
جانے والا ہے اس پر بھروسہ مت کرو ورنہ تیری توقع نامراد
رہے گی اور مدد منقطع ہو جائے گی"۔

یہ ہے وہ بانگِ درا جو صوفیہ کے آستانوں اور خانقاہوں سے بلند ہوتی ہے اور کون ہے عقلِ سلیم رکھنے والا جو اس حقیقت کا انکار کرے کہ یہی روحِ دین ہے اور یہی فلسفۂ حیات ہے۔ امام قُشیری، صاحبِ رسالہ قشیریہ (جو تصوّف پر کتاب اللمع کے بعد پہلا رسالہ ہے) تصوّف کے یہی معنی بیان فرماتے ہیں:

"الصفا محمودٌ بِکُلِّ لِسانٍ و ضدّہ الکدورۃ وھی مذمومۃ"

میں اس حقیقت سے بھی غافل نہیں کہ تصوف کے نام پر کاروبار ہو رہا ہے، لباسِ خضر میں بے شمار رہزن لوگوں کی عقیدتوں کا استحصال کر رہے ہیں۔ وہ

CamScanner

لوگ جو شریعت و طریقت کی ابجد سے بھی واقف نہیں وہ خانقاہوں کی مسندوں پر براجمان ان کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔ زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن ہیں اور بقول اقبال: ''خانقاہوں میں مجاور رہ گئے ہیں یا گورکن''۔ غالباً یہی صورتِ حال تھی جس کو دیکھ کر اقبالؒ نے پنجاب کے پیرزادوں کے احوال کی جانب بلیغ اشارہ فرمایا:

کی عرض یہ میں نے کہ عطا فقر ہو مجھ کو
آنکھیں مری بینا ہیں ولیکن نہیں بیدار
آئی یہ صدا سلسلہ فقر ہوا بند
ہیں اہلِ نظر کشورِ پنجاب سے بیزار
عارف کا ٹھکانہ نہیں وہ خطہ کہ جس میں
پیدا کلۂ فقر سے ہو طرۂ و دستار
باقی کلہ فقر سے تھا ولولۂ حق
طروں نے چڑھایا نشۂ خدمتِ سرکار

اقبالؒ کے فکر و دانش کو جھنجوڑ دینے والے ان اشعار کی روشنی میں آپ پنجاب کی خانقاہوں کے سجادہ نشینان کی اکثریت کے حال و ماضی کے کردار پر نگاہ ڈالیں تو جنید و بایزید، چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ قادریہ سب مسالکِ تصوف کی اقدار کے علمبردار پنجاب کے انگریز گورنر کو الوداعیہ پیش کرتے ہوئے بارگاہِ رب العزت میں ملتجی نظر آتے ہیں کہ ''اللہ تاجِ برطانیہ کو سلامت رکھے اور برطانوی راج کا سورج کبھی غروب نہ ہونے پائے''۔ بعض احباب نے جب اقبال کی اس درشت منظوم تنقید پر نگاہ ڈالی تو سمجھ بیٹھے کہ اقبال تصوف دشمن ہے لیکن حضرت اقبالؒ یک نظری کے قائل نہ تھے، تصویر کا دوسرا رُخ بھی اُن کے سامنے تھا۔ وہ اپنی آنکھوں سے سلطان شمس الدین التمش کو خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے

قدومِ میمنت لزوم سے اُٹھنے والی گرد کو اپنے رخساروں پر ملتے ہوئے بھی دیکھ رہے تھے--- نظام الدین اولیاءؒ کی خانقاہ کا منظر بھی اُن کی آنکھوں کے سامنے تھا کہ بادشاہ حاضری کی التجا کرتا ہے اور جواباً آپ کا ارشاد تاریخِ تصوف پر آبِ زر سے رقم ہو جاتا ہے کہ:

"میرے گھر کے دو دروازے ہیں، ایک دروازے سے بادشاہ داخل ہوگا تو دوسرے سے میں باہر نکل جاؤں گا"۔

اُن کے سامنے اعلاءِ کلمۃ الحق کی وہ مثال لازوال بھی تھی جس کا مظاہرہ حضرت مجدّد الف ثانیؒ نے دربارِ جہانگیری میں کیا اور اقبالؒ فرطِ عقیدت سے جُھوم اُٹھے۔ وہ اسی نظم کے شروع میں ہند میں سرمایہ ملت کے نگہباں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے ماتھے کے جھومر شیخ احمد سرہندیؒ کی بارگاہ میں یوں رطب اللسان نظر آتے ہیں:

حاضر ہوا میں شیخِ مجدد کی لحد پر
وہ خاک کہ ہے زیرِ فلک مطلعِ انوار
اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہیں وہ صاحب اسرار
گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے
جس کے نفسِ گرم سے ہے گرمیِ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں
اللہ نے جس کو کیا بروقت خبردار

تصوف جس کا ذکر ہم نے سطورِ بالا میں کیا اس کے بغیر ہر عمل جسدِ بے روح کی مانند ہوتا ہے اور عبادات محض رسم کی صورت اختیار کر لیتی ہیں اور مقصودِ حقیقی سے محروم ہو جاتی ہیں۔ وہ لذت، وہ کیف وہ سرور جو عبادت کا مقصود

ہوتا ہے اور جو مل جائے تو بندۂ مومن پھر اپنا سب کچھ قربان کر دیتا ہے، پر اس کا سودا نہیں کرتا، تصوف کا اصل الاصول ہے:

ع متاعِ بے بہا ہے درد و سوز آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

میں اپنے قارئین کو ایک دفعہ پھر پلٹ کر آغاز کی طرف لے جانا چاہتا ہوں کہ تصوف بدعت نہیں، اس کی اصطلاحات دین سے متصادم نہیں بلکہ طریقت شریعتِ مطہرہ پر عمل کر کے منازلِ قربِ الٰہی کو طے کرنے کا نام ہے۔ قرب کا وہ مقام کہ پھر حجاب اٹھ جاتے ہیں، لذت آشنائی دو عالم سے بیگانہ کر دیتی ہے اور:

ع افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
اُٹھتے ہیں حجاب آخر کرتے ہیں خطاب آخر

بے کیف اور بے سرور زندگی نے ہم مسلمانوں کو بے عملی سے دوچار کر دیا۔ فلسفیانہ موشگافیاں اور انقلابی تحریکات تو کثرت سے وجود میں آ گئیں، لیکن تطہیر نفوس سے محروم رہے۔ اہلِ تصوّف کا ہدف قلب انسان ہوتا ہے۔ وہ گوشت کا لوتھڑا جس کے متعلق سرکارِ دوجہاں علیہ الصلاۃ و والسلام نے فرمایا کہ وہ درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

احبابِ تنقید نے تصوف کے بارے میں یہ تو کہہ دیا کہ یہ غوث، قطب، ابدال، یہ لطائف یہ وظائف، یہ مقامات تصوف، یہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں تو نہ تھے لیکن وہ اس جانب متوجہ نہ ہوئے کہ محض اصطلاحات اور اسماء کی وجہ سے بدعت کا فتویٰ مناسب نہ ہوگا کیونکہ اگر یہی معیار رکھا گیا تو پھر علمِ تفسیر، علمِ حدیث، اور علمِ فقہ کی اصطلاحات آپ علیہ الصلاۃ

والسلام کے عہدِ اقدس میں کہاں تھیں؟ اور اگر اس دور میں نہ ہونے کے باوجود یہ اصطلاحات درست بھی ہیں اور ہمارے مدارس میں متداول بھی ہیں تو صرف تصوف کے ساتھ یہ سلوک کیوں؟ مولانا عبدالماجد دریابادی نے اپنی کتاب ''تصوفِ اسلام'' کے ضمیمہ بعنوان ''تلاشِ مرشد'' میں بڑی خوبصورت بات لکھی:

''کہ کہا گیا کہ حضورﷺ کے زمانہ میں پیری مریدی کہاں تھی؟ تعجب ہے حضورﷺ سے بڑھ کر پیر کون تھا؟ اور آپ کے صحابہ سے زیادہ سچا مرید کون ہو سکتا ہے؟''

اس میں بھی شک نہیں کہ مرورِ زمانہ کے ساتھ قم باذن اللہ کہنے والے رخصت ہوگئے لیکن میں پورے شرح صدر کے ساتھ یہ کہنا چاہوں گا کہ بمصداق حدیثِ طیبہ ''اگر اللہ اللہ کرنے والے ختم ہوگئے تو قیامت آ جائے گی''۔ آج بھی راتوں کو پچھلے پہر سرسجدے میں رکھ کر خشوع و خضوع کے آنسو بہانے والے رحمتِ خداوندی کو صدائیں دینے والے اور آنکھیں بند کر کے قُبّہَ خضراء کے مکین کے حضور سلامِ غلامانہ پیش کرنے والے فقرِ غیور کے مالک اہل اللہ موجود ہیں، تلاش کی ضرورت ہے۔ آج اگر خانقاہوں کے کچھ مجاور طوافِ اقتدار ہی کو منزلِ قرب سمجھتے ہیں تو بے شمار فاقہ مست اور بوریا نشین بھی موجود ہیں جو مقتدر حقیقی کے حضور ہی سجدہ ریز نظر آتے ہیں اور جس رزق سے اُن کی پرواز میں کوتاہی واقع ہو رہی ہو اُس پر موت کو ترجیح دیتے ہیں، جس سروری سے خودی کی موت واقع ہو رہی ہو اُس پر تھوکتے بھی نہیں۔

یہ بات اس لیے پوری جرأت کے ساتھ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ ابھی چند سال بھی نہیں گذرے کہ میری آنکھوں نے ایک ایسا مردِ مومن دیکھا ہے جس نے اس دورِ پر آشوب میں سُنتِ مطہرہ کی پاسداری کی وہ مثال قائم کی کہ جب بھی اُن کی زندگی کے کسی بھی گوشہ پر نظر ڈالتا ہوں تو صوفیہ متقدمین کی

زندگیاں آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی ہیں۔ میری مراد اس کتاب کے جلی عنوان اور مرکز و محور میرے والدِ گرامی حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ ہیں۔ عجز و انکسار، خودداری اور عزتِ نفس کا حسین امتزاج میں نے آپ کی شخصیت میں دیکھا۔ ''حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم'' بھی دیکھا اور جب کبھی دین کی عزت و وقار کا معاملہ آیا تو ''فولاد ہے مومن'' کا مصداق بھی پایا۔ دعائے نیم شبی میں مصروف بھی دیکھا اور اپنے پوتے پوتیوں، اعزہ و اقرباء اور ارادتمندوں کے درمیان شفقت و محبت کے بہتے دریا کی صورت میں بھی دیکھا، میں نے آپ کو پانچ وقت مصلیٰ امامت پر بھی دیکھا اور کاشتکاری کی نگرانی کرتے ہوئے بھی دیکھا۔ میں نے تلاوتِ کلامِ پاک کے وقت آپ کی مبارک ڈاڑھی کو آنسوؤں سے تر دیکھا اور اگر کسی نے شریعت کی کوئی حد توڑی تو جرأتِ ایمانی کا شاہکار بھی دیکھا۔ یہی وہ اوصاف ہیں جنہیں پیدا کرنے کے لیے محمد رسول اللہ ﷺ نے مصائب و آلام کے پہاڑ سر کیے اور یہ معجزہ ہے ہمارے آقا و مولا علیہ الصلاۃ والسلام کا کہ آج پندرہ سو سال گذرنے کے باوجود آپ کے نور کی کرنیں بندگانِ خاص میں چمکتی اور دمکتی نظر آتی ہیں۔ یہ ایک بیٹے کی شہادت ہے اپنے عظیم المرتبت والدِ محترم کے لیے، اللہ رب العزت اُن کے مقام کو مزید بلندیوں سے سرفراز فرمائے اور اس عاجز و گنہگار کو نسبت کے صدقے اپنے فضلِ خاص سے نوازے۔

ہرچند کہ اس کتاب میں میرے جلیل القدر دادا محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن ؒ کا تفصیلی ذکر بھی مذکور ہے اور اپنی معلومات کی حد تک اپنے جدِّ امجد اور خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف کے مؤسس حضرت خواجہ محمد ہاشم ؒ کے حالاتِ زندگی کو بھی منضبط کرنے کی کوشش کی ہے لیکن چونکہ مجھے صرف اپنے والدِ گرامی کو ظاہری زندگی میں دیکھنے کا موقع میسر آیا اور آپ کی زندگی کا ہر عمل میری لوحِ ذہن پر نقش ہوتا گیا اس لیے میں نے آپ کی ذات پر ارتکاز کیا۔

CamScanner

میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب کے ذریعے خانقاہ بگھار شریف کی مختصر سی تاریخ قارئین کے سامنے پیش کروں اس میں کہاں تک کامیابی ہوئی اس کا فیصلہ قارئین ہی فرمائیں گے۔ میری صرف یہ درخواست ہے کہ دعا کیجئے اللہ رب العزت نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے اور بگھار شریف کی علمی اور روحانی اقدار کو قائم رکھنے کی توفیق سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

طالبِ خیر

ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن

☆☆☆☆☆

مؤسسِ اوّل

خانقاہ نقشبندیہ مجدّدیہ بگھار شریف

حضرت مولانا محمد ھاشم رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے جدِّ امجد)

CamScanner

حضرت مولانا محمد ھاشم رحمۃ اللہ علیہ

(متوفیٰ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۱۳ھ بمطابق ۱۳ جنوری ۱۸۹۶ء)

آپ کی ولادت بگھار شریف میں جنجوعہ قبیلہ میں ہوئی۔

آپ حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ کے دادا محترم ہیں۔ اس علاقے کی روایت کے مطابق فوج میں ملازم تھے اور ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب قلعہ درابن میں فوج کی ایک یونٹ میں فرائض سرانجام دے رہے تھے ، ان دنوں ڈیرہ اسماعیل خان کے قریب سے دریائے سندھ کو عبور کرنے کے لیے کوئی پل وغیرہ نہیں تھا۔ کشتیوں کے ذریعے دریا عبور کیا جاتا تھا۔ ایک روز حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ کشتی میں اپنی جائے مستقر کی جانب سفر کر رہے تھے، اسی کشتی میں دندا شاہ بلاول کے ایک بزرگ حضرت لعل شاہ صاحبؒ بھی تشریف فرما تھے۔ آپ کی نظر حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ پر پڑی تو پوچھا نوجوان! آپ کا نام کیا ہے؟ اور کیا کام کرتے ہو؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا ، میرا نام محمد ہاشم ہے اور فوج میں ملازم ہوں۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے فرمایا، کمال ہے آپ انگریزی فوج میں ملازم ہیں اور میں آپ کی پیشانی پر ولایت دیکھ رہا ہوں۔ اثنائے گفتگو شاہ صاحب نے فرمایا یہاں درابن سے تقریباً تین چار میل کے فاصلے پر موسی زئی شریف میں نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کی ایک خانقاہ ہے جس میں اس وقت ایک باکمال صوفی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ نقشبندی مجددی فیض سے طالبانِ طریقت کے قلوب کو منور فرما رہے ہیں۔ آپ چھٹی کے روز وہاں تشریف لایا کریں۔ چنانچہ آپ پہلی فرصت میں ہی وہاں تشریف لے گئے۔ چند ہی ملاقاتوں کے بعد آپ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوگئے ، مختصر سی مدت کے بعد اپنے پیر و مرشد کے ایماء پر فوج سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور مستقلاً اپنے پیر

و مرشد کی خانقاہ میں سکونت اختیار کر لی، وہاں رہ کر ظاہری و باطنی تعلیم کے حصول کے لیے شب و روز گزرنے لگے۔ کم و بیش دو تین سال تک مستقل قیام رہا اس کے بعد اپنے وقت کو یوں تقسیم کیا کہ تقریباً دس روز اپنے مرشد کی خدمت میں، دس روز سفر میں اور دس روز اپنے گاؤں میں خانگی کاروبار زندگی انجام دینے کے لیے۔

بگھار شریف سے موسی زئی شریف کا درمیانی راستہ کم و بیش ساڑھے تین سو میل ہے۔ اس وقت ذرائع مواصلات کی موجودہ سہولتیں تو میسر نہ تھیں، یہ مردِ درویش یہ ساڑھے تین سو میل کا فاصلہ پا پیادہ طے کرتے ہوئے اپنے مرشد کی دہلیز پر حاضر ہوتا رہا اور نورِ عرفان سے اپنے قلب و نظر کو جگمگاتا رہا۔ یہ معمول کچھ مہینوں کو محیط نہیں بلکہ سال ہا سال کی طویل مدت تک آپ اس عشق کے سفر کو طے کرتے رہے اور ساتھ ساتھ منازلِ سلوک سے ہمکنار ہوتے رہے۔ بالآخر آپ کے شیخ کامل نے آپ کو خلعتِ خلافت سے سرفراز فرما کر بگھار شریف میں رہ کر خلقِ خدا کی تعلیم و تربیت کا فریضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

بگھار شریف میں اس وقت نہ تو کوئی مسجد تھی اور نہ ہی یہاں کے لوگوں میں کوئی دینی شعور۔ آپ نے یہاں کے رہنے والے اپنے اعزہ و احباب کے ہمراہ قریبی جنگل سے پتھر اپنے سر پر اٹھا کر یہاں پہنچائے اور اپنے ہاتھوں سے ایک چھوٹی سی مسجد کی بنیاد رکھ کر سنتِ مطہرہ کی یاد تازہ کر دی۔ اسی مسجد سے آپ نے ظاہری و باطنی تعلیم و تدریس کا آغاز کیا، دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑوں میں گھری ہوئی یہ چھوٹی سی بستی جہاں ذرائع آمد و رفت بالکل ہی مفقود تھے، مرجع خلائق بن گئی۔ آپ کے اپنے قبیلے جنجوعہ راجپوت اور اس علاقے میں قیام پذیر دیگر قبائل کے لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا شروع ہوگئے۔ ان دنوں ہندوانہ تہذیب کا غلبہ تھا، اقدارِ اسلامیہ دب چکی تھیں، عام مسلمان ہندو

تہذیب کے زیرِ اثر شادی غمی پر ہندوانہ رسم و رواج پر ہی عمل پیرا تھے آپؒ نے اقدارِ اسلامیہ کے فروغ اور ہندوانہ رسم و رواج کے قلع قمع کرنے کے لیے شبانہ روز جہد مسلسل کی۔ علاقے کے نیک طبیعت عمائدین نے آپ کا بھرپور ساتھ دیا اور مختصر عرصے میں آپ نے اپنے مشن میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ آپ کے تین صاجزادے تھے۔ سب سے بڑے حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ ، ان سے چھوٹے جناب محمد زمان اور ان سے چھوٹے جناب محمد احمد تھے۔ اپنے بڑے صاجزادے حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کو آپ نے دینی تعلیم کے لیے وقف کیا اور اپنی وفات سے پہلے آپ ہی کو اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

☆☆☆☆☆

صاحب سجادہ اوّل

حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ

(حضرت مولانا محمد یعقوبؒ کے والدِ گرامی)

CamScanner

حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ

(متوفیٰ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ بمطابق ۲۲؍اپریل ۱۹۴۳ء)

حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ یکم جمادی الثانی ۱۲۹۲ھ بمطابق ۳؍جولائی ۱۸۷۵ء بگھار شریف میں پیدا ہوئے۔

تعلیم

ابتدائی عمر میں ہی آپ کے والدِ گرامی نے آپ کو اپنے شیخِ طریقت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ کے سپرد کر دیا تھا۔ موسی زئی شریف میں ان دنوں درس و تدریس کا معیاری اہتمام تھا۔ ایک جید عالِم دین جو مولانا شیرازی کے نام سے مشہور تھے، صدر مدرس کے طور پر فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ آپ نے بھی انہی کی خدمت میں شرف تلمذ حاصل کیا اور یہیں سے علومِ ظاہریہ میں فراغت حاصل کی۔

حصولِ طریقت

جیسا کہ پہلے مذکور ہے ابتدائی تعلیمی مرحلے میں ہی آپ کے والد گرامی نے آپ کو اپنے مرشد کامل حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ (موسیٰ زئی شریف) کے سپرد فرما دیا تھا چنانچہ جہاں آپ نے اس درِ فیض سے ظاہری اکتسابِ علم کیا وہاں حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے مرکزِ نگاہ بھی بن گئے۔ اجمالی طور پر حضرت شیخ سے آپ نے منازلِ سلوک کی تکمیل کی ۔ آپ کے والدِ گرامیؒ نے اپنی وفات سے پہلے جب آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا تو ساتھ ہی یہ شرط عائد کر دی تھی کہ آپ تفصیلاً منازلِ سلوک کی تکمیل کے لیے حضرت خواجہ سراج الدینؒ (فرزندِ گرامی خواجہ عثمان دامانیؒ) کی خدمت میں وقت گزاریں گے چنانچہ اپنے والد

گرامیؒ کے وصال کے بعد کچھ عرصہ کے لیے آپ نے موسیٰ زئی شریف میں مستقل قیام اختیار فرمایا۔ اس وقت وہاں اور بھی جلیل القدر طالبانِ طریقت حصولِ فیض کے لیے جمع تھے۔ ہر ایک نے اپنے مرشد کی کوئی نہ کوئی خدمت اپنے ذمے لی ہوئی تھی۔ حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ اپنے مرشد گرامی کے سحری کے وضو کے لیے گرم پانی پیش کرنے پر مامور تھے۔ معمول کے مطابق ایک روز گرم پانی کا کوزہ لے کر جب آپ حضرتؒ کے تسبیح خانہ پر پہنچے تو آپ آرام کے لیے دروازہ بند کر چکے تھے۔ آپ نے سوچا اگر پانی باہر رکھتا ہوں تو ٹھنڈا ہو جائے گا۔ اگر واپس چلا جاتا ہوں تو عندالطلب پیش کرنے سے قاصر رہوں گا، سخت سردی کے موسم میں پانی کا کوزہ اپنے کمبل میں لپیٹ کر چوکھٹ پر بیٹھ گئے ۔ آدھی رات سے کچھ وقت اوپر تھا کہ زنان خانہ سے حضرت خواجہ سراج الدینؒ کی والدہ محترمہ باہر تشریف لائیں، دیکھا تو ایک درویش سخت سردی کے عالم میں دروازے پر بیٹھا ہوا ہے، پوچھا بیٹا کون ہو؟ عرض کیا! اماں جی عبدالرحمٰن۔ آپ کے نام سے سبھی واقف تھے، اماں جان پہچان گئیں، فرمایا بیٹا اس بلا کی سردی میں یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ جواباً ساری کیفیت بیان کی۔ والدہ نے بیٹے کے دروازے پر دستک دی، دروازہ کھلا، حضرت خواجہ سراج الدینؒ نے سامنے اپنی والدہ محترمہ کو کھڑا دیکھا تو حیرانگی اور تجسّس کی کیفیت میں عرض کیا اماں حضور کیا حکم ہے؟ اس وقت تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا اگر تمہارے پاس کچھ ہے تو ابھی اور اسی وقت میرے اس بیٹے عبدالرحمٰن کو اس سے سرفراز کر دو۔ حضرت خواجہ سراج الدینؒ نے حضرت سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا مولانا وضو سے ہو، عرض کیا جی حضور۔ فرمایا اندر تشریف لے آؤ۔ پھر یہ وہ گھڑی تھی کہ رحمت کی گھٹا آپ کے سر پر سایہ فگن ہوگئی۔ اپنے شیخ طریقت نے کامل اطمینان کے ساتھ آپ کو خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور صبح ارشاد فرمایا.

مولانا اب آپ میری طرف سے فارغ ہیں۔ جایئے بکھار شریف میں اپنے والد کی مسند پر بیٹھ کر تشنگانِ طریقت کی پیاس کو بجھایئے اور نورِ عرفان سے طالبانِ معرفت کے قلوب کو جگمگایئے۔ چنانچہ خواجہ عثمان دامانی" اور آپ کے نورِ نظر خواجہ سراج الدین" کے عرفان و ایقان کے امین خواجہ عبدالرحمٰن" نے اس سنگلاخ وادی میں شریعت و طریقت کی وہ شمع روشن کی کہ آج بھی گم گشتگان راہِ مستقیم اُس روشنی میں اپنی منزل کا سُراغ پا لیتے ہیں۔

مسجد کی تعمیر نو

حضرت خواجہ محمد ہاشم" نے اپنے ہاتھوں سے جس چھوٹی سی مسجد کی تعمیر کی تھی اب وہ نمازیوں اور زائرین کے لیے ناکافی تھی چنانچہ حضرت خواجہ عبدالرحمٰن" نے اس مسجد کو شہید کر کے ایک وسیع مسجد تعمیر کروائی۔ طلباء کے لیے حجرے اور مسجد کے اوپر تسبیح خانہ/کتب خانہ تعمیر کروایا۔

کتب خانہ

دینی مدارس میں متداول کتب، صحاح ستہ اور فقہ کی کتب مراجع آج بھی کتب خانے میں موجود حضرت خواجہ عبدالرحمٰن" کے علمی ذوق کی مظہر ہیں۔

متابعت سنت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا امتیاز سرکارِ دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نقوشِ پا کو چوم کر اپنی شاہراہ حیات کا رخ متعین کرنا ہے۔ اس سلسلہ کے صوفیہ نے تزکیہ نفس، تصفیہ باطن کے لیے چلہ کشیوں یا اپنے جسم کو اذیت دینے کے طریقوں سے ہمیشہ گریز کیا۔ ان کے ہاں منازلِ سلوک کی تکمیل کا واحد ذریعہ پابندی شریعت ہے۔ شیخ احمد سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی" کے ارشاد کے مطابق جب شریعت تقاضائے طبیعت بن جائے تو وہ طریقت کہلاتی ہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن

” نے زندگی کا ہر لمحہ، ہر لحظہ پیروی سنت رسول ﷺ میں ہی گذارا۔

نماز باجماعت کا اہتمام

سفر، حضر ہر حالت میں باجماعت نماز کی ادائیگی کا اہتمام کیا گیا۔حتیٰ کہ جب آپ شدید بیمار اور پاؤں میں تکلیف کے سبب چلنے سے معذور تھے تو آپ کے ایک خادم خاص نادر خان آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر بوقت نماز مسجد میں لاتے، آپ باجماعت نماز ادا کرتے اور پھر اسی طرح اٹھا کر انہیں اپنی قیام گاہ پر پہنچا دیا جاتا۔ نماز باجماعت کے لیے اپنے متعلقین، محبین پر شدت کے ساتھ زور دیتے اور اپنے جوار میں بسنے والے قرابت داروں پر خاص طور پر نظر رکھتے۔ جو حضرات جماعت میں شریک نہ ہوتے ان کے بارے میں معلوم کرتے اور بلاوجہ ترک جماعت پر سخت تنبیہ کرتے۔ سردار محمد اعظم مرحوم[۱] کی روایت جو بواسطہ والد محترمؒ ہم تک پہنچی:

> '' ہم حضرتؒ کے ساتھ سفر سرہند شریف پر روانہ ہوئے ، لاہور پہنچے وہاں سے آگے ریل کی روانگی میں کچھ گھنٹے تاخیر تھی، نماز فجر کا وقت ہوا چاہتا تھا ، آپ نے ریلوے اسٹیشن پر ہی نماز ادا کی۔ میں نے درخواست کی کہ ہمارے بھائی سردار فتح خان مرحوم[۲] (جو اس وقت متحدہ پنجاب اسمبلی کے

۱۔ سردار محمد اعظم صاحب منور، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے تھے، انتہائی وجیہہ شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت والد گرامی (حضرت مولانا محمد یعقوبؒ) ہمیشہ انتہائی محبت کے ساتھ اُن کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ میں نے اپنے والد گرامی سے سُنا کہ جب سردار محمد اعظم عین عالم شباب میں اس جہان فانی سے رخصت ہوئے تو حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ نے انتہائی بے ساختگی سے ارشاد فرمایا ''آج میرا دایاں بازو ٹوٹ گیا ہے''۔

۲۔ سردار فتح خان صاحب متوفی (۴رجنوری ۱۹۷۵ء)، سردار نور خان صاحب متوفی (۱۴رفروری ۱۹۳۷ء) جو ایم ایل اے کی حیثیت سے ایک طویل مدت تک ضلع راولپنڈی کی نمائندگی کرتے رہے، کے فرزند ارجمند تھے۔ غیر معمولی ذہانت اور طلاقت لسان کے مالک تھے۔ مطالعہ کا بے حد شوق رکھتے تھے۔ جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ایک انتہائی وسیع کتب خانہ ترکہ میں چھوڑا۔ آپ پنجاب قانون ساز اسمبلی کے رکن رہے، اسمبلی میں اُن کی تقاریر، جوش خطابت اور زور استدلال کے سبب انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ انہیں حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ سے والہانہ عقیدت تھی، راقم الحروف نے سردار صاحب مرحوم کو حضرتؒ کے مزار پر حاضر ہونے کے منظر کو دیکھا، ان کا تڑپنا، آنسوؤں کا برسنا، اُس کیفیت کو الفاظ کا جامہ پہنانا مشکل ہے۔

CS CamScanner

رکن تھے) یہاں لاہور میں ارکان اسمبلی کے ہاسٹل میں قیام پذیر ہیں، درمیانی مدت کے چند گھنٹے اگر ان کے پاس گذار لیے جائیں تو جناب والا کو بھی تھوڑا سا آرام مل جائے گا اور سردار صاحب محترم بھی جناب کی میزبانی سے مسرور ہوں گے۔ آپ نے اس تجویز سے اتفاق فرمایا اور ہم سب سردار صاحب کی قیام گاہ کی طرف پاپیادہ ہی روانہ ہوئے۔ کچھ فاصلے پر جا کر میں نے عرض کیا اگر اجازت ہو تو میں تیز قدموں سے سردار صاحب تک پہنچ کر انہیں آپ کی آمد سے باخبر کروں۔ آپ نے اجازت مرحمت فرمائی ، میں پہنچا تو سردار صاحب ابھی بیدار ہوا ہی چاہتے تھے، میں نے حضرت کی آمد کی اطلاع دی تو بے ساختگی کے عالم میں ننگے پاؤں، ننگے سر ، تیزی کے ساتھ سیڑھیاں اترتے ہوئے استقبال کے لیے شاہراہ پر آگئے۔ آپ کی نظر سردار صاحب کے چہرے پر پڑی ، وضو کے آثار نہ دیکھ کر پرجلال انداز سے سردار صاحب کے چہرے پر ایک تھپڑ رسید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا صبح کی نماز کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے اور آپ نے ابھی تک نماز ادا نہیں کی۔ سردار صاحب اپنے تمام تر دنیوی علو مرتبت کے باوجود اپنے شیخ کی اس تنبیہہ پر خفگی کے بجائے بے حد مسرور ہوئے عرض کیا حضور! ابھی نماز ادا کرتا ہوں۔ آپ ان کے کمرے میں تشریف لے گئے، فرمایا پہلے نماز پڑھو بعد میں ضیافت''

راجہ فضل داد مرحوم[۱] نے راقم الحروف سے بیان کیا:

" میں کلر سیداں کے ہائی اسکول میں زیرِ تعلیم تھا، چھٹی کے روز اپنے آبائی گاؤں مٹور پہنچا، گھر سے اطلاع ملی کہ سردار محمد اعظم صاحب کے گھر حضرت قبلہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں حاضر خدمت ہوا خیریت معلوم کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا فضل داد نماز پڑھتے ہو، میں نے عرض کیا حضرت پڑھتا ہوں کبھی کبھار قضاء بھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا تم نماز کو نہ چھوڑنا رب تعالیٰ تمہیں نہیں چھوڑے گا۔ وہ دن اور آج کا دن الحمدللہ نماز کا اہتمام جاری ہے"

لباس

پنجاب کے رواج کے مطابق سر پر کلہ دار پگڑی اور سفید شلوار قمیض زیبِ تن فرماتے اور مجددی روایت کے مطابق امتیازی لباس سے ہمیشہ گریز فرماتے۔

سفرِ حج

آپ سفرِ حج کے لیے ۔۔۔ عازمِ حجاز روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ سفر کرنے کی سعادت حاجی محمد فاضل (کہوٹہ) کو حاصل ہوئی۔

۱۔ راجہ فضل داد مرحوم راقم الحروف کے بچوں کے نانا محترم تھے، قول و فعل میں ہم آہنگی، شجاعت، صدقِ مقال اور اکلِ حلال اُن کی حیات کی امتیازی خصوصیات تھیں۔ شب زندہ دار تھے۔ ادائیگی نوافل اور تلاوتِ کلام مجید میں زیادہ وقت گزرتا تھا۔ حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ کے دستِ حق پر بیعت کا شرف حاصل تھا اور اپنے پیر و مرشد سے والہانہ محبت تھی، جب بھی اُن کی خدمت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا، ان کی گفتگو کے دوران کسی نہ کسی حوالہ سے اپنے مرشد کا ذکر ضرور آ جاتا تھا۔ اپنے تمام تر دُنیوی مراتب و عزت و احترام کو اپنے مرشد کی دُعاؤں کا مرہونِ منت سمجھتے تھے۔

''بقول حاجی محمد فاضل (یہ روایت حاجی صاحب موصوف نے راقم الحروف سے بزبانِ خود بیان کی) ان دنوں آپ کے ایک خلیفہ مجاز قاضی محمد زمان کا انتقال ہو گیا تھا۔ آپ ان کے اہل خانہ سے تعزیت کے لیے پہلے وہاں تشریف لے گئے، مرحوم کی اہلیہ نے دوران ملاقات اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا منجملہ یہ بھی بیان کیا کہ مجھے اپنی دو بچیوں کی شادیاں بھی کرنا ہیں، قاضی صاحب بھی اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور آپ بھی تشریف لے جا رہے ہیں، ہمارے لیے دعا فرمایئے۔ آپ نے دعا کے ساتھ ساتھ مجھے حکم فرمایا کہ حاجی صاحب میں نے جو رقم آپ کو سفر حج کی ضرورت کے لیے دی تھی وہ محترمہ کو دے دیجئے تاکہ وہ اپنی بچیوں کی بآسانی شادی کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ میں نے تعمیل حکم میں وہ رقم تو محترمہ کے حوالے کر دی لیکن اس فکر میں غلطاں و پیچاں آپ کے ساتھ راولپنڈی ریلوے اسٹیشن کی طرف روانہ ہوگیا کہ اب سفر کے اخراجات کا کیا بنے گا۔ اسٹیشن پر پہنچے تو گاڑی کی روانگی میں ابھی کچھ تاخیر تھی، انتظار میں آپ ایک بنچ پر تشریف فرما تھے ، آپ کے عقیدت مند مجھ سمیت حلقے کی صورت میں آپ کے گرد کھڑے تھے کہ ایک اجنبی شخص کوٹ پتلون میں ملبوس جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا وہ آیا سلام مسنون کے بعد آپ سے مصافحہ کیا، آپ کے ہاتھ میں ایک بند لفافہ دیا اور اجازت لے کر رخصت ہوگیا۔ نہ آپ نے اس سے تعارف پوچھا نہ اس نے

کوئی تکلم کیا۔ آپ نے وہ لفافہ مجھے عنایت فرما دیا۔ میں
نے ایک طرف ہٹ کر لفافہ کھولا تو جتنی رقم آپ نے قاضی
صاحب مرحوم کی بیوہ کو عنایت فرمائی تھی بالکل اتنی ہی رقم
اس لفافے میں موجود تھی''

ریلوے اسٹیشن پر آپ تشریف فرما تھے، گردن جھکی تھی اور آنکھوں سے آنسو رواں تھے! ایک عقیدت مند نے یہ سمجھ کر کہ آپ طویل سفر کی صعوبت یا اولاد سے دوری کی وجہ سے پریشان ہیں، اس نے تسلی آمیز لہجے میں عرض کی کہ حضور اللہ جل شانہ آپ کا سفر باعافیت گذارے گا اور آپ جلد واپس تشریف لے آئیں گے۔ آپ نے فرمایا عزیز تو سمجھا نہیں میں سفر کی صعوبت، وطن سے دُوری یا خویش و اقارب سے جدائی کی وجہ سے نہیں رو رہا ، رونے کا سبب خوفِ خدا ہے اس لیے کہ میں جس مقام پر جا رہا ہوں وہ، وہ کسوٹی ہے جو وہاں سے کھرا ہو جائے وہ بامراد و بانصیب ہو جاتا ہے اور جو وہاں سے کھوٹا ہو جائے اس کی دنیا و عقبیٰ دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔

راقم الحروف سے اپنے والد گرامیؒ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں حج کے لیے گیا تو ایک روز غالباً مغرب کی نماز کا وقت تھا وضو خانے میں وضو سے فارغ ہو کر کھڑا ہوا تو ایک بزرگ جو عربی لباس میں ملبوس تھے آ کر مجھ سے ملے اور فرمایا آپ کا نام محمد یعقوب ہے میں نے اثبات میں جواب دیا تو پھر پوچھا آپ حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کے صاحبزادے ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں۔ یہ جان کر وہ بے حد مسرور ہوئے ، بغل گیر ہوکر تقاضا کیا کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ میرے گھر تشریف لے چلیں اور مجھے میزبانی کا شرف بخشیں۔ جب ہم ان کے گھر حاضر ہوئے تو انہوں نے غیر معمولی خاطر تواضع فرمائی۔ ہم حیرانگی کے عالم میں ان کی فرحت و انبساط کو دیکھ رہے تھے کہ نہ جان نہ پہچان اور یہ محبت

و مروت آخر سبب کیا ہے؟ تھوڑی دیر بعد جب وہ ہمارے پاس بیٹھے تو فرمایا حضرت میرا نام سرور دین ہے میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں اور تقریباً نصف صدی سے مدینہ طیبہ میں قیام کی سعادت حاصل ہے۔ آج سے کم و بیش پینتیس برس پہلے آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالرحمٰن” حج کے لیے تشریف لائے تھے مجھے ان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ کچھ دن انہوں نے میرے اس غریب خانے کو رونق بخشی یہاں قیام پذیر ہوئے، ایک شام یہاں اپنے بستر پر دراز تھے آنکھیں بند تھیں اور میں اس ولی کامل کے رخ زیبا کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہا تھا آپ نے ارشاد فرمایا مولوی سرور دین میری اور آپ کی یہ زندگی کی آخری ملاقات ہے، مجھ پر گریہ طاری ہوگیا، تھوڑے سے توقف کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا مولوی صاحب میرے تین بیٹے ہیں بڑے کا نام محمد صادق ہے اس سے چھوٹے کا نام حبیب اللہ ہے اور میرے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام محمد یعقوب ہے۔ میرا یہ سب سے چھوٹا بیٹا حج کرنے کے لیے آئے گا اللہ کو منظور ہوا تو تمہاری اور اس کی ملاقات ہوگی، یہ فرما کر مولانا رونے لگے اور فرمایا کہ گذشتہ پینتیس برس سے میں آپ کا منتظر تھا، حتی الوسع زائرین مدینہ پر نظر ڈالتا تھا لیکن عجب اتفاق ہے کہ آج تک کسی سے پوچھا نہیں، کسی پہ شک نہیں گذرا۔ آج جس وقت میں مسجد نبوی کے احاطے میں داخل ہوا اور حسب معمول نظر دوڑائی تو آپ کے چہرے پر نظر پڑی فوراً دل سے صدا آئی کہ پینتیس برس سے جس کا منتظر تھا وہ یہی ہے۔ چنانچہ آپ سے استفسار کیا اور میرا اندازہ درست نکلا۔

مسلکی اعتدال

آپ فقہ میں حنفی المسلک اور طریقت میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے پیروکار تھے۔ فقہ حنفی ہو یا روایاتِ سلسلہ نقشبندیہ۔ ان پر سختی کے ساتھ کاربند تھے

لیکن دوسرے مکاتبِ فکر یا مسالک سے متعلق اتہام بازی اور تکفیر وغیرہ سے سخت نفرت فرماتے تھے۔ راقم الحروف سے والد محترم نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ میری موجودگی میں ایک عالم دین نے آپ سے استفسار فرمایا کہ حضرت علامہ مشرقی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا اگر وہ راہ راست پر ہیں تو اللہ تعالی کامیابی سے ہمکنار فرمائے اور اگر بھٹک گئے ہیں تو اللہ تعالی دولت ہدایت سے سرفراز فرمائے۔ مولانا سے رہا نہ گیا دوبارہ عرض کیا حضور! علماء نے تو علامہ مشرقی کے کفر کا فتوی صادر کر دیا ہے۔ غصے سے حضرت کا رنگ سرخ ہوگیا اور مولانا سے مخاطب ہوکر فرمایا مولانا کتنی عمر ہے؟ مولانا جھینپ گئے اور خاموش ہوگئے لیکن آپ نے پھر زور دے کر اپنا سوال دہرایا ، مولانا نے جواب دیا حضرت کوئی کم و بیش ۶۵ برس۔ آپ نے فرمایا مولانا ۶۵ برس کی عمر میں کتنے کافروں کو مسلمان کیا ہے؟ ہم نے تو علماء کی یہ شان تاریخ میں رقم دیکھی ہے کہ وہ کافروں کو مشرف بااسلام کیا کرتے تھے، آج زمانے نے کیا کروٹ لی ہے کہ علماء مسلمانوں کو کافر بنانے پر اپنی صلاحیتوں کو صرف کر رہے ہیں۔

مسلکی اعتدال کے سبب ہی مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے علماء آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

شیخِ مجدد الف ثانیؒ سے عقیدت و وابستگی

آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے نیر تاباں حضرت شیخ مجدد الف ثانیؒ سے حد درجہ عقیدت و محبت تھی۔ مکتوبات مجدد الف ثانی ہمیشہ آپ کے زیر مطالعہ رہتے اور دوران گفتگو آپ اقوال مجدد سے استناد فرماتے۔ ہر سال عرس کے موقع پر دربار مجدد میں حاضری کا شرف حاصل کرتے۔ درگاہ کے سجادہ نشین حضرات آپ سے محبت اور اکرام کا حد درجہ اہتمام کرتے۔ آپ کے تشریف لے جانے پر

CamScanner

حضرت مجدد الف ثانی کا روضہ شریف خاص طور پر کھلوایا جاتا، حاجی محمد فاضل صاحب (جو اکثر آپ کے شریکِ سفر ہوتے) کے بقول:

> ''ایک مرتبہ جب حضرت تشریف لے گئے تو درگاہ کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد صادقؒ آپ کے اکرام میں کھڑے ہوگئے تو آپ کے قریب تشریف فرما ایک چھوٹے سے بچے (جو غالباً آپ کے پوتے تھے) نے سوال کیا کہ ابا حضور یہ کون بزرگ ہیں؟ کہ آپ اور کسی کے لیے تو کھڑے نہیں ہوئے ان کو آپ نے اس اعزاز سے نوازا ہے۔ جواباً آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا یہ مولانا عبدالرحمٰن کھوٹوی ہیں باقی سب میرے مہمان ہیں اور یہ براہ راست مجدد الف ثانیؒ کے مہمان ہیں''

راقم الحروف سے اپنے والد محترم نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت بیمار تھے اور میں دہلی میں زیرِتعلیم تھا، عرس کا موقع آیا تو آپ نے مجھے بذریعہ خط حکم دیا کہ میں حاضری سے معذور ہوں تم جا کر سرہند شریف میں حاضری دو۔ میں سرہند شریف حاضر ہوا حضرت خواجہ محمد صادقؒ سے شرف نیاز حاصل ہوا تو آپ نے پوچھا بیٹا تمہارے والد کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا حضور والد گرامی شدید علیل ہیں فرمایا بیٹا تمہارے والد وہ ہیں جن کی طرح کا اپنے وقت میں کوئی کوئی ہوتا ہے۔

سفر موسیٰ زئی شریف

سرہند شریف کی طرح اپنے پیر خانہ موسیٰ زئی شریف بھی حاضری زندگی بھر معمول رہی، اپنے پیر خانہ کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار کبھی کبھی اس انداز میں فرماتے کہ بھری مجلس میں اپنے ہاتھوں پہ آبلوں کے مٹے نشانات کو دیکھتے

آنکھیں تربتر ہو جاتیں اور ارشاد فرماتے یہ اپنے پیر خانہ میں لکڑیاں پھاڑنے کے نشانات ہیں اور توشہ نجات ہیں۔

سفر کھڑی شریف (جہلم)

خطۂ پنجاب میں جن بزرگوں کو شہرت دوام حاصل ہوئی ان میں میاں محمدؒ صاحب سیف الملوک کا اسم گرامی نام نامی بھی درخشاں حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کا تعلق سلسلہ قادریہ سے تھا، راقم الحروف کو معلوم نہیں کہ کس خاص سبب سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ سال میں ایک مرتبہ حضرت میاں صاحبؒ کے مزار پر ضرور حاضری دیتے رہے۔ دراں حالیکہ خطہ پوٹھوہار میں جلیل القدر صوفیاء کی خانقاہیں اور بعض ان کے معاصر نامور صوفیاء موجود تھے نہ کسی خانقاہ اور نہ ہی کسی معروف صوفی کے پاس تشریف لے گئے۔

مستجاب الدعوات

اللہ رب العزت کے احکامات کو حرزِ جاں بنانے والے اور آقائے دوجہاں علیہ الصلوۃ والسلام کے قدوم میمنتِ لزوم کو چوم کر زندگی کا سفر طے کرنے والے جلیل القدر صوفیاء کو اللہ رب العزت نے عزت بخشی ہے کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر اسی کے بھروسے پر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی تقدیر مبرم کو تو ٹال دیتے ہیں اپنے بندہ خاص کو رسوا نہیں ہونے دیتے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ ان برگزیدہ شخصیات میں سے ہیں جن کی مبارک زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی خالق ارض و سما نے ہمیشہ قدر فرمائی اور جو آپ کی زبان سے نکلا اسے پورا فرما دیا۔

آپ کے ایک خادم خاص کالا خان[1] کی اہلیہ فوت ہوگئیں، آپ بے اولاد تھے۔ آپ نے اپنے مرشد سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا

۱۔ کالا خان صاحب بھمار شریف کے قریب واقع قصبہ کھیل ہون کے رہنے والے تھے اور حضرتؒ کے مخصوص معتقدین میں اُن کا شمار ہوتا تھا۔

دریا کے اس پار (دریائے جہلم) نکل جاؤ اللہ جل مجدہ کوئی بہتر صورت پیدا فرما دیں گے اور اللہ کو منظور ہوا تو آپ کے گھر پانچ بیٹے جنم لیں گے۔ کالا خان اپنے ماموں زاد بھائی محمد خان کے ساتھ دریا پار کشمیر کی طرف نکل گئے چند روز گھومنے کے بعد مایوسی کی کیفیت میں پلٹے پریشان تھے کہ حضرت نے فرمایا تھا کوئی صورت نکل آئے گی مگر بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آ رہی۔ جب دریا کے کنارے پہنچے تو دیکھا تھوڑے فاصلے پر ایک اکیلی خاتون کپڑے دھو رہی ہے۔ ان کو خیال گزرا کہ اس بیابان میں اکیلی خاتون محو سفر ہے اس سے پوچھنا تو چاہیے کون ہے اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ محمد خان قریب گئے اور فاصلے پر کھڑے ہوکر پوچھا بہن تم کون ہو اور کہاں جا رہی ہو، اس نے کہا میں آزاد کشمیر کے فلاں گاؤں کی رہنے والی ہوں خاوند فوت ہو گیا ہے اولاد سے محروم ہوں اور ادھر سے دریا کے دوسری طرف جا رہی ہوں کہیں محنت مزدوری کر کے زندگی کے بقیہ ایام گزار لوں گی۔ محمد خان نے کہا بہن میرے ساتھ ایک میرا ادھیڑ عمر بھائی ہے اس کی بھی بیوی نہیں ہے اور بے اولاد ہے۔ اگر تم اس کے ساتھ نکاح کے لیے رضامندی کا اظہار کرو تو ہم تمہیں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور بفضلہ تعالیٰ تم آبرومندانہ زندگی گزارو گی۔ اس نے حامی بھر لی اور یہ دونوں حضرات اسے لے کر اپنے گاؤں پہنچے اسے وہاں چھوڑا اور سیدھے اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ اور سارا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ اسے یہیں چھوڑو اور واپس تم اس کے گاؤں میں جاؤ اور جو اس نے اپنے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں ان کی تصدیق کرو۔ وہ دونوں حضرات واپس گئے ،گاؤں والوں سے اس کے احوال دریافت کیے، معلوم ہوا کہ اس نے حرف حرف درست کہا ہے اور گاؤں والوں نے اس کے کردار کی ستائش کی۔ یہ دونوں حضرات واپس لوٹے اور حضرتؒ کی اجازت سے

کالا خان کا نکاح کر دیا گیا۔ کالا خان کے ہاں جب پانچویں بیٹے کی ولادت ہوئی تو ایک قاصد حضرتؒ کی خدمت میں پہنچا اور عرض کیا حضور کالا خان کے گھر پانچواں بیٹا پیدا ہوا ہے مگر ان کی اہلیہ داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئی ہے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے فقیر کی بات کی لاج رکھ لی ہے۔

ارادت مندوں کے احوال پر نظر

جہلم میں مقیم ایک غلام محمد نامی شخص بیان کرتا ہے کہ میرے ایک خاتون کے ساتھ تعلقات استوار ہوگئے ، ایک شب گھر خالی تھا میری دعوت پر وہ خاتون میرے گھر میں آ گئی ، شیطان مجھ پر پوری طرح غالب تھا جب آمادہ گناہ ہوا تو میرے کان میں میرے شیخ کی آواز سنائی دی غلام محمد باز آ جاؤ۔ میں ٹھٹک گیا دائیں بائیں دیکھا اور اس آواز کو اپنا واہمہ سمجھا، شیطان کے پنجہ میں جکڑا ہوا تھا پھر نفس امارہ سے مغلوب ارتکاب گناہ کے لیے تیار ہوگیا۔ تو زیادہ پرجلال اور زور دار آواز میرے کانوں میں گونجی غلام محمد باز آ جاؤ۔ اب اور زیادہ خوف زدہ ہوا لیکن شیطان نے پھر ہمت بندھائی اور جب تیسری مرتبہ آمادہ گناہ ہوا تو غلام محمد باز آجاؤ کی گرج دار آواز کے ساتھ ایک تڑاخے دار تھپڑ میرے منہ پہ رسید ہوا۔ میری چیخ نکل گئی ، میں نے دروازہ کھولا اور خاتون سے کہا بھاگ جاؤ، میرے مرشد پہنچ گئے ہیں۔ سخت خوف زدہ ہوا، غسل کیا نوافل پڑھے توبہ و استغفار کی اور علی الصباح بگھار شریف کے لیے روانہ ہوگیا۔ سارا سفرسخت شرمندگی کی کیفیت میں گذرا یہ خیال ہلکان کیے جا رہا تھا کہ حضرت کا سامنا کیسے کروں گا۔ بگھار شریف پہنچا حضرت اس وقت کی پرانی مسجد کے کونے میں درخت کے نیچے تشریف فرما تھے ارادت مند حلقے کی صورت میں آپ کے ارشادات سے مستفید ہو رہے تھے میں سر جھکائے شرمندگی کے عالم میں دست بوسی کر کے بیٹھ

گیا آپ نے گفتگو کا موضوع بدلا اور ارشاد فرمایا :

ماذکی منکم من احد ابدا ولٰکِنَّ الله یزکی من یشاء

کوئی نفس پاک نہیں ہوسکتا مگر جسے اللہ پاک کرنا چاہے۔

اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں آپ نے گفتگو فرمانا شروع کی باقی حاضرین مجلس تو نہ سمجھ پائے کہ اچانک اس موضوع پر گفتگو کا سبب کیا ہے؟ یا کچھ نے اسے محض اتفاق پر محمول کیا ہوگا۔ مگر میں جانتا تھا کہ اس کا مخاطب کون ہے؟ لیکن میرے شیخ نے سوائے اس گفتگو کے جو میرے لیے تشفی کا سبب تھی اشارۃً بھی مجھے شرمندہ نہ کیا۔

من ستر مسلماً ستر ہ الله یوم القیامه

جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ اس کی قیامت میں پردہ پوشی فرماتا ہے۔

صوفیائے کرام کا منہج تزکیہ یہی تھا کہ وہ کسی کی عزت نفس کو پامال نہیں فرماتے تھے۔ کسی کی پردہ دری نہیں کرتے تھے اس لیے کہ مقصود کسی کو ذلیل کرنا نہیں اس کی اصلاح تھا۔

جلال خان (موضع لہڑی جو معروف قصبہ نارہ کے قریب واقع ہے) بیان کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، شام کو واپسی کے لیے اجازت طلب کی اور عرض کیا کہ حضور میرا مکان محلّہ سے کچھ دور ہے اور میری اہلیہ جوان ہے، تنہا رات گزارنا مشکل ہوگا۔ آپ نے فرمایا، شام ہوگئی ہے قیام کرو اور اللہ پر توکل کرو۔ رات تو خانقاہ شریف میں بسر کی لیکن تفکرات نے چین کی نیند سونے نہ دیا، صبح اجازت لی گھر پہنچا اہلیہ

سے احوال معلوم کیے کہ رات خوفزدہ تو نہیں ہوئی، اس نے
بتایا کہ نہیں عشاء کے بعد ہی ایک بزرگ جن کا حلیہ یہ تھا
ہمارے صحن میں قرآن پاک کی تلاوت کرتے رہے اور طلوع
فجر کے ساتھ ہی کہیں روپوش ہوگئے، میری اہلیہ نے اس
وقت تک حضرت کی زیارت نہیں فرمائی تھی، اس لیے وہ
پہچان نہ سکی کہ یہ شخصیت کون تھی۔ مگر اہلیہ نے جونہی خال
و خد بیان کیے میں جان گیا کہ یہ میرے مرشد کامل تھے"

☆☆☆☆☆

محترم راجہ غلام احمد صاحب بیان فرماتے ہیں: "۱۹۳۸ء غالباً مارچ کا مہینہ تھا۔ ہمارے خاندان میں سے ایک قریبی رشتہ دار ملحقہ بستی والوں کی لڑکی عرصہ سے اغوا کیے ہوئے تھا۔ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ کسی دوسری جگہ منتقل کرنے کے لیے مغرب کے بعد گھر سے نکلا۔ تقریباً ۸۰۰ گز کے فاصلہ پر لڑکی والے بھی مخبری ہونے کے سبب اس کی تاک میں بیٹھے تھے۔ دونوں گروہوں کے درمیان آمنا سامنا ہوا اور اس اغوا شدہ لڑکی کا بھائی قتل ہوگیا۔ دفعہ ۳۰۲ کے تحت مقدمہ شروع ہوا۔ مخالف پارٹی نے ہمارے ۶ رشتہ داروں کے خلاف پرچہ درج کرا دیا۔ سرفہرست میرے ماموں صاحب صوبیدار فضل داد خان مرحوم رکھے گئے جو اس معاملے میں بالکل بے گناہ تھے۔ اسی طرح ایک میرے بابا جی سید--- اور چچا اللہ داد خان جو اس منصوبے میں بالکل شامل نہیں تھے۔ چند ماہ بعد مقدمہ سیشن جج (انگریز) کے پاس چلا گیا۔ جب تاریخ ہوتی گھر سے مجھے ہی حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ کی خدمت میں دعا کی درخواست کے لیے بھیجا جاتا۔ میں ہر تاریخ پر حاضر ہو کر دعا کی استدعا کرتا تو حضور بڑے رنج اور دکھ کے ساتھ فرماتے کہ یہ تمہارے ماموں صوبیدار اور دیگر رشتہ داروں کا علاج ہے کہ ایک نکاح شدہ عورت اغوا کی گئی اور میرے کہنے کے باوجود اس آدمی سے تمہارے ماموں اور رشتہ داروں نے لاتعلقی نہیں کی۔ اب میں کیا کروں، ان کا یہی

علاج ہے۔ میں مایوس ہوکر واپس آجاتا۔ آخر مقدمہ کے شروع ہونے کے ٹھیک ۹ ماہ بعد سیشن جج کے ہاں آخری پیشی تھی جس میں فیصلہ سنایا جانا تھا۔ مجھے حسب معمول حضور کی خدمت میں ایک دن پہلے دعا کے لیے بھیجا گیا۔ عصر کے بعد میں دربار شریف پہنچا۔ حضور تسبیح خانہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، میں نے قدم بوسی کی اور ڈرتے ڈرتے گذارش کی کہ حضور کل آخری پیشی ہے۔ میرے ماموں صوبیدار صاحب کے لیے دعا فرمائیں۔ بس میرا عرض کرنا تھا کہ حضور جلال میں آکر بلند آواز میں فرمانے لگے۔ تیرا ماموں بری، ساتھ والے سارے بری اور مدعی جیل میں۔ دوسرے دن صبح میں نے حضور سے اجازت لی اور عصر کے وقت گھر پہنچا۔ گھر جا کر قبلہ والد صاحب کو بتایا کہ حضور نے فرمایا ہے کہ سب بری اور مدعی جیل میں۔ والد صاحب اس قدر خوش ہوئے کہ ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ فرمانے لگے ان شاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ ان دنوں سردی کا موسم تھا۔ سڑکیں کچی تھیں۔ تقریباً عشاء کے وقت ہارن بجنے کی آواز آئی۔ تمام برادری بھاگتی ہوئی سڑک تک پہنچی۔ دیکھا تو خدا کے فضل وکرم سے ۶ کے ۶ ہمارے بزرگ ہار پہنے بسوں سے باہر آئے۔ کہنے لگے ہم کو جب سیشن جج نے بری کا حکم دیا تو اس کے فوراً بعد مخالف گروپ نے ہاتھا پائی شروع کر دی تو سیشن جج نے حکم دیا کہ ان دونوں کو جیل بھیج دو۔ چنانچہ وہ جیل چلے گئے۔ دوسرے دن ان کی پیشی ہوئی اور ایک ایک ماہ قید یا ۱۰۰-۱۰۰ روپے جرمانہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

راقم الحروف سے والد گرامی نے بیان فرمایا:

”حضرت کے وصال کے بعد ایک روز میں ہدایت الطالبین[۱] کا مطالعہ کر رہا تھا، دائرہ لاتعین جو تصوف کا ایک مقام ہے اس

۱۔ ھدایۃ الطالبین شاہ غلام علی دہلویؒ کی تصنیف ہے۔

سے متعلق عبارت پڑھی مگر اسرار و رموز کا ادراک نہ ہو سکا۔ طبیعت سخت بے چین ہوئی یاس اور حسرت نے دل و دماغ پر گھیرا تنگ کر دیا، اس سوچ میں غلطاں و پیچاں کہ اب حضرت تو موجود نہیں کس کی دہلیز پر زانوئے ادب تہہ کروں اور منزل مراد پاؤں آنکھ لگ گئی دیکھتا ہوں حضور قبلہؒ عالم اپنی نشست گاہ پر تشریف فرما ہیں ارشاد فرمایا محمد یعقوب ہدایت الطالبین لاؤ میں کتاب لا کر آپ کی خدمت میں باادب بیٹھ جاتا ہوں پھر فرمایا عبارت پڑھو، میں وہی عبارت جس کو سمجھنے سے قاصر تھا پڑھتا ہوں آپ اس کی تشریح اور توضیح فرماتے ہیں، اسرار و رموز سے حجابات اٹھاتے ہیں اور ساتھ ہی باطنی توجہ سے سرفراز فرماتے ہیں۔ میں بے حد مسرور ہوتا ہوں اور اسی کیفیت میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ سرہانے رکھی ہدایت الطالبین کو پھر سے اٹھاتا ہوں اور اسی مقام سے دوبارہ پڑھنا شروع کرتا ہوں، ایسا محسوس ہوا کہ یہ مقام صرف پڑھا ہی نہیں اس منزل سے شیخ کامل نے بتمام و کمال گزار دیا''

میجر کریم داد خان صاحب[1] جن پر حضرت کی خاص شفقت تھی نے

۱۔ میجر کریم داد خان صاحب متوفی (۲۹ر دسمبر ۱۹۹۷ء) منور تحصیل کہوٹہ، راولپنڈی کے ذیلدار راجہ سلطان محمود صاحب (۱۹۵۱ء) کے ذی قدر فرزند تھے۔ وجیہہ شخصیت کے مالک، عجز و انکسار کے پیکر، گفتگو میں مٹھاس اور اپنے شیخ محترم سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ والدِ گرامیؒ نے سلسلہ نقشبندیہ میں اجازت (خلافت) سے بھی نوازا تھا، زندگی کے آخری ایام میں جب کہ والدِ گرامی (حضرت مولانا محمد یعقوبؒ) بھی علیل تھے اور راولپنڈی میں قیام پذیر تھے حاضر خدمت ہوئے اور تجدید بیعت فرمائی۔ انتہائی ضعف کی حالت میں والدِ گرامیؒ مرحوم کے جنازے میں تشریف لائے اور نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔ بعدازاں حضرتؒ نے فرمایا آج میجر صاحب کے جنازے میں ملائکہ بھی شریک تھے۔

CamScanner

خود راقم الحروف سے بیان کیا کہ:

’’ میں دوسری جنگ عظیم میں ایک ایسی جگہ تعینات تھا جہاں سخت پریشان تھا بہت دعائیں کیں اور اپنے شیخ کامل کی طرف متوجہ رہا ، ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کریم داد! اس قدر گھبرا گئے ہو آؤ میرے ساتھ آؤ۔ آپ نے مجھے اپنی بغل میں لے لیا اور فضا میں پرواز کرنا شروع کر دیا۔ میں نیچے دیکھ رہا تھا کبھی صحرا کبھی دریا کبھی پہاڑ مختلف علاقوں سے ہم گزر رہے تھے، ایک جگہ آپ پرواز فرما رہے تھے نیچے دیکھا پھول ہی پھول نظر آئے بہت ہی خوبصورت علاقہ اور اسی کے ساتھ فوجی چھاؤنی، فرمایا کریم داد یہ جگہ پسند ہے میں نے عرض کیا حضرت یہ تو بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔ فرمایا پھر ٹھیک ہے۔ اسی پر میری آنکھ کھل گئی۔ چند ہی روز بعد ہمیں وہاں سے روانگی کا حکم مل گیا ، ایک بندرگاہ پر پہنچے جہاں سے ہمیں آگے فوجی چھاؤنی میں جانا تھا ہم سب راستے سے ناواقف تھے اور پیغام نہ ملنے کے سبب راہ نمائی کے لیے بھی کوئی موجود نہ تھا۔ لیکن میں عجیب ورطہ حیرت میں تھا کہ یہ بندرگاہ تو وہی ہے جس کے اوپر میں حضرتؒ کے ساتھ محو پرواز رہا۔ ہمارا انگریز افسر کہنے لگا کہ رات یہیں بندرگاہ پر قیام کرتے ہیں راستے سے ناواقفیت ہے صبح چھاونی میں چلیں گے۔ میں نے اپنے افسر سے کہا اگر اجازت ہو تو میں راہ نمائی کرنے کے

لیے تیار ہوں۔ اس نے تعجب سے پوچھا کہ آپ پہلے یہاں آ چکے ہیں میں نے کہا نہیں، لیکن آپ کو چھاؤنی تک لے جا سکتا ہوں۔ اجازت ملنے پر میں اپنی پلاٹون کے آگے ہوگیا اور میں یوں راہنمائی کر رہا تھا جیسے کئی مرتبہ یہاں سے گزر چکا ہوں اس لیے کہ یہ سارے راستے تو چند روز پہلے میں نے اپنے شیخ کامل کے ساتھ دیکھ رکھے تھے۔ سب لوگ حیران تھے کہ میں ذرا سی لغزش کے بغیر سیدھا چھاؤنی پہنچ گیا''

میجر صاحب ؒ ہی بیان فرماتے ہیں کہ:

'' میں سوئزر لینڈ میں تھا کہ رات خواب میں میں نے دیکھا حضرت تشریف فرما ہیں اور نہایت شفقت سے مجھے ارشاد فرماتے ہیں: کریم داد! اچھا اللہ حافظ۔ میں پریشانی کے عالم میں جاگ اٹھا اور اسی پریشانی میں کئی دن گزر گئے کہ ایک دن گھر سے خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ فلاں تاریخ رات کے وقت حضرت قبلہ عالم راہی ملک بقا ہوگئے۔ یہ عین وہی رات تھی جس رات حضرت نے اس خادم کو اللہ حافظ کہا تھا''۔

عجز و انکسار

ذلتِ نفس کا نام عجز نہیں بلکہ عزتِ نفس کے تحفظ کے ساتھ رب قادر و قدیر کے حضور سر جھکا کر مخلوقِ خدا کے ساتھ برابری کا سلوک کرنا عجز کہلاتا ہے۔ عزتِ نفس بھی محفوظ رہے اور تکبر و غرور کا شائبہ بھی پیدا نہ ہو یہ بہت ہی کٹھن مرحلہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت پہاڑ کے علاقہ موضع کھویاں میں تشریف

لے گئے وہاں آپ کے ایک خلیفہ مجاز مولانا عبدالرحمٰن[1] نے گاؤں کے لوگوں سے فرمایا کہ جن کے پاس گھروں میں نئے کپڑوں کے تھان موجود ہیں سب لے آؤ میرے مرشد تشریف لا رہے ہیں آپ کے استقبال کے لیے انہیں گلیوں میں بچھا دو۔ گاؤں کے لوگوں نے مولانا کے حکم کی تعمیل کی جب حضرت تشریف لائے اور یہ منظر دیکھا کہ گلیوں میں نئے کپڑے بچھے ہوئے ہیں آپ گھوڑے سے نیچے اترے، حکم دیا کہ سارے کپڑے اٹھا لیے جائیں اور نہایت غصے کے عالم میں استفسار کیا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے؟ جب معلوم ہوا کہ یہ مولانا کے حکم پر ہوا ہے تو مولانا سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا آپ نے یہ کتنا بڑا ظلم کیا ہے۔ ایک فقیر اور بادشاہ کا امتیاز ختم کر دیا۔ غصے کی یہ کیفیت تھی فرمایا مولانا میں آپ کے گھر کھانا نہیں کھاؤں گا۔ اس موقع پر جذباتِ عشق شیخ سے لبریز یہ واقعہ بھی وقوع پذیر ہوا کہ جب حضرت نے کھانا کھانے سے انکار فرمایا تو مولانا وفورِ جذبات سے تڑپ اٹھے۔ عرض کی حضرت اگر میرے گھر کھانا نہیں کھائیں گے تو میں کنویں میں چھلانگ لگا دوں گا۔ آپ نے پھر اسی کیفیت میں فرمایا لگا دو چھلانگ لیکن میں تمہارے گھر نہیں آؤں گا۔ مولانا قریبی کھیت میں موجود کنویں کی طرف بے تابانہ بھاگ پڑے ابھی کنویں کے قریب پہنچا ہی چاہتے تھے کہ حضرت نے وہاں موجود ارادت مندوں سے کہا اس عاشق کو روکو یہ چھلانگ لگا دے گا، ابھی موصوف کنویں کی منڈیر پر پہنچنے ہی والے تھے کہ احباب نے جا لیا اور

۱۔ مولانا عبدالرحمٰن کھوئیاں (تحصیل کہوٹہ کے پہاڑی علاقہ نڑ کی طرف واقع ہے) کے رہنے والے تھے۔ مولانا قلندرانہ سے مزاج کے حامل تھے، سبز جبہ پہنتے تھے، راقم الحروف کو اُن کی زیارت نصیب ہوئی، والدِ گرامی" اس علاقہ میں تشریف لے گئے تو مجھے بھی معیّت نصیب ہوئی۔ کافی تعداد میں عقیدت مند ہم سفر تھے۔ مولانا ننگے پاؤں چل رہے تھے، پنجاڑ کے ایک مخلص رفیق حاجی محمد صدیق حضرت" سے کوئی درخواست کرنے کے لیے ساتھ ہو کر چلنے لگے تو مولانا نے زور دار انداز سے اپنی چھڑی ان کی کمر پر برساتے ہوئے فرمایا "ہم نے تو پڑھا ہے شیخ کے سائے پر سایہ بھی نہیں پڑنا چاہیے تم کندھے سے کندھا ملا کر چل رہے ہو"۔

واپس حضرت کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ نے انہیں اپنے سینے سے لگا لیا، شفقت فرمائی، ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا مولانا آئندہ اس طرح کا عمل مت دہرایئے گا"

توکل علی اللہ

جلسوں میں شرکت اور تقاریر وغیرہ آپ کا معمول نہیں تھا۔ اس وقت بگھار شریف میں نمازِ جمعہ کا اجراء بھی نہیں ہوا تھا، عیدین کے موقع پر آپ وعظ فرماتے تھے۔ چند احباب کے شدید اصرار پر مریڈ حسن میں قائم ایک مدرسہ کے سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر آپ تشریف فرما ہوئے، اپنے مختصر صدارتی ارشاد میں طلبہ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

"اب آپ نے مسند تبلیغ اور مصلی نبوت کو سنبھالنا ہے، میری صرف آپ کو یہ نصیحت ہے کہ آگے نظر رکھنا پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا"

آپ کا یہ ارشاد توکل علی اللہ کا ایک اجمالی بیان تھا جس میں یہ نکتہ پوشیدہ ہے کہ مخلوق سے بے نیاز اپنے خالق کے نیازمند ہوکر اس منصب کی آبرو کو قائم رکھنا۔

ثابت قدمی

عموماً عجز و انکسار سے سرشار شخصیات ثابت قدمی کی صفت سے محروم ہو جاتی ہیں، اس لیے کہ عجز کے ساتھ ساتھ رعب و جلال کو قائم رکھنا خاصا کٹھن مرحلہ ہے۔ آپ کی پاکیزہ زندگی کا یہ طغرہ امتیاز تھا کہ مخلوق خدا سے معاملات اور معاشرت میں تو عجز و انکسار کا پوری طرح غلبہ رہا مگر جب احکام شریعہ کے قیام کا مرحلہ درپیش ہوا تو بقول اقبال؎ رزمِ حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن۔

موضع کانگڑھ میں ایک نکاح کے سلسلہ میں تنازع پیدا ہوگیا، حضرت کا موقف تھا کہ منکوحہ بالغہ تھی اس لیے اس کی رضامندی سے جو نکاح ہوا وہ قائم ہے۔ مگر دوسرا فریق جس میں مٹور سے تعلق رکھنے والے آپ کی برادری کے سرکردہ لوگ شامل تھے ان کا کہنا تھا کہ بوقت نکاح لڑکی بالغ نہ تھی اس لیے یہ نکاح منعقد نہیں ہوا۔ اس اختلاف نے جب شدت اختیار کی تو موضع کانگڑھ میں ہی اس موضوع پر علمی گفتگو کا اہتمام کیا گیا۔ آپ نے اپنی معاونت کے لیے اپنے ہم عصر نامور عالم مولانا اسحاق مانسہروی کو دعوت دی، مولانا کے ساتھ ان کے رفیق خاص مولانا محمد شریف بھی تھے (یہی مولانا محمد شریف بعد ازاں حضرت مولانا محمد یعقوبؒ کے استاذ کے منصب پر بھی فائز ہوئے) فریق ثانی کی طرف سے مٹور کی جامع مسجد کے خطیب مولانا محمد عالم فارغ التحصیل دیوبند تشریف لائے۔ ابتدائی گفتگو ہی میں مولانا محمد عالم لاجواب ہوگئے اور مولانا اسحاق مانسہروی نے حضرتؒ کے موقف کے برحق ہونے کا اعلان فرمایا۔[۱]

تحریک خلافت میں آپ نے پورے جوش و ولولے کے ساتھ اپنی آواز کو بلند کیا ہرچند کہ آپ کے قبیلے کی سربرآوردہ شخصیات افرنگ کی مراعات یافتہ تھیں اور تحریک خلافت کی شدت سے مزاحمت کر رہیں تھیں۔ مگر آپ نے اس کی قطعاً پروا نہ کرتے ہوئے کہوٹہ میں ایک جلسہ منعقد کروایا جس میں مولانا شوکت علی نے شرکت کی اور آپ نے اس جلسہ کی صدارت فرمائی۔ اس علاقے کے راہنماؤں کی اکثریت غیر ملکی آقاؤں سے متعلق تھی۔ اس لیے یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا تھا کہ جلسہ کو درہم برہم کرنے کے لیے کوشش کی جائے گی۔ ایک روایت کے مطابق جامع مسجد کے قریب واقع مکانوں کی چھتوں پر سے پتھراؤ کے لیے پورا

۱۔ اس مناظرہ کی تفصیلی روداد مولانا محمد شریفؒ (عینی شاہد) نے راقم الحروف سے خود بیان فرمائی۔

اہتمام تھا۔ روایت کے مطابق آپ نے جلسہ کے آغاز میں ہی خطاب فرمایا اور پوری قوت سے متنبہ کیا کہ '' وہ حضرات جو آج کے جلسہ میں افراتفری پھیلانے کا ارادہ رکھتے ہیں ان پہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جس قبیلہ (جنجوعہ راجپوت) سے ان کا تعلق ہے میں بھی نسبا اسی سے متعلق ہوں۔ اگر جلسہ گاہ میں ایک پتھر بھی پھینکا گیا تو بعد کے حالات کی ذمہ داری مجھ پر نہیں ہوگی''۔ یہ جلسہ خوش اسلوبی کے ساتھ نماز عصر تک جاری رہنے کے بعد اختتام کو پہنچا، اسی موقع پر مولانا شوکت علی نے بگھار شریف میں بھی حاضری دی۔ تحریک خلافت کی حمایت میں ہی آپ کی گرفتاری کے لیے حکمنامہ جاری ہوا۔ آپ کے ایک مخلص ارادت مند صوبیدار پائندہ خان[1] کو اطلاع ملی وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تفصیلات عرض کیں تو آپ نے فیصلہ فرمایا کہ بگھار شریف میں گرفتاری کی بجائے کہوٹہ چل کر خود پیش ہو جانا چاہیے۔ اسی خیال سے آپ اور صوبیدار پائندہ خان براستہ جنڈی، ہنیسر گھوڑوں پر کہوٹہ روانہ ہوئے۔ راستے میں واقع ایک گاؤں ٹھنڈا پانی کے حاجی راجہ کرم داد صاحب جو آپ کے ارادت مند تھے ان کے گھر دوپہر گزارنے کے لیے قیام فرمایا۔ ادھر اسی روز حکومت نے مزید گرفتاریاں روک دینے کا حکم جاری کر دیا۔ آپ یہیں تشریف فرما تھے کہ کہوٹہ کا ایس ایچ او جو کہ ہندو تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت چند روز پہلے آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہوئے تھے سخت پشیمانی کے عالم میں تھا کہ میں اس گستاخی کا ارتکاب کیسے کروں آج جب مزید گرفتاریاں بند کرنے کا حکمنامہ آیا تو مجھے سکون نصیب ہوا۔ اور میں نے سوچا کہ خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر تفصیل عرض کروں۔

۱۔ صوبیدار پائندہ خان صاحب موضع میرا تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے رہائشی تھے، حضرت'' سے غیر معمولی عقیدت رکھتے تھے۔ میں نے اپنے ولدِ گرامی'' سے سُنا ہے کہ عُرس بگھار شریف کے موقعہ پر وہ کمربستہ، مہمانوں میں کھانا تقسیم کرتے تھے۔

باطنی رموز

راقم الحروف سے آپ کے خلیفہ مجاز صوفی کامل جناب حکیم غلام حسین (آپ ایک مدت تک کلاں بازار راولپنڈی میں واقع رحمانیہ دواخانہ میں طبیب کی حیثیت سے خدمت خلق سرانجام دیتے رہے) نے بیان کیا کہ میں اوائل عمر میں راولپنڈی منتقل ہوا، عرصہ سے کسی شیخ کامل کی تلاش و جستجو تھی مگر گوہر مقصود تک ابھی رسائی نہ ہو پائی تھی۔ ایک روز راجہ بازار میں واقع راولپنڈی کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد میں باہر نکلا تو دیکھا اوپر شمال کی جانب سے ایک مجذوب آ رہا ہے۔ اس نے میری طرف دیکھتے ہی کہا! پہاڑ کی طرف جاؤ میں اس راہ نمائی پر بے حد خوش ہوا لیکن ناواقفیت کی بناء پر اس سوچ میں گم ہوگیا کہ پہاڑ کی طرف کون سی خانقاہ یا کون سے بزرگ قیام فرما ہیں۔ کسی نے راہ نمائی کی کہ اس وقت مری کے قریب موہڑا شریف میں حضرت مولانا محمد قاسمؒ اس وقت کے ایک جلیل القدر صوفی ہیں آپ ان کی خدمت میں حاضری دیں۔ میں موہڑا شریف حاضر ہوا حضرت شیخؒ نے شفقت فرمائی ، چند روز قیام کیا لیکن آپ کے مقام و مرتبہ کے اعتراف کے باوجود اطمینانِ قلب سے محروم رہا۔ اندر سے آواز آتی رہی یہ وہ مقام نہیں جہاں میرا نصیب ہے۔ اجازت لے کر واپس آ گیا۔ لیکن اب پریشانی مزید بڑھ گئی۔ اس سوچ میں گم سم کہ اب وہ مجذوب پھر کہاں ملے گا، آئندہ جمعہ ادا کرنے کے بعد جونہی مسجد سے باہر نکلا دیکھا مجذوب پھر اسی طرف سے آ رہا ہے۔ میرے قریب پہنچا تو غصے کے عالم میں میری طرف دیکھا اور بولا بے وقوف اِدھر نہیں اُدھر (ہاتھ سے اشارہ مشرق کی طرف کیا)۔ منجانب اللہ اس راہ نمائی پر پھر دل بے قرار کو قرار سا آ گیا لیکن مشرق کی جانب کہاں جاؤں، کس کے پاس جاؤں یہ سوال پھر اپنی جگہ موجود تھا۔ ایک دوست کی دکان پر بیٹھا اسکے سامنے یہ ساری کیفیت بیان کی۔ اسی دکان پر

کھوٹہ کا رہنے والا ایک شخص سودا سلف خرید رہا تھا، وہ بھی میری گفتگو سن رہا تھا اس نے مجھ سے مخاطب ہوکر کہا کہ جی ہاں کھوٹہ کے قریب نقشبندی سلسلے کی ایک خانقاہ ہے جہاں حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ قیام فرما ہیں۔ اور آپ سنت مطہرہ کے پابند جید عالم دین اورباکمال صوفی ہیں۔ جونہی اس نے جگہ اور شیخ کا نام لیا دل نے گواہی دینی شروع کر دی کہ ہاں یہ وہی جگہ ہے جہاں میرا روحانی فیض مقدر ہے۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ آپ از راہ کرم مجھے ساتھ لے چلیے۔ گھر گیا اپنے بیگ میں ضروری سامان ساتھ لیا اور اس دوست کے ساتھ کھوٹہ کی بس میں بیٹھ کر کھوٹہ پہنچ گیا۔ شام ہو چکی تھی۔ کھوٹہ سے آگے ٹرانسپورٹ کا کوئی ذریعہ نہ تھا اس دوست نے مجھے ایک اور دوست کے حوالے کیا جو بگھار شریف سے متصل گاؤں آئل کا رہنے والا تھا۔ ہم نے کم و بیش ۹، ۱۰ میل کا فاصلہ پیدل طے کیا اس نے مجھے خانقاہ شریف کی مسجد میں پہنچایا۔ نماز عشاء ہو چکی تھی چند طلبہ ایک حجرے میں بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے دعا سلام کے بعد میں نے ان سے درخواست کی کہ میں حضرت سے ملنا چاہتا ہوں، طلبہ نے کھانے کا انتظام کیا میرے لیے وہیں مسجد میں بستر لگایا اور کہا کہ آپ کھانا کھایئے، نماز پڑھیے پھر آرام فرمایئے۔ حضرت مسجد کے ملحق حجرے میں ہی آرام فرما ہیں اب نماز فجر کے وقت تشریف لائیں گے تو ملاقات کر لیجئے گا۔ بے تابی دل نے کہاں سونے دینا تھا میں نے جب دیکھا کہ طلبہ سو گئے تو اٹھ کر حضرت کے حجرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ ہمت کی اور دستک دے ڈالی۔ آواز آئی کون! میں نے عرض کیا حضرت ایک سائل۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا تو آپ سامنے کھڑے تھے، علیک سلیک کے بعد ارشاد فرمایا صوفی صاحب تشریف لے آؤ۔ میں نے دیکھا کہ دیوار میں آتش دان جل رہا تھا پاس ہی آپ کا بستر تھا اور وہاں موجود لحاف کی گولائی سے ظاہر تھا کہ آپ یہاں تشریف فرما تھے آپ پھروہیں تشریف فرما

ہوئے میں سامنے دوزانو بیٹھ گیا اور آپ نے فرمایا صوفی صاحب کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کیا حضرت! قال اور حال میں فرق معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا صوفی صاحب وضو سے ہو، میں نے عرض کیا جی حضرت۔ آپ نے فرمایا مراقب ہو جاؤ۔ آنکھیں بند کیں اور گردن جھکا لی چند ثانیہ بعد مجھے یوں محسوس ہوا ایک نور کی کرن ہے جو حضرت کے قلب سے نکل کر آسمان کی طرف جاتی اور پھر ایک دائرے کی شکل میں میرے قلب میں داخل ہو رہی ہے۔ اور ایک سرکل کی شکل میں یہ عمل شروع ہوگیا۔ اس کیفیت کا الفاظ میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔ میرے اپنے اندازے کے مطابق ابھی کوئی آدھ گھنٹہ گزرا ہوگا کہ آپ نے فرمایا صوفی صاحب باہر جاؤ تازہ وضو کرو اور صبح کی اذان دو۔ مجھے حیرانگی نے گھیر لیا کہ عشاء کے بعد میں حاضر خدمت ہوا تھا ابھی آدھ گھنٹہ بھی نہیں گذرا کہ آپ اذانِ فجر کا حکم دے رہے ہیں، پہلی ملاقات تھی ایک حجاب سا تھا کچھ عرض نہ کر پایا۔ اور باہر نکل آیا دیکھا طلوعِ فجر ہو چکی تھی میں نے وضو کیا اور اذان دی۔ صبح آپ دیگر مہمانوں کے ساتھ مسجد سے اپنی قیام گاہ کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ اچانک رک گئے پیچھے مڑ کر مجھ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا صوفی صاحب قال اور حال کا فرق معلوم ہوگیا۔ میں نے عرض کیا حضرت بالکل درست ہے پردہ اٹھ گیا۔

سردار فتح خان بیان فرماتے ہیں کہ:

> ’’حضرت نے اپنی شفقت سے مجھے کشف القبور کی صلاحیت سے بہرہ مند فرمایا، میں جب بھی کسی قبر پر بیٹھتا صاحب قبر کے حالات مجھ پر منکشف ہو جاتے۔ ایک مرتبہ نارا کے قبرستان میں ایک قبر پر بیٹھا تو صاحب قبر کو معذب دیکھا میں نے وہاں موجود لوگوں پر ساری کیفیت بیان کر دی۔

جب حضرت کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے غصہ کے ساتھ ارشاد فرمایا: ”یہ نعمت اس لیے نہیں ملی تھی کہ اللہ کے بندوں کی پردہ دری کرو“۔ اس روز کے بعد وہ ملی ہوئی نعمت ہاتھوں سے جاتی رہی۔

شیخ حاجی محمد فاضل(۱) بیان فرماتے ہیں کہ:

”میں حضرت کی ہمراہی میں شیخ سرہندیؒ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوا اس وقت کے مسند نشین خلیفہ محمد صادقؒ آپ کے استقبال کے لیے کھڑے ہوگئے معانقہ فرمایا، خیر خیریت معلوم کرنے کے بعد خادم خاص سے ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے روضہ کا دروازہ کھولو اور حضرت کو اندر لے جاؤ، ایک چھوٹا سا بچہ آپ کے زانو کے ساتھ بیٹھا تھا اس نے اس محبتِ خاطر کو دیکھا تو سوال کیا ابا جان؟ یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا بیٹا یہ بزرگ ہیں۔ بچے نے پھر سوال کیا ابا جان! یہ بہت بڑے بزرگ ہیں، آپ نے فرمایا ہاں بیٹا یہ بہت بڑے بزرگ ہیں۔ اور ساتھ ہی حاضرین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کا براہ راست حضرت مجدد الف ثانیؒ سے رابطہ ہے۔

۱۔ شیخ حاجی محمد فاضل صاحب ہجرت کر کے اپنے کنبہ کے ہمراہ پاکستان تشریف لائے۔ کافی عرصہ بگھار شریف میں قیام پذیر رہے، روزمرہ کی اشیاء کی فروخت کے لیے ایک چھوٹی سی دکان رکھی ہوئی تھی، حضرت خواجہ عبدالرحمنؒ سے روحانی نسبت تھی اور غیر معمولی عقیدت تھی، عام طور پر سفر کے دوران حضرتؒ کی معیت کی سعادت حاصل رہی۔ خاص طور پر موسیٰ زئی شریف، سرہند شریف اور پھر سفرِ حج میں بھی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ انتہائی متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ بگھار شریف سے کہوٹہ منتقل ہو گئے تھے، یہیں وصال ہوا، کہوٹہ میں ہی مدفون ہیں۔

مولانا محمد الٰہی[1] بیان فرماتے ہیں: میں حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ ؒ سے گہری عقیدت و وابستگی رکھتا تھا۔ گولڑہ شریف میں باقاعدہ حاضری دیتا تھا۔ حضرت شیخ بھی مجھ پر بے حد شفیق تھے۔ میں نے حلقہ ارادت میں داخل ہونے کے لیے درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا مولانا آپ بگھار شریف میں مولانا عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کریں۔ آپ کے لیے نسبت روحانی وہیں مقدر ہے۔ میں بگھار شریف حاضر ہوا حضرت تشریف فرما تھے، عرض کیا حضور حلقے میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ فرمایا مولوی صاحب! بھیجے ہوئے آئے ہو خود تو نہیں آئے۔ مولانا محمد الٰہی حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور تصوف کی منازل کو طے کرنے کے بعد آپ کے خلیفہ مجاز ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اپنے شیخ کی رحلت کے بعد ہر سال موضع سلیٹھہ میں آپ کے ایصال ثواب کے لیے مجلس عرس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ راقم الحروف کو مولانا سلیٹھوی سے بارہا ملاقات کا اعزاز حاصل ہوا، انہیں دیکھتے ہی قدیم صوفیاء کی تصاویر آنکھوں کے سامنے گھومنے لگتی تھی۔

۱۔ حضرت مولانا محمد الٰہی ؒ متوفی کہوٹہ سے آگے پنجاڑ کے قریب پہاڑ کی چوٹی پر واقع موضع سلٹھہ میں سکونت رکھتے تھے۔ واعظ شیریں بیان تھے، بگھار شریف میں عُرس کے موقعہ پر سحری سے اذانِ فجر تک آپ کا وعظ ہوتا تھا، حاضرین رات بھر اِس وعظ کے منتظر رہتے تھے۔ کلمہ طیبہ کا ورد کراتے تو سامعین پر وارفتگی کی کیفیت طاری ہو جاتی، دنیا کی بے ثباتی کا ذکر فرماتے تو ہر آنکھ اشکبار ہوجاتی۔ اپنے شیخ کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ راقم الحروف سے خود بیان فرمایا کہ میں سفر میں حضرت ؒ کی گھوڑی کے ساتھ ساتھ پیدل میلوں سفر کرتا اور پھر رات بھر تقریر کرتا۔ فرماتے تھے جب حضرت ؒ کو کوئی سفر درپیش ہوتا تو مجھ پر منکشف ہوجاتا، میں بغیر کسی ظاہری اطلاع کے حاضرِ خدمت ہوجاتا اور جب حضرت ؒ مجھے دیکھتے تو صرف اتنا پوچھتے، مولوی صاحب! پہنچ گئے ہو--- حضرت قبلہ والدِ گرامی ؒ آپ کا احترام فرماتے تھے، جب شدید علیل تھے اور سلسلہ تکلم بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا حضرت ؒ آپ کی عیادت کے لیے سلٹھہ تشریف لے گئے، آپ نے جب حضرت ؒ کو دیکھا تو گویا ہوئے حضرت! اس وقت تک میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی۔ مولانا کے دو صاجزادگان، مولانا قاری عبدالرحیم صاحب جو ان دنوں برطانیہ میں مقیم ہیں اور دوسرے مولانا محمد سمیع ؒ چند سال پہلے اس جہانِ فانی سے رخصت ہوگئے، عاشق رسالت مآب ﷺ تھے، اور اپنے مشائخ سے ٹوٹ کر محبت کرتے تھے۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔

معمولاتِ حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ

نمازِ تہجد کے بعد مراقبہ۔ جماعت خود کراتے تھے۔ اکثر حالت نماز میں رقت طاری ہو جاتی تھی۔ ختم خواجگان پابندی سے پڑھاتے تھے۔ والدِ گرامیؒ اپنی خودنوشت میں لکھتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا اس وقت بجلی کا دور نہیں تھا لالٹین جل رہی ہوتی تھی آپ کے رخسار سے اسی طرح روشنی نکلتی تھی جس طرح لالٹین سے۔ ختم شریف کے بعد مراقبہ تا طلوع آفتاب پھر ناشتہ پھر تھوڑے وقت کے لیے گھر تشریف فرما ہوتے۔ اہل خانہ سے خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ چہرہ مبارک پر ہلکا سا تبسم ہوتا۔ سیدہ قبلہ والدہ چہرہ مبارک کپڑے میں لپٹایا ہوا صرف آنکھیں ظاہر ہوتیں باادب سوالات کا جواب دیتیں۔ ہمشیرگان گردا گرد تشریف فرما ہوتیں۔ مہمان خواتین پیچھے کثیر تعداد میں انتظارِ فیض میں اور قال اللہ اور قال الرسول سننے کے لیے منتظر ہوتیں۔ قلیل وقت احکام خداوندی بیان ہوتے واپسی ہوتی آہستہ رفتار ہوتی قدموں کی سنت نبویؐ کے مطابق کھک کی آواز ہوتی۔ مسجد میں تشریف فرما ہوتے۔ طالبین منتظر کھڑے ہیں۔ آپ وضو فرماتے نمازِ نفل چاشت ادا فرماتے۔ تلاوت قرآن کریم شروع فرماتے۔ بوقت تلاوت رقت طاری ہوتی۔ خوف خداوندی سے آنسو ٹپک ٹپک گرتے۔ تلاوت کے بعد طالبین کی طرف متوجہ ہوتے۔ ہر ایک سے فرداً فرداً حال دریافت فرماتے۔ دعا فرماتے۔ تعویذ دیتے۔ دوپہر کے کھانے کا وقت ہوجاتا۔ مہمان طلباء کے ساتھ پھر گھر تشریف لاتے۔ مہمانوں کے لیے طلباء کو کھانا لانے کے لیے ارشاد ہوتا۔ کئی بار خود بنفس نفیس کھڑے رہتے۔ پھر خود کھانا تناول فرماتے۔ پھر مسجد میں تشریف لاتے۔ قیلولہ فرماتے۔ ظہر کی نماز خود پڑھاتے۔ ختم شریف پڑھاتے۔ پھر حجرہ میں تشریف فرما ہوتے۔ دلائل الخیرات حصن حصین پڑھتے۔ نماز عصر سے مغرب تک اپنی نشست پر تشریف فرما ہوتے اور درود شریف کا معمول پورا فرماتے۔ مغرب کی

نماز کے بعد خشوع خضوع کے ساتھ اوابین پڑھتے پھر گھر تشریف لے جاتے۔ مسجد میں ہی کھانا آجاتا۔ مسائل دینیہ اور حکایات صوفیہ بیان ہوتیں۔ نمازِ عشاء دیر سے باجماعت ادا کی جاتی، تسبیحات وغیرہ سے فراغت کے بعد آرام فرماتے۔ دیکھنے میں آیا کہ سوئے ہوئے بھی آپ کے سر پر ٹوپی ہوتی تھی، گرمیوں میں کپڑے کی سفید ٹوپی اور سردیوں میں اون کی ٹوپی۔

☆☆☆☆☆

مشائخِ موسیٰ زئی شریف

(حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ)

(حضرت خواجہ سراج الدینؒ)

CamScanner

حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ

انتہائی مناسب و موزوں ہوگا کہ اُن دو جلیل القدر ہستیوں کا مختصر تذکرہ بھی قارئین کی خدمت میں پیش کیا جائے جن کے فیضان سے بگھار شریف میں شریعت و طریقت کی بادبہاری آئی۔ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ جن سے حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ کو خلعتِ خلافت ملی اور آپ کے فرزندِ ارجمند حضرت خواجہ سراج الدینؒ جن سے حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ نے سلوکِ نقشبندیہ کی تکمیل کی اور خلعتِ خلافت سے سرفراز ہوئے۔

حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کی ولادت ۱۲۴۴ھ میں کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان کے قصبہ لونی میں ہوئی۔ جب سن تمیز کو پہنچے تو تحصیلِ علم کے لیے مختلف علاقوں کا سفر کیا۔ ظاہری علوم کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کے حصول اور تزکیہ و تصفیہ کی دولت کی جستجو میں حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاریؒ کی خدمت بابرکت میں بغرضِ بیعت حاضر ہوئے اور قدم بوس ہوتے ہی بیعت کے لیے درخواست کی، آپ نے ارشاد فرمایا:

فقیری اختیار کردن بسا مشکل است۔ جواباً آپ نے عرض کیا: قبلہ! ''من محض برائے ایں کار تیار شدہ ام واز ہر چیز تعلق برداشتہ ام۔ و پس پشت انداختہ ام ہر چیز را دادم سہ طلاق'' حاجی صاحبؒ نے فرمایا اگر ایسا ہے تو اپنے ارادے پر مستحکم ہو جاؤ۔ چنانچہ مغرب کی نماز کے بعد حضرت قبلہ حاجی صاحبؒ نے خواجہ عثمان دامانیؒ کو بیعت سے مشرف فرمایا۔ آپ کے ارشاد کے مطابق بیعت سے پہلے آپ نے علمِ صرف نحو، علم العقائد، علم الفقہ و اصول الفقہ اور تفسیر وغیرہ علوم کی تکمیل کر لی تھی۔ بعد از بیعت صحاح ستہ علوم اخلاق میں احیاء العلوم (امام غزالیؒ)، علم تفسیر میں معالم التنزیل، علم تصوف میں مکتوبات امام ربانیؒ، مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصومؒ اور تصوف کی دیگر مستند اور مروج کتابیں مکمل سند

اور اجازتِ کامل کے ساتھ اپنے پیر و مرشد حضرت حاجی صاحبؒ کے حضور زانوئے ادب تہہ کر کے پڑھیں۔

۹ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو آپ کو شرفِ بیعت حاصل ہوا اور ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ کو حضرت حاجی صاحبؒ کا وصال ہوا۔ یہ درمیانی مدت ۱۸ سال، ۴ ماہ، تیرہ دن بنتی ہے۔ ان ماہ و سال اور شب و روز کا لمحہ لمحہ اور لحظہ لحظہ پیر و مرشد کی خدمت میں گذرا۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے اپنی علالت کے آخری ایام میں آپ کو اپنے مسندِ ارشاد کے لائق قرار دیتے ہوئے خرقہ خلافت سے سرفراز فرما کر اپنے سجادہ پر بٹھایا۔ اور تین خانقاہوں (خانقاہ موسیٰ زئی شریف، خانقاہ دہلی شریف، اور افغانستان میں واقع خانقاہ شریف غنڈاں) کی سجادہ نشینی کا اجازت نامہ مرحمت فرمایا۔

حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ کے چودہ جلیل القدر خلفاء تھے۔ جن میں سے ہر ایک خلیفہ ظاہری و باطنی علوم میں ممتاز حیثیت کا حامل تھا۔ حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ بھی ان عالی مرتبت بزرگوں میں سے تھے۔ حضرت خواجہ محمد ہاشمؒ کے نام حضرت خواجہ دامانیؒ کا ایک مکتوبِ گرامی جو فوائد عثمانی میں شامل ہے یہاں نقل کیا جاتا ہے:

"فقیر را ازآں وقت تا امروز توفیق ملاحظہ کتب المارى نشده کتاب مناقب احمدیہ فراموش نیست اگراوتعالیٰ شانہ طبیعت را بریں طور کہ امروز است و اشت کتب المارى دیدہ خواہد شد اگر بدست آمدہ ارسال خواہم نمود تسلی فرمایند"۔ (۱)

۱۔ فوائد عثمانی، ص ۱۱۲

’’ فقیر کو اس وقت سے اب تک کتابوں کی الماری دیکھنے کا موقع نہیں ملا، کتاب مناقبِ احمدیہ کا مجھے خیال ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے فضل سے طبیعت اسی طرح ٹھیک رہی جیسا کہ اس وقت ہے تو ضرور کتابوں کی الماری میں تلاش کروں گا۔ اگر وہ کتاب مل گئی تو یقیناً ارسالِ خدمت کروں گا۔ مطمئن رہیں۔

’’فوائد عثمانی‘‘ کے محشی مولوی حسین علی صاحب آپ کے تعارف میں رقم طراز ہیں:

’’ مولوی ہاشم علی صاحب بگھاروی علیہ الرحمۃ از مخلصِ احباب قدیم و اعظم خلفائے حضرت قبلہ ما قلبی و روحی فداہ بودن مرد صالح خلیق مسکین الطبع و ہموارہ ہمیں آرزو میداشتند کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تا وقت زیست مرا مسکین دارد و خاتمہ برمسکنت کند و در روز قیامت درزمرۂ مسکینان محشور گرداند اخذ طریقہ شریفہ از حضرت قبلہ کردہ قریباً بست دو سال شدہ کہ در ہر سال بخدمت آمدہ ملازم صحبت شریف گشتہ توجہات گرفتہ چند ایام قیام نمودہ باز بوطن خویش میرفتند سلوک مقامات تمام نمود بشرف اجازت مشرف گردیدہ بعد ازاں دراندک زمانہ یک سال بست و پنج یوم قبل از وصال حضرت قبلہ بروز یک شنبہ بتاریخ بست و ہفتم شہر رجب المرجب ۱۳۱۳ھ یک ہزار سہ صد و سیزدہ ہجری در بلدۂ خویش برحمت حق سبحانہ پیوستند حضرت بلہ از فوتِ اوشان کمال محزون گشتند رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔ (۱)

۱۔ فوائد عثمانی، ص ۱۵۸

ترجمہ: مولوی ہاشم بکھاروی علیہ الرحمہ ہمارے قبلہ حضرت، ان پر میرا دل اور میری روح فدا ہو، کے قدیم مخلص دوست اور نمایاں خلفاء میں سے تھے۔ وہ صالح، خلیق اور مسکین طبیعت کے مالک تھے، اور ہمیشہ یہ آرزو رکھتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں زندگی بھر مسکین رکھے، اور اسی حالت (مسکنت) میں ان کا خاتمہ کرے اور قیامت کے روز ان کا شمار مسکینوں کے زمرے میں ہو۔ وہ حضرت قبلہ سے طریقہ شریفہ (نقشبندیہ) میں بیعت ہوئے۔ کم و بیش ۲۲ سال ہوئے کہ ہر سال حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، ان کی مجلس میں شریک ہوتے، توجہات حاصل کرتے، چند روز قیام کرتے، اور پھر اپنے وطن واپس چلے جاتے تھے۔ انہوں نے سلوک کے (جملہ) مقامات طے کیے اور اجازتِ (بیعت) کے شرف سے مشرف ہوئے، اس کے بعد تھوڑے عرصے میں، حضرت قبلہ کے وصال سے ایک سال اور ۲۵ روز پہلے بروز اتوار بتاریخ ۲۵/ رجب ۱۳۱۳ھ کو اپنے شہر میں بے رحمتِ حق سے پیوست ہوئے۔ ان کی وفات سے حضرت قبلہ کو سخت رنج ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

حضرت خواجہ سراج الدینؒ

حضرت خواجہ سراج الدینؒ ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ میں موسیٰ زئی شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ نے درسِ نظامی کی کتب جناب ملا شاہ محمد صاحب اخوند، محمود شیرازی صاحب، اور مولوی حسین علی سے پڑھیں اور تصوف میں مکتوباتِ ربانی اور مکتوبات حضرت محمد معصومؒ اپنے والدِ گرامی حضرت خواجہ محمد عثمان دامانیؒ سے پڑھیں۔ جب آپ علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہوئے تو آپ کے والدِ ماجد حضرت خواجہ عثمانی دامانیؒ نے آپ کی دستار بندی کے لیے اپنے خلفاء اور مخلصین کو طلب فرمایا، سب سے پہلے حضرت خواجہ دوست محمد قندھاریؒ کے مزارِ پرانوار پر ختم خواجگانؒ پڑھا گیا، آپ نے وہاں تین مرتبہ دعا فرمائی اور پھر آپ کھڑے ہوگئے ،تعظیماً جملہ حاضرین بھی کھڑے ہوگئے۔ خواجہ عثمانی دامانیؒ نے اپنے صاجزدادے کے سر پر دستار کا نصف حصہ باندھا ، دو پیچ مولوی محمد شیرازی صاحب اور دو پیچ مولوی حسین علی صاحب نے باندھے، باقی تمام دستار مبارک حضرت لعل شاہ صاحبؒ نے حضرت قبلہ کے سر پر باندھی۔

اپنی حیاتِ مبارکہ میں ہی حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ نے خواجہ سراج الدینؒ کے لیے اجازت نامہ لکھوایا جسے تحریر کرنے کا شرف مولانا شیرازی صاحب کو حاصل ہوا۔ اجازت نامے کی اصل عبارت فارسی میں تھی اس کا اردو ترجمہ نذر قارئین ہے:

> ''اما بعد طریقت کے رائج کرنے کی امانت حضرت کرام مشائخ مجددیہ عظام کے دست بدست حضرت قطب الواصلین وغوث الکاملین قدوۃ الابرار و زبدۃ الاحرار سیّدی و سندی و شیخی و وسیلہ یومی و غدی حضرت حاجی دوست محمد صاحب کو

پہنچی اور ان کے وسیلے سے مذکورہ امانت اس فقیر کو نصیب ہوئی۔ جب سے اب تک یہ فقیر اس فرض کی ادائیگی میں حسب مقدور انتہائی کوشش کرتا رہا ہے۔ اب چونکہ فقیر کے بڑھاپے کا عالم ہے اور موت سر پر گھات لگائے کھڑی ہے۔ مدت سے یہ آرزو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ دعا کرتا رہا ہوں کہ وہ کوئی ایسا قابل شخص پیدا کر دے جو اس بار امانت کے سنبھالنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور ترویج نسبت کے کام کو بخوبی سرانجام دے سکے۔ اور جس کی بدرجہ اتم کوششوں سے سلسلہ میں نظم قائم رہ سکے اور سلسلہ مذکورہ منقطع ہونے سے محفوظ رہے۔

اس وقت میرا فرزند ارجمند محمد سراج الدین (ارشدہ اللہ تعالیٰ الیٰ احسن الطریق واسعد مالہ و بالہ وھو ولی التوفیق) سن بلوغ کو پہنچ گیا ہے اور شرعی و عرفی طور سے رشد و ہدایت کے قابل ہوگیا ہے۔ نیز علوم ضروریہ میں کماحقہ ملکہ اور مہارت حاصل کر لی ہے۔ اس کے علاوہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ احمدیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ، قلندریہ، شطاریہ، مداریہ، کبرویہ، کی نسبت شریفہ کی توجہات سے فیض یاب ہو چکا ہے۔ اور نسبت مذکورہ نے اس کے دل میں گھر کر لیا ہے اور اس کی برکات سے تہذیب اخلاق صوفیہ اور استقامت شریعت سے مشرف ہوا ہے اور ان معانی کو اپنے باطن میں مشاہدہ کر چکا ہے اور فقیر کے صاحب بصیرت احباب نے اپنے وجدان کے ذریعہ ان معنی کے حصول کی گواہی بھی دے

دی ہے جو ان کے دل میں غیب سے القا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ہر دلعزیز ہوگیا ہے۔ پس یہ فقیر اپنے فرزند کو مذکورہ بالا آٹھوں طریقوں کی مسند ارشاد پر اپنا قائم مقام اور خلیفۂ مطلق و نائب مقرر کرتا ہے۔

وجعلت یده کیدی و قبوله قبولی ورده ردی فرحم الله تعالیٰ من اعانه و خذل من اهانه۔

میں حضرت شیخ بزرگوار کے کل متوسلین جن کی تربیت اس فقیر کے سپرد تھی اور خود اس فقیر سے تعلق رکھنے والے کل حضرات کو صاحب موصوف کے حوالے کرتا ہوں۔ فقیر کو امید کامل ہے کہ ان کے تمام متوسلین جناب حضرات کرام قدسنا اللہ تعالیٰ باسرار ہم کی برکت سے اس طریقہ کی مخصوص برکات سے بہرہ مند ہوں گے اور آپ کی صحبت بابرکت کی بدولت اس قوم یعنی صوفیاء عظام کی خصوصیات میں سے حصہ کامل حاصل کریں گے"

اللّٰهم انصر من نصره واخذل من خذله وایدیه الدین واجعله اماما للمتقین و ارزقه الا ستقامة علی السنة السنیه و الشریعة العلیه-- امین، امین برحمتك یا ارحم الرحمین و صلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد والهٖ واصحابه اجمعین۔ (۱)

۲۶ ربیع الاوّل ۱۳۳۳ھ بروز جمعۃ المبارک یہ آفتابِ طریقت اس جہان کو نورِ معرفت سے منور فرمانے کے بعد اس جہانِ فانی سے غروب ہوگیا۔ آپ

۱۔ صوفی محمد احمد خان نقشبندی کی مرتبہ کتاب "تحفہ زاہدیہ" (جو حضرت خواجہ عثمان دامانی" اور حضرت خواجہ سراج الدین" کے مکاتیب پر مشتمل ہے اور اس میں ہر دو حضرات کا سوانحی خاکہ بھی انتصار کے ساتھ درج ہے) کے صفحہ ۱۵۵ تا ۱۶۶ سے ماخوذ ہے۔

کے جلیل القدر خلفاء کی تعداد انتیس ہے، جن میں حضرت خواجہ عبدالرحمٰن ؒ کا اسمِ گرامی نام نامی بھی شامل ہے۔ ذیل میں آپ کا ایک مکتوب گرامی بنام خواجہ عبدالرحمٰنؒ درج کیا جاتا ہے:

مکرمی و معظمی جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

بعد تسلیمات مسنونہ عرض ہے کہ آپ کا نوازش نامہ موصول ہوکر موجبِ اطمینان ہوا۔ حالات مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ خداوند کریم آپ کو حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے اور ان کی شرارتوں اور حسد کا وبال خود ان ہی پر پڑے۔ خدا آپ کے مکان کی جلد تکمیل کرائے اور آپ کو سلامتی و عافیت کے ساتھ رکھے۔ دشمنوں کے شر کو دور کرنے کے لیے سورۃ شریف ''لایلف قریش'' ہرروز ایک سو مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ امید ہے کہ کافی المہمات آپ کے لیے کافی و شافی ہوگا۔ مبلغ دس روپے ایک سیر چائے کے لیے روانہ کیے جاتے ہیں۔ چار روپے کی موٹے پتوں والی سبز چائے جیسا کہ آپ اس سال اپنے ساتھ لائے تھے اور عشاء کے وقت پکا کر آپ نے مجھے عنایت کی تھی۔ تین روپے کی باریک پتوں والی سبز چائے خرید لیں۔ یہ کل سات روپے ہوئے باقی تین روپے محصول ڈاک کے لیے ہیں۔ دونوں قسم کی مذکورہ سبز چائے اور اپنے کل حالات فقیر کو جلد ارسال فرمائیں۔ خانقاہ شریف کے جمیع احباب کی طرف سے تسلیمات و دعوات موصول ہوں۔

فقیر محمد سراج الدین عفی عنہ (۴/رجب خانقاہ شریف سون)

☆☆☆☆☆

CamScanner

اسم گرامی

حضرت مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

جائے ولادت

بگھار شریف، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی

تاریخ پیدائش

۱۹۱۹ء

شجرہ نسب

آپ علاقہ کے معروف قبیلہ جنجوعہ راجپوت سے تعلق رکھتے تھے اور اس علاقہ میں جنجوعہ قبیلہ کے جدِّ امجد راجہ سلطان محمود المعروف دادا پیر کالا خانؒ کی اولاد میں سے تھے۔ راجہ سلطان محمود صاحبؒ کا مزار مٹور (کہوٹہ) سے تقریباً تین میل جنوب میں ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔

شجرہ طریقت

آپ کی بیعت اپنے والدِ گرامی (خواجہ عبدالرحمٰنؒ) سے تھی، جن کی بیعت اپنے والدِ گرامی (خواجہ محمد ہاشمؒ) اور خواجہ سراج الدینؒ سے تھی، خواجہ محمد ہاشمؒ حضرت خواجہ عثمان دامانیؒ (موسیٰ زئی شریف، ضلع ڈیرہ اسماعیل خان) سے بیعت تھے جن کا سلسلہ طریقت ۱۳ واسطوں سے حضرت شیخ احمد سرھندیؒ المعروف مجدّد الف ثانیؒ تک پہنچتا ہے۔

عرضِ نیاز

میں کبھی رہا نہ تنہا، میرے ساتھ ہیں ہمیشہ
تیری یاد کے اُجالے، خواجہؒ بگھار والے

قرآن سے محبت، عشقِ رسول شیوہ
انداز ہیں نرالے خواجہؒ بگھار والے

الطاف بے نوا پر ہوگا یہ تیرا احساں
دامن میں گر چھپالے خواجہؒ بگھار والے

سیّد الطاف حسین شاہ کاظمی

ابتدائی تعلیم

ناظرہ قرآن مجید خانقاہِ نقشبندیہ مجددیہ بگھار شریف کی درس گاہ میں مولانا شیر باز رحمۃ اللہ علیہ[۱] سے پڑھا۔ خود آپ کی اپنی تحریر کے مطابق فارسی کی ابتدائی کتابیں گلستان، بوستان، سکندرنامہ وغیرہ اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں۔ آپ کی خود نوشت کے مطابق انہی ایام میں مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ[۲] دارالعلوم دیوبند سے فارغ التحصیل ہوکر موضع موہڑا نگڑیال میں اپنے والد کے ہاں قیام پذیر تھے تو آپ کے والد گرامی کے ارشاد کے مطابق وہ بگھار شریف میں آپ کے اتالیق کے طور پر منتقل ہوگئے۔ چنانچہ فقہ کی ابتدائی کتابیں ہدایہ، کنزالدقائق، قدوری وغیرہ کی تعلیم موصوف سے حاصل کی۔ اس کے بعد اس وقت کی عظیم درس گاہ جامعہ عباسیہ بہاول پور میں داخلہ لیا

۱۔ مولانا شیر باز صاحب" دھنی، چکوال کے علاقہ کے رہنے والے تھے، کم و بیش ۲۰، ۲۵ سال تک خانقاہ بگھار شریف میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، ہمارے خاندان کے اکثر و بیشتر مرد و زن کو اُن سے شرفِ تلمذ حاصل ہوا۔ عُمر کے آخری حِصّہ میں سرّہ کمال، کلر سیداں (تحصیل کہوٹہ) سے پانچ چھ میل کے فاصلہ پر واقع ایک گاؤں میں منتقل ہوگئے، اور امامت و تدریس القرآن کے فرائض سرانجام دیتے رہے، مجرد زندگی بسر کی، مسجد کے ساتھ ہی حجرہ میں فروکش تھے، زندگی کی آخری شب نوافل پڑھتے پڑھتے گزاری اور سجدہ کی حالت میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کا مزار مبارک سرہ کمال کے نواحی قبرستان میں ہے، ہر سال علاقہ کے لوگ آپ کے ایصال ثواب کے لیے مجلس منعقد کرتے ہیں۔ والدِ گرامی ایصالِ ثواب کی تقریب میں بالخصوص اور جب کبھی اس علاقہ میں تشریف لے جائیں فاتحہ خوانی کے لیے قبر پر ضرور حاضر ہوتے تھے۔

۲۔ مولانا نور محمد" کلرسیداں (تحصیل کہوٹہ) میں قیام پذیر تھے۔ مولانا موصوف دارالعلوم دیوبند میں زیرِ تعلیم تھے، بعد ازاں جب مولانا محمد انور شاہ کاشمیری" ڈابھیل میں منتقل ہوئے تو آپ بھی اُن کے ساتھ جانے والے طلبہ میں شامل تھے، حضرت شاہ صاحب" کے خصوصی شاگردوں میں سے تھے۔ آپ نے جو علمی ماہنامہ جاری کیا مولانا موصوف اُس کے نائب مدیر بھی رہے۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن" کے تعمیلِ ارشاد میں بگھار شریف حضرت مولانا محمد یعقوب" کی تدریس کے منصب پر فائز ہوئے۔ ان کا مزار موہڑہ نگڑیال، کلر سیداں (تحصیل کہوٹہ) میں ہے۔

اور ممتاز عالم دین حضرت شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ[۱] سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ کو اپنے اس جلیل القدر استاد سے بے حد عقیدت و محبت تھی۔ اکثر و بیشتر گفتگو کے دوران ان کا تذکرہ اور ان کے علمی تفوق کا تذکرہ فرماتے تھے۔ بہاول پور سے آپ دہلی کی مشہور درس گاہ جامعہ امینیہ میں تشریف لے گئے۔ یہاں کا قیام انتہائی مختصر رہا۔ آپ شدید بیمار ہوگئے، بیماری کی اطلاع جب آپ کے والد گرامی کو موصول ہوئی تو آپ نے مولانا نور محمد رحمۃ اللہ علیہ کو دہلی روانہ کیا تاکہ وہ آپ کو ساتھ لے آئیں۔ شدید بیماری کی حالت میں آپ کو واپس اپنے گاؤں لایا گیا۔ بحالی صحت کے بعد آپ اپنے والد گرامی کے ارشاد کے مطابق راولپنڈی کے محلّہ شاہ نذر کی ایک مسجد کے خطیب جید عالم دین مولانا محمد شریف[۲] کی خدمت میں مزید حصولِ علم کے لیے حاضر ہوئے اور یہاں کتب حدیث اور کتب تفاسیر وغیرہ کی تعلیم مکمل کی۔ اسی دوران آپ کے والد گرامی شدید علیل ہوگئے اور واپس اپنے والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہوکر تیمارداری میں مصروف ہوگئے۔

۱۔ مولانا غلام محمد گھوٹوی جامعہ عباسیہ بہاول پور کے شیخ الجامعہ تھے۔ اپنے تبحر علمی کے سبب جملہ مکاتبِ فکر میں انتہائی قدر و منزلت کے حامل تھے۔ آپ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی ؒ کے مریدین خاص میں سے تھے اور آپ کے پوتوں حضرت صاحبزادہ غلام معین الحق صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحب ؒ کے اُستادِ گرامی تھے۔

۲۔ مولانا محمد شریف ؒ چکوال کے موضع ارز کے رہنے والے تھے۔ مولانا محمد اسحٰق مانسہروی کے خصوصی معتمدین میں سے تھے۔ کتب فقہ پر گہری نظر رکھتے تھے۔ جب خاکسار تحریک کے بانی علامہ مشرقی نے ''تذکرہ'' نامی کتاب لکھی اور اُس پر علماء کی طرف سے احتجاج ہوا تو مولانا موصوف نے اِس کے ردّ میں ''تبصرہ علی التذکرہ'' کے نام سے کتاب تالیف کی، مگر یہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہوسکی۔ جیسا کہ متن میں مرقوم ہے کہ حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ محلّہ شاہ نذر میں آپ سے تحصیلِ علم میں مصروف رہے بعدازاں حضرت مولانا عبدالرحمٰن ؒ کی وفات کے بعد جب حضرت سجادہ نشینی کے منصب پر فائز ہوئے تو مولانا آپ کے ایماء پر بگھار شریف میں تشریف لے آئے اور منصب تدریس پر فائز ہوئے۔ بعد ازاں قریبی قصبہ مٹور میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہاں سے ہی آپ جناب سردار فتح خان صاحب مرحوم کی دعوت پر اوکاڑہ میں ان کے چک نمبر 20/LL میں تشریف لے گئے اور ایک عرصہ تک وہاں خطابت کی ذمہ داریاں ادا کرتے رہے۔ آپ نے اپنے گاؤں میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہیں۔

شرفِ بیعت

آپ کو اپنے والدِ گرامی مولانا عبدالرحمٰنؒ سے روحانی نسبت حاصل تھی۔ آپ کے اپنے ارشاد کے مطابق آپ نے اجمالاً سلوکِ نقشبندیہ کی تکمیل اپنے والدِ محترم سے ہی کی۔ آپ نے راقم الحروف سے ارشاد فرمایا کہ ایک روز حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ آخری علالت کے دنوں میں اپنی آرام گاہ میں فروکش تھے، میں آپ کے پاس بیٹھا تھا، آپ کی آنکھیں بند تھیں آپ نے مجھ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا محمد یعقوب! میں نے اپنے دوسرے بیٹوں کے فرائض تو ادا کر دیے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہارا فرض ادا نہیں کر سکا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس وقت تک میں رشتہ ازدواج میں منسلک نہیں ہوا تھا۔ میں نے برجستہ عرض کیا حضور یہ دنیوی معاملات تو اپنے وقت پر طے پا جاتے ہیں اگر کرم نوازی ہوتی اور اصل مقصود کے لیے جناب توجہ فرماتے --- آپ نے آنکھ کھولی میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا بیٹا! اب صرف ایک نظر کی ضرورت ہے۔ شب و روز گزرتے رہے آپ کی رحلت کا وقت آن پہنچا۔ نمازِ فجر کا وقت تھا میں خانقاہ شریف کی مسجد میں صبح کی نماز سے فارغ ہوا ہی تھا کہ ایک خادمہ نے مجھے میری ہمشیرہ محترمہ کا پیغام پہنچایا کہ میں فوری طور پر گھر پہنچوں۔ گھر پہنچنے پر دیکھا ہمشیرہ محترمہ دروازے پر کھڑی میرا انتظار کر رہی ہیں، مجھے دیکھتے ہی فرمایا حضرت کا آخری وقت آ پہنچا ہے، سرہانے بیٹھ کر تلاوت کلامِ پاک کرو۔ میں نے سورہ بنی اسرائیل کا رکوع "اقِمِ الصلوٰۃ لدُلوکِ الشمس" پڑھنا شروع کیا جب میں "عسیٰ اَن یبعثک ربّکَ مقاماً محموداً" پر پہنچا تو آپ نے آنکھ کھولی میرے پاؤں کی طرف سے نظر ڈالنی شروع کی اور میرے سر تک نظر دوڑائی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے پاؤں سے برقی رو داخل ہوئی اور سر سے گزر گئی۔ اسی طرح آپ نے مجھے سر سے دیکھنا شروع کیا اور پاؤں تک نظر لے

گئے، یوں محسوس ہوا سر سے برقی رو داخل ہوئی اور پاؤں سے نکل گئی۔ یہی وہ ایک نظر تھی جس کے لیے آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

عقدِ مسنونہ

حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کا عقدِ مسنونہ نہیں ہوسکا، آپ کے وصال کے تین سال بعد غالباً ۱۹۴۶ء میں صوبیدار محمد حسن صاحب کی صاحبزادی محترمہ کے ساتھ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے۔

بعداز وفات رہنمائی

آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد گرامی کی وفات کے بعد ''ہدایۃ الطالبین'' کا مطالعہ کر رہا تھا، دائرہ لاتعین کا مقام تھا، عبارت پڑھتا، لفظی ترجمہ بھی سمجھ میں آ جاتا لیکن مفہوم تک رسائی نہ ہو پا رہی تھی، انتہائی دکھ ہوا دل میں خیال آیا کہ آج کے دور میں کسی صاحبِ حال بزرگ کا ملنا دشوار تر ہے اور اگر کوئی مل بھی جائے تو یہ گوہرِ نایاب کون عطا کرتا ہے۔ آج اگر والدِ گرامی زندہ ہوتے تو کوئی مشکل درپیش نہ آتی۔ اسی گریہ کے عالم میں نیند آ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے مرشد کامل اپنی مسند پر تشریف فرما ہیں اور مجھے فرماتے ہیں محمد یعقوب ''ہدایۃ الطالبین'' لے آؤ، فلاں صفحہ نکالو اور عبارت پڑھو۔ میں نے عبارت پڑھنی شروع کی، آپ نے اس کا مفہوم بتانا شروع کیا اور فرمایا بیٹا! یہی وہ مقام ہے جہاں تجلیاتِ الٰہیہ کا ورود ہوتا ہے اور صوفی اپنے آپ کو ان میں گم پاتا ہے۔ اسی مقام پر شاہ منصور علیہ رحمہ نے ''انا الحق'' کا نعرہ لگا دیا تھا۔ سیّدی مرشدیؒ نے توجہ فرمائی الحمدللہ یہ مقام طے ہوا۔ حضرت اپنے ذاتی نوٹس میں رقم طراز ہیں کہ یہی وہ مقام ہے جہاں مرشد کامل کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں کہ اگر منصور میرے زمانے میں ہوتے تو

اناالحق نہ کہتے۔ اسی مقام پر جذب طاری ہوتا ہے اور مجذوبیت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ صاحبِ زبان ہوتے ہیں جو بات زبان سے نکالتے ہیں اللہ تعالی پوری فرما دیتے ہیں لیکن ناقص ہوتے ہیں کامل نہیں ہوتے۔

معمولات

راقم الحروف نے شعور کی آنکھ کھولی تو اپنے والدِ محترم کو جس اسلوبِ زندگی کے ساتھ دیکھا وہ کچھ اس طرح ہے۔ آپ رات اپنے گھر میں قیام فرما ہوتے نمازِ تہجد گھر میں ہی ادا فرماتے اس کے بعد سردی ہو یا گرمی موسمی کیفیت سے بے نیاز نماز تہجد کے بعد ہاتھ میں لالٹین اٹھائے مہمان خانے میں تشریف لاتے مہمان حضرات کو بیدار کرتے اور ساتھ ارشاد فرماتے۔ نماز کا وقت ہوگیا ہے مسجد میں چلو۔ مسجد ہمارے گھر سے تھوڑے سے فاصلے پر ہے رات کی تاریکی میں آہستہ آہستہ قدموں کے ساتھ مسجد میں تشریف لاتے اور صبح کی نماز کی امامت اکثر و بیشتر خود فرماتے۔ نمازِ فجر کے بعد وہیں مسجد میں ختمِ خواجگان خود پڑھاتے۔ میں نے اس ابتدائی دور میں دیکھا کہ نمازِ فجر کے بعد آپ خانقاہ شریف میں اپنے والد گرامی علیہ رحمہ کی قبر مبارک کے بائیں پہلو میں مراقب ہوتے اور طلوع آفتاب تک وہیں تشریف فرما ہوتے۔ مراقبے سے فراغت کے بعد آپ اپنے کتب خانہ میں تشریف لے جاتے اور وہیں ناشتہ تناول فرماتے۔ نمازِ اشراق کی ادائیگی کے بعد گھر تشریف لاتے، اپنے مال مویشیوں کو خود ملاحظہ فرماتے، گھر کے افراد سے تھوڑی دیر کے لیے گفتگو فرماتے اور پھر مسجد میں تشریف لے جاتے۔ نوافل ادا فرماتے اور اس کے بعد تلاوت کلامِ پاک۔ یہ منظر حاضرین پر بھی خوفِ خدا کی کیفیت طاری کر دیتا تھا۔ اس لیے کہ ہر آیت پر آنسوؤں کی ایک جھڑی جس سے رومال تر بتر ہو جاتا تھا اور ہچکی بندھ جاتی تھی۔ تلاوت کے بعد موجود مہمانوں کے حال احوال دریافت فرماتے کوئی تعویذ لیتا کوئی دم کے لیے درخواست کرتا اور کوئی

اپنا قصہ درد سناتا۔ ہر ایک کی تشفی کا سامان فرماتے اور ۱۲ بجے کے قریب مہمانوں کے ہمراہ گھر تشریف لاتے۔ میں نے اپنے بچپنے میں اپنی آنکھوں سے دیکھا، چھوٹے چھوٹے طلباء مہمانوں کے لیے گھر کے اندر سے کھانا لاتے تو آپ خود بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے۔ سامانِ خورد و نوش کی کوئی نہ کوئی چیز اپنے ہاتھ میں اٹھائے ہوئے مہمانوں کو پیش کرتے۔

نماز باجماعت کا اہتمام

سفر ہو یا حضر نماز باجماعت کا اہتمام ضرور فرماتے۔ خانقاہ شریف میں میں تو پانچ وقتہ نماز جماعت کے ساتھ ادا فرماتے لیکن سفر میں بھی جہاں کہیں نماز کا وقت آ جاتا آپ اپنے ہمراہیوں میں سے کسی سے ارشاد فرماتے اذان دو۔ اور پھر اس کے بعد چادریں بچھ جاتیں اور آپ امامت فرماتے۔ دو موقعے میرے ذہن میں نقش ہیں ایک جب ہم چند آدمی آپ کے ساتھ سفر پر تھے مواڑہ کے قریب بارش اس قدر تیز شروع ہوئی کہ زمین جل تھل ہوگئی، نالے میں پانی تیزی کے ساتھ بہنا شروع ہوگیا۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ اور ہم ایک قدرے ہموار سی زمین پر پہنچ چکے تھے۔ آپ گھوڑی پر سوار تھے اور ہم سب پیدل آپ نے گھوڑی روکی ارشاد فرمایا نمازِ مغرب کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے اب ہم یہیں نمازِ مغرب ادا کریں گے۔ ہم نے سوچا یہاں تو سجدے اور قعدے کے وقت کپڑوں کا ستیاناس ہوجائے گا لیکن آپ نے گھوڑی سے اترنے کے بعد سب سے پہلے ہمیں یہ مسئلہ سمجھایا کہ جب اس طرح کی صورت پیش ہو تو سجدے کے لیے زمین پر جبیں رکھنا ضروری نہیں رکوع کی کیفیت میں سجدے کی نیت کر لی جاتی ہے۔ یوں ہم نے اس بادوباراں میں اپنی زندگی کی یہ تاریخی نماز ادا کی۔

اسی طرح کا دوسرا واقعہ آپ کی زندگی کے آخری سالوں میں پیش آیا

آپ بیمار تھے راقم الحروف آپ کو لینے کے لیے گاؤں حاضر ہوا ہم وہاں سے مغرب سے کچھ دیر پہلے راولپنڈی کے لیے روانہ ہوئے میرے دو عزیز دونوں کا نام رب نواز ہے ہمارے ساتھ تھے۔ مٹور سے تھوڑی دور کہوٹہ کی جانب پہنچے تو بارش ہلکی مگر ہوا انتہائی تند اور اس میں شمشیر کی سی تیزی اور آپ کی کیفیت یہ کہ بخار سے جسم آگ کی طرح تپ رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا گاڑی روکو نمازِ مغرب کا وقت ہوچکا ہے سو ہم نے گاڑی روک دی وہاں مصلیٰ بچھایا گیا ہم تینوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی اور دیکھا کہ آپ کے نماز پڑھنے کی وہی کیفیت تھی جس طرح انتہائی تندرستی کی حالت میں آپ خانقاہ شریف کی مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

سجادہ نشینی سے متعلق روایت

اپنے نوٹس میں آپ تحریر فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ نے اپنے خلیفہ جناب چوہدری محمد زمان سے اپنا ایک خواب میری پیدائش سے پہلے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا میرے گھر ایک بچے کی ولادت ہوتی ہے اور اس کے چہرے پر داڑھی ہے اور خود ہی اس کی یہ تعبیر بیان فرمائی کہ یہی میرا بیٹا میرا جانشین ہوگا۔ اپنے نوٹس میں ہی رقم طراز ہیں کہ مجھ میں تو کوئی کمال نہ تھا میری والدہ محترمہ کی شفقت کام آ گئی۔ میری والدہ محترمہ کا وقتِ وصال تھا، میرے والد محترم ان کے سرہانے کھڑے تھے میں بھی ساتھ کھڑا تھا، والد محترم نے میری والدہ محترمہ سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا کہ تم نے میری بڑی خدمت کی خانقاہ کی بہت خدمت سرانجام دی، کوئی ایسی وصیت جسے میں پورا کرسکوں! والدہ محترمہ نے ہلکی سی آنکھ کھولی، میری طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا یہ میرا بیٹا محمد یعقوب ... اور خاموش ہوگئیں۔ بس یہ وہ سفارشی جملہ تھا جس کے سبب والدِ گرامی کی نظرِ عنایت سے سرفراز ہوا۔

CamScanner

اسفار

آپ نے فرمایا کہ میرا سب سے پہلا سفر یعنی جب میں پہلی مرتبہ شہر کی جانب نکلا وہ اپنے والد گرامی کے ساتھ سرہند شریف کا سفر تھا۔ جب ہم سرہند شریف پہنچے تو والد گرامی نے اس وقت کے سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد صادقؒ سے بوقت ملاقات میرا تعارف کرواتے ہوئے ارشاد فرمایا: حضرت یہ آپ کا غلام زادہ ہے یہ اس کی زندگی کا پہلا سفر ہے دعا فرمایئے اللہ رب العزت اسے جتنے سفر نصیب فرمائے وہ للّٰہیت پر مبنی ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ ان دو بزرگوں کی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کہ آج تک کوئی سفر کسی تفریح یا غیرضروری اسباب کی وجہ سے نہیں ہوا۔ حج کے لیے گیا، عمرہ ادا کیا سرہند شریف حاضر ہوتا رہا، خانقاہ موسیٰ زئی شریف کی حاضری زندگی بھر معمول رہی۔ اپنے متعلقین و محبین کی خوشی و غمی، بالخصوص جنازے میں شرکت اور عیادت کے لیے سفر کرتا رہا۔

راقم الحروف کا اپنا مشاہدہ ہے کہ آپ مذکورہ اسفار کے علاوہ خانقاہ شریف میں رہنا ہی پسند فرماتے تھے۔ دور دراز کا سفر بھی طے کرنے کے بعد رات کو واپس خانقاہ شریف میں پہنچنے کو ترجیح دیتے تھے۔ اس وقت سفر کی موجودہ سہولتیں میسر نہ تھیں۔ پچیس تیس میل تک کا سفر آپ گھوڑے پر طے کرتے، جنازوں میں شرکت فرماتے، یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ آپ جس گاؤں میں جنازہ ہو جائے بالخصوص وہ گھر جس میں ماتم ہو کچھ کھانا پینا قبول نہیں فرماتے تھے۔ اکثر و بیشتر سیدھے قبرستان تشریف لے جاتے جنازے کی امامت فرماتے اور وہیں سے واپس تشریف لے آتے۔ راقم الحروف نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا کہ کیا اس میں کوئی شرعی عذر لاحق ہے کہ آپ کھانا قبول نہیں فرماتے۔ فرمایا نہیں صرف اس غرض سے کہ اگر میں نے کہیں ایک جگہ کھانا پینا قبول کیا تو جہاں کہیں بھی جاؤں گا میرے محبت کرنے والے میت کو

بھول جائیں گے اور میرے لیے کھانے کے اہتمام میں لگ جائیں گے۔ اب چونکہ سب کو معلوم ہے کہ یہ میرا معمول نہیں ہے تو کسی کو کھانے پینے کی فکر ہی دامن گیر نہیں ہوتی۔ کوئی تردد نہیں ہوتا۔ میں جس غرض سے جاتا ہوں اس کی ادائیگی کے بعد واپس آ جاتا ہوں۔

راقم الحروف کو آپ کی ہمراہی میں سفرِ موسیٰ زئی شریف کی سعادت حاصل ہوئی، اس وقت کے سجادہ نشین حضرت مولانا محمد اسماعیلؒ آپ پر کمال شفقت فرماتے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ کو وہ اپنے تسبیح خانے میں دائیں پہلو میں بٹھاتے اور خود لقمے توڑ توڑ کر آپ کی تواضع فرماتے۔ صبح کی نماز کے وقت اکثر اوقات آپ کو امامت کے لیے ارشاد فرماتے۔

خطۂ پوٹھوہار کے عظیم صوفی شاعر حضرت میاں محمدؒ (صاحب سیف الملوک) کے ساتھ بھی آپ کا خصوصی روحانی تعلق تھا۔ سال میں ایک مرتبہ آپ کھڑی شریف (میر پور آزادکشمیر سے چند میل کے فاصلے پر) ضرور تشریف لے جاتے تھے۔ آخری سالوں میں علالت کے سبب یہ معمول منقطع ہوگیا۔ یہاں محترم حاجی خلیفہ عبدالرؤف صاحب[1] کا بیان کردہ ایک واقعہ جو سفر کھڑی شریف میں پیش آیا اس کا بیان کرنا یقیناً مفید ہوگا، حاجی صاحب بیان فرماتے ہیں:

"۱۹۶۴ء میں خواجہ صاحبؒ کی معیت میں پہلی دفعہ دربار کھڑی شریف میں میری حاضری ہوئی۔ بقول آپؒ کے:

"حضرت میاں محمد بخشؒ نے فرمایا کہ حضرت جی آپؒ دو دفعہ

۱۔ حاجی خلیفہ عبدالرؤف صاحب راولپنڈی کے ایک محلہ آڑہ (مُنج بھانہ کے ساتھ ملحق) میں قیام پذیر ہیں۔ ان کی بیعت سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ حضرت پیر سیّد چمن شاہ صاحبؒ سے تھی۔ حاجی صاحب کم عمر ہی تھے کہ اُن کے پیر و مرشد وصال فرما گئے، خواب میں حضرت پیر چمن شاہ صاحب نے حاجی صاحب کی راہنمائی فرمائی کہ آپ بگھار شریف میں صاجزادہ محمد یعقوب صاحبؒ کے پاس حاضر ہوں۔ آپ نے سبقاً سبقاً حضرتؒ سے سلوک کی تکمیل کی اور بعدازاں عرس کے موقعہ پر آپ کی دستار بندی کی گئی۔

میرے مزار پر تشریف لائیے گا''۔ اس کے بعد آپ ؒ سال میں دو مرتبہ کچھ عرصہ تک تشریف لے جاتے رہے اور فقیر بھی آپ ؒ کی معیت میں حاضری دیتا رہا ہے۔ اس سفر میں آپ ؒ کے ہمراہ بہت زیادہ تعداد میں آپ ؒ کے پروانے بھی ہوتے تھے اور آزاد کشمیر کے مختلف مضافات میں مقیم آپ ؒ کے کچھ غلام بھی آپ ؒ کے استقبال کے لیے حاضر خدمت ہوتے تھے۔ ایک دفعہ میاں محمد بخش ؒ کے روضہ مبارک پر حاضری ہوئی۔ ایک درویش میاں صاحب ؒ کی قبر کی پشت کی طرف بیٹھا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب ؒ چند لمحوں کے لیے میاں صاحب ؒ کے مزار کے سامنے تشریف فرما ہوئے اور پھر نماز ظہر کے لیے باہر نکل آئے۔ وہ درویش بھی باہر نکل آیا۔ مجھے خواجہ صاحب ؒ نے حکم دیا کہ اسے اڑتیں (۳۸) روپے دے دو۔ میں نے حکم کے مطابق ۳۸ روپے اس درویش کو دے دیے اور وہ نعرے مارتا ہوا دربار سے رخصت ہوگیا۔ دوسرے دن آپ ؒ نے پوٹھہ گاؤں کے مریدین کے ساتھ پوٹھہ گاؤں کا سفر اختیار کیا۔ پوٹھہ منگلا جھیل کے دوسری جانب بہت اونچی جگہ پر واقع ہے۔ جو ابھی تک زیرِ آب نہیں آیا۔ ہم کشتی میں بیٹھ کر دوسرے کنارے پر اترے اور تھوڑے سے سفر کے بعد میاں محمد بخش ؒ کے مرشد حضرت غلام محمد ؒ کے دربار پر خواجہ محمد یعقوب ؒ کی معیت میں حاضر ہوئے۔ دیکھا تو وہ درویش جسے اگلے روز اڑتیں (۳۸) روپے دلوائے گئے تھے، وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس درویش سے پوچھا کہ بھئی کل تم وہاں میاں

صاحبؒ کے دربار پر موجود تھے اور خواجہ صاحبؒ کے حکم پر
تمہیں اڑتیس روپے بھی دیے گئے تھے، یہاں کیسے آنا ہوا؟
اس نے جواب دیا کہ میں حضرت غلام محمدؒ کے حکم کے مطابق
میاں محمد بخشؒ کے مزار پر چلہ کش تھا۔ اگلے روز اکتالیس روز
پورے ہو گئے تھے اور میرا میاں صاحبؒ سے یہ مطالبہ تھا کہ
مجھے زادِ راہ کے لیے ۳۸ روپے دلوا دیجئے کیوں کہ مجھے
حضرت غلام محمدؒ کے دربار تک جانا ہے۔ اسی اثنا میں خواجہ
صاحبؒ تشریف لائے اور انہوں نے مجھے ۳۸ روپے دلوا
دیے اور میں روپے لے کر یہاں آ پہنچا، میں شروع سے
یہیں ہوتا ہوں۔ میں نے بعد میں حضرت خواجہ محمد یعقوبؒ
سے اس درویش اور اسے اڑتیس روپے دلوانے کا ماجرا پوچھا تو
آپؒ نے فرمایا کہ عبدالرؤف مزار پر حاضری کے دوران میاں
صاحبؒ نے مجھ سے کہا کہ اس درویش کو اڑتیس روپے زادِ
راہ کے لیے دے دیں۔ میرے پاس ٹوٹے ہوئے روپے نہ
تھے۔ میں نے آپ کو کہا کہ اس کو اڑتیس روپے دے دیں''۔

حسنِ اخلاق

ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ علی الصباح میں اپنی گھوڑی پر سوار گاؤں سے
مشرق کی جانب سیر کے لیے نکلا ابھی سورج نہیں نکلا تھا یہ تقسیم ہندوستان سے
پہلے کا واقعہ ہے، اس وقت ہمارے گاؤں کی نچلی آبادی ہندوؤں پر مشتمل تھی۔
میں اس ہندو آبادی کے قریب سے گزر رہا تھا کہ سامنے سے اس وقت ہندو
آبادی کا نمبردار گوکل اپنے مذہبی معمول کو پورا کرنے کے لیے آ رہا تھا۔ اس نے
مجھے دیکھا تو ادب سے سلام دیا، مگر میرے دل میں فوراً یہ خیال آیا کہ یہ صبح

سویرے ایک ہندو کا منہ لگنا کوئی نیک شگون نہیں تھا، طبیعت پر ملال سا آیا، میں نے اسے سلام کا کوئی جواب نہ دیا اور گزر گیا۔ چند ہی قدم آگے بڑھنے کے بعد فوراً خیال آیا کہ ہرچند یہ ہندو ہے مگر ہے تو انسان اور میرے آقا و مولا علیہ الصلاۃ والسلام کا یہ اسوہ حسنہ تو نہیں، فوراً واپس پلٹا آگے سے ہوکر واپس گھوڑے کو موڑا اور میں نے اس سے پرتپاک انداز میں خیریت دریافت کی۔ اس نے کچھ حیران سا ہوکر کہا حضرت ابھی تو میں نے سلام کیا تھا آپ نے جواب نہ دیا میں نے کہا نمبردار صاحب میں کسی خیال میں مگن تھا جواب نہیں دے پایا، معذرت خواہ ہوں۔ فرماتے ہیں پھر شب و روز گزرتے گئے ۱۹۴۷ء آ گیا۔ ہمارے گاؤں کے ہندو بھی آہستہ آہستہ رخصت ہونے شروع ہوگئے۔ میں مسجد میں چند ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھا تھا کہ یہی ہندو مسجد میں آ گیا مجھے ملا اور کہنے لگا حضرت! میں آج اس گاؤں سے رخصت ہو رہا ہوں، رختِ سفر باندھ چکا ہوں میرے گھر والے میرے منتظر ہیں۔ بس یہاں سے جانے کے بعد ہم لوگ اس گاؤں کو خیرآباد کہہ دیں گے۔ نہ کوئی ترغیب ہے نہ ترہیب میں صدقِ دل سے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں اور اسی نیت سے اپنے جسم کو پاک کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ جانے سے پہلے آپ کے ہاتھ پر کلمہ پڑھ کے جاؤں۔ چنانچہ یہیں مسجد میں اس نے قبولیتِ اسلام کا شرف حاصل کیا۔ اور پھر ہم نے اسے رخصت کیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمیشہ ایک بات تکرار کے ساتھ فرماتے تھے کہ یہ ملکِ عزیز جس مقصد کے لیے وجود میں آیا تھا ہم نے اس مقصد کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ حصولِ دنیا کے لیے احکام الٰہیہ کو ترک کر کے فرہنگی تہذیب و تمدن کو اپنا مقصد حیات بنا

لیا ہے۔ فرنگی کی بولی سیکھنے کے لیے کتاب اللہ اور احکامات رسالت مآب ﷺ سے محروم ہوگئے۔ جسمانی غلامی تو حاصل ہوگئی مگر فکری غلامی کا طوق اپنی گردن سے نہ اتار سکے۔

جب تحریک نظام مصطفیٰ چلی اور ملک بھر سے اس نظام کے لیے تڑپ رکھنے والے حکومتِ وقت کے جبر کے ساتھ ٹکرا گئے ، اکثر و بیشتر مسلمانانِ پاکستان لاٹھی گولی کی پروا کیے بغیر نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے، جلسے جلوس اور گرفتاریوں کا سلسلہ شروع ہوگیا انہی دنوں آپ کے انتہائی قریبی عزیز راجہ محمد ظفر الحق پابند سلاسل ہوگئے۔ تو آپ ان سے ملنے کے لیے راولپنڈی سنٹرل جیل میں تشریف لے گئے۔ راقم الحروف بھی آپ کے ساتھ تھا۔ جیل کے اندر آپ نے دیکھا کہ بہت سے نوجوان نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کے لیے کوششیں کرنے پر جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، آپ ان کے اس جذبے سے بے حد متاثر ہوئے جونہی جیل سے واپس باہر نکلے آپ نے فرمایا میں بھی گرفتاری پیش کروں گا۔ راقم الحروف اور دیگر احباب نے عرض کیا کہ آپ کی صحت اس بات کی اجازت نہیں دیتی مگر آپ نے بااصرار ارشاد فرمایا کہ جن نوجوانوں کو ہم دین برگشتہ کہتے ہیں وہ تو پابندِ سلاسل ہیں اور ہم جو دین کے نام پر عزت حاصل کرنے والے ہیں وہ باہر ہیں، کل اپنے خالق و مالک کو کیا جواب دیں گے۔ چنانچہ آپ گرفتاری کے لیے کہوٹہ تشریف لے آئے۔ کہوٹہ شہر -- کی جامع مسجد میں ایک بہت بڑا اجتماع ہوا اتفاق سے بارش بھی شروع ہوگئی، آپ نے برستی بارش میں ایک بڑے جلوس کی قیادت فرمائی اور کہوٹہ شہر کے وسط میں ایک بجلی کے کھمبے کا سہارا لے کر جلوس سے خطاب فرمایا۔ ارشاد فرمایا: ''کہ برصغیر میں اعلائے کلمۃ الحق اور اقدار دینیہ کے فروغ کے لیے سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے نیر تاباں امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

نے قلعہ گوالیار میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ تحریکِ خلافت میں میرے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ نے حق کا ساتھ دیا اور آپ کی گرفتاری کے احکام جاری کیے گئے، آج پاکستان میں تحریکِ نظامِ مصطفیٰ کے ہزاروں کارکن صرف اللہ اور رسولؐ کی رضا کے لیے جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے آج اس نیک مقصد کے لیے مجھے اپنی گرفتاری پیش کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائی ہے''۔ مختصر سی تقریر تھی لیکن انتہائی موثر۔ اس کے بعد آپ جب جلوس کے اختتامی مقام تک پہنچے تو اسسٹنٹ کمشنر نے اطلاع دی کہ جناب آج گرفتاریاں بند کر دی گئی ہیں۔ اور پھر وہاں سے آپ بگھار تشریف لے گئے۔ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب جنرل محمد ضیاء الحق[1] برسراقتدار آئے، مغرب کے وقت آپ اپنے کتب خانے کے صحن میں کھڑے تھے۔ مسجد کے پڑوس میں واقع ایک گھر سے ریڈیو پر اذانِ مغرب کی آواز سنائی دی تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا الحمدللہ کچھ تو قربانیوں کا صلہ مل گیا۔

حج بیت اللہ

آپ نے ۱۹ء میں حج کا ارادہ کیا۔ اس وقت قرعہ اندازی کے ذریعے انتخاب ہوتا تھا۔ آپ کا انتخاب ہوا اور آپ کی ہمراہی کا شرف آپ کے

۱۔ آپؒ جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے غیر معمولی محبت رکھتے تھے۔ نہ کبھی ملاقات ہوئی نہ ملاقات کی خواہش تھی لیکن اکثر فرماتے تھے کہ اورنگزیب کے بعد پہلا حکمران تھا جو قرآن پڑھتا پڑھتا آیا اور پڑھتا پڑھتا چلا گیا۔ آپ نے جنرل محمد ضیاء الحق کی وفات کے بعد راقم الحروف سے بیان فرمایا کہ میں نے خواب میں جنرل محمد ضیاء الحق کو انتہائی اچھی کیفیت میں دیکھا تو استفسار کیا کہ کیسی گزری، جواب میں جنرل صاحب نے فرمایا: ''افغانوں کی مدد کام آ گئی''۔

رفیقِ خاص حاجی شیخ محمد اقبال صاحب[۱] کو حاصل ہوا۔ راقم الحروف اس وقت چھٹی کلاس میں زیرِ تعلیم تھا۔ آپ بگھار شریف سے روانہ ہوئے سب سے پہلے خانقاہ شریف پر حاضری دی، فاتحہ پڑھی۔ گھوڑی پر سوار ہوئے، کافی تعداد میں لوگ ساتھ تھے۔ اس وقت بگھار شریف تک سڑک وغیرہ نہ تھی۔ جنڈی ہنیسر کا راستہ اختیار کیا گیا یہ سڑک بھی اس وقت پختہ نہ تھی۔ کہوٹہ تک سفر یوں ہی طے ہوا کہ آپ گھوڑی پر سوار تھے اور آپ کے دائیں بائیں لوگ پیدل چل رہے تھے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سارا راستہ ذکر جہر ہوتا رہا۔ آپ نے کہوٹہ میں حاجی شیخ محمد فاضل صاحب کے ہاں دوپہر کا کھانا تناول فرمایا۔ راولپنڈی حاجی راجہ محمد یوسف صاحب کے ہاں قیام فرمایا اور دوسرے دن تیزگام کے ذریعے کراچی روانہ ہوگئے (اس وقت جدہ کے لیے ہوائی جہاز کی سہولت کراچی سے ہی میسر تھی)۔ کراچی میں آپ راجہ حق داد خان جو اس وقت وہاں پولیس میں غالباً ڈی ایس پی کے عہدے پر فائز تھے، قیام پذیر ہوئے۔ آپ نے خود بیان فرمایا کہ مکہ شریف میں مناسک ادا کرنے کے بعد ہم بس میں مدینہ طیبہ روانہ ہوئے رات کے پچھلے پہر مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو کسی مسافر کے استفسار پر بس ڈرائیور نے بتایا کہ وہ جو سامنے روشنی نظر آ رہی ہے یہی تو گنبد خضرا ہے فرمانے لگے اس تصور نے کہ ہم اپنے آقا و مولا کے در پر حاضر ہونے والے ہیں بدن پر رعشہ طاری کر دیا اور پاس بیٹھے حاجی محمد اقبال صاحب سے میں نے کہا شیخ صاحب! ہم جاگ رہے ہیں یا خواب میں ہیں۔ حاجی صاحب نے عرض کیا

۲۔ حاجی شیخ محمد اقبال مرحوم متوفی خلوص و وفا کا پیکر تھے۔ آپ ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے تھے۔ حضرتؒ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے، سفر میں ہمیشہ معیت حاصل رہی۔ خانقاہ شریف کے مالی معاملات کے نگران بھی شیخ صاحب مرحوم ہی تھے۔ آپ کی وفات پر حضرت قبلہؒ کو انتہائی بے قرار اور مغموم دیکھا گیا۔ شیخ صاحب کو غسل دیا جانے لگا تو حضرتؒ نے پانی کا لوٹا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اپنے اس عاشق کو خود آخری غسل دیا۔ ایسا ممکن ہی نہیں تھا کہ آپ کہوٹہ سے شیخ صاحبؒ کو ملے بغیر گذر جائیں۔

حضور ہم جاگ رہے ہیں۔ فرمایا حاجی صاحب یقین نہیں آرہا کہ یہ گنہگار آنکھیں اور یہ روزہ اقدس!!! خود بیان فرمایا ایک روز میں اور شیخ اقبال وضو کر کے مسجدِ نبوی کی آخری صفوں میں کھڑے تھے کہ میں نے شیخ صاحب سے کہا بہت دل چاہتا ہے کہ امام کے پیچھے پہلی صف میں کھڑے ہوکر نماز ادا کریں لیکن یہ ممکن نظر نہیں آتا۔ اسی اثنا میں دیکھا ایک نہایت پروقار شخصیت جن کے پیچھے ایک شخص مصلی اٹھائے ہوئے آ رہا تھا، ہمارے قریب سے گزر رہے تھے کہ اچانک میری طرف دیکھا اور میرا بازو پکڑ لیا اور میں نے شیخ اقبال کا بازو پکڑ لیا اور یوں ہم ان کے پیچھے ہولیے۔ وہ جونہی کسی صف کے پاس سے گزرتے لوگ خود انہیں رستہ دے دیتے۔ وہ چلتے گئے اور سیدھے امام کے پیچھے جا کے کھڑے ہوئے اور مجھے بازو سے پکڑ کر اپنے ساتھ کھڑا کر لیا۔ یوں اس خواہش کی تکمیل ہوئی، لیکن حیرت ہے کہ پھر وہ بزرگ کبھی نظر نہ آئے۔

✓ بیان فرمایا: ''مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران ہمارے علاقے کے حجاج اور بعض دیگر احباب کو میری آمد کی اطلاع ہوتی ہے تو وہ محبت سے ملنے تشریف لے آتے ہیں۔ لنگر کا سلسلہ جاری رہا۔ شیخ اقبال صاحب محترم جو مالی امور کے انچارج تھے، وہ صبح و شام اس ضیافت کے عمل سے پریشان ہو جاتے۔ ایک روز کہنے لگے حضرت! یہ بگھار شریف نہیں ہے، یہاں تو کوئی قرض بھی نہیں دے گا۔ میں نے کہا شیخ صاحب بے شک یہ بگھار شریف نہیں ہے لیکن اللہ وہی ہے جو بگھار شریف میں تھا جو وہاں دیتا تھا وہ یہاں بھی دے گا۔ ایک روز شیخ صاحب نہایت پریشانی کے عالم میں گویا ہوئے حضرت وہی بات ہوئی آج رقم بالکل ختم ہوگئی ہے۔ ان دنوں میں بیمار تھا اور راولپنڈی بنی کے قریب کے ایک ڈاکٹر جو وہاں مکہ مکرمہ میں پریکٹس کرتے تھے معائنہ کے لیے تشریف لایا کرتے تھے۔ شیخ صاحب ابھی گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ڈاکٹر صاحب تشریف لے آئے

اور معائینہ فرمایا۔ جب جانے لگے تو ایک خطیر رقم پیش کرتے ہوئے کہنے لگے حضرت! یہ تھوڑی سی رقم ہے میری خواہش ہے کہ آپ اپنے ہاتھوں اسے یہاں پر خرچ کریں، میں نے ان کے جانے کے بعد وہ رقم شیخ صاحب کے ہاتھ میں دی اور کہا شیخ صاحب بگھار شریف نہیں ہے لیکن اللہ موجود ہے، یہ لیجئے اور لوگوں کو خوب کھلایئے پلایئے۔ فرمانے لگے اس وقت تو شیخ صاحب خوش ہوگئے لیکن جوں جوں دن گزرتے گئے ان پر پھر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ جب واپسی پر ہم جدہ پہنچے تو شیخ صاحب بولے حضرت اب پھر پیسہ پائی نہیں رہا۔ ابھی ہم جدہ میں حجاج کے مستقر پر پہنچے ہی تھے کہ ہمارے گاؤں کے قریب ایک گاؤں موڑی کا رہنے والا ایک شخص آیا ملاقات ہوئی اس نے کہا مجھے کسی نے بتایا تھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں میں آپ ہی کا منتظر تھا۔ یہ شخص ایک مدت سے سعودی عرب میں کام کر رہا تھا۔ وہ ہمیں وہاں سے اپنی قیام گاہ پر لے گیا، خوب خاطر مدارات کی۔ وقتِ مقررہ پر جدہ ائر پورٹ پر لایا اور ساتھ ہی اس نے کہا کہ میں ایک مدت سے اپنے گاؤں نہیں جا سکا ہوں اور نہ ہی اپنے خویش واقارب کی کوئی خدمت کر سکا ہوں۔ یہ کچھ ریال ہیں جن کے اتنے پاکستانی روپے بنتے ہیں یہ آپ اپنے پاس رکھ لیجئے آپ کو ضرورت ہوں گے اور پاکستان جا کر میرے عزیزوں کو بلوا کر انہیں اتنے روپے دے دیجئے گا۔ میں نے حاجی صاحب سے کہا حاجی صاحب اللہ رب العزت نے آپ کا یہ شکوہ بھی دور کر دیا کہ یہاں قرض کوئی نہیں دے گا۔

بیان فرمایا: ''مدینہ طیبہ قیام کے دوران شدید علیل ہوگیا۔ کوشش کر کے مسجد نبوی میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا رہا لیکن ایک شام مغرب کے وقت بخار انتہائی تیزاور نقاہت کا یہ عالم کہ چارپائی سے اٹھنا مشکل۔ میں نے انتہائی یاس اور حسرت کے عالم میں شیخ صاحب اور دیگر ساتھیوں سے کہا کہ شاید آج

مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی نصیب میں نہیں۔ آپ لوگ جائیے میں یہیں نماز ادا کر لوں گا۔ یہ حضرات چلے گئے، میں چارپائی پر بیٹھ گیا اور انتہائی رقت طاری ہوگئی کہ مولا کس قدر بدنصیب ہوں غریب آدمی تھا دورافتادہ علاقے کا رہنے والا، تو نے یہاں اپنے محبوب کے دیس میں پہنچا دیا ساری دنیا ایک نماز پڑھ کر پچاس ہزار کا ثواب کما رہی ہے اور میں یہاں چند فرلانگ کے فاصلے پر محروم!!! فرماتے ہیں اسی کیفیت میں بالکل عالم بیداری میں مجھے دروازے پر آہٹ سنائی دی۔ میں نے سراٹھا کے دیکھا تو دروازے پر میرے والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کھڑے تھے۔ میں اپنی چارپائی سے اٹھا، دروازے پر آکے آپ کی دست بوسی کی آپ نے شفقت بھرا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا اور ارشاد فرمایا محمد یعقوب اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے ہر کام میں اللہ کی حکمت ہوتی ہے، اللہ فضل فرمائے گا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو وہاں کوئی چیز موجود نہیں تھی۔ لیکن میں محسوس کر رہا تھا کہ میری علالت میں غیر معمولی افاقہ ہوگیا ہے۔ میں غسل خانے میں گیا وضو کیا اور ابھی مسجد نبوی میں تکبیر اولیٰ نہیں ہوئی تھی کہ میں مسجد میں پہنچ گیا۔ -

تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد آپ سفرِ حج سے واپس لوٹے راقم الحروف بھی اپنے مرحوم تایا زاد بھائی صاحبزادہ محمد یونس صاحبؒ[۱] اور اپنے استاد مولانا قاری سید نذیر حسین شاہ صاحب اور ان کے چھوٹے بھائی قاری عطاء الرحمٰن صاحب

۱۔ صاحبزادہ محمد یونس صاحبؒ میرے تایا محترم حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحبؒ المعروف حضرت سائیں صاحبؒ کے فرزند ارجمند تھے، گارڈن کالج راولپنڈی سے ایف اے کا امتحان پاس کیا۔ کچھ عرصہ تک مڈل سکول مواڑہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ راقم الحروف کی اکلوتی ہمشیرہ کا اُن سے عقدِ مسنونہ ہوا۔ اسی اثناء انہیں سعودی ائرلائنز جدہ میں ملازمت مل گئی۔ ایک سال بعد ایک ماہ کی رخصت پر گھر تشریف لائے۔ واپس جانے کے تھوڑے دن بعد ایک سڑک کے حادثہ میں انتہائی عالم شباب میں اس دُنیا سے رخصت ہوگئے۔ انتہائی خلیق، شریف الطبع اور خوش مزاج شخصیت کے مالک تھے، راقم الحروف پر غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔ اپنے مشائخ کے ساتھ خانقاہ شریف کی مسجد کے شمالی کونے میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔

(جو ان دنوں بگھار شریف میں مدرس تھے) کے ساتھ راولپنڈی ریلوے اسٹیشن پر حاضر ہوا۔ وہاں اور بہت سے لوگوں کے علاوہ عالی مرتبت سردار فتح خان صاحب، راجہ محمد ظفر الحق صاحب، ڈاکٹر جہانگیر صاحب آپ کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ آپ تیزگام کے ذریعے کراچی سے تشریف لائے۔ رات راولپنڈی میں حاجی راجہ محمد یوسف صاحب کے ہاں قیام فرمایا اور دوسرے روز بگھار شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔ جنڈی سے آگے پھر گھوڑی پر سوار متوسلین کا ہجوم اور کلمہ طیبہ کا ورد ایک عجب سماں تھا۔

بگھار شریف میں جمعہ کا اجراء

بگھار شریف میں ۱۹۷۰ء تک نمازِ جمعہ نہیں پڑھی جاتی تھی۔ حضرت صاحب رمضان المبارک کے جمعہ کی ادائیگی کے لیے راولپنڈی تشریف لاتے تھے اور اکثر و بیشتر راولپنڈی کی مرکزی جامع مسجد میں مولانا سیّد عارف اللہ شاہ قادری کی اقتداء میں جمعہ ادا فرمایا کرتے تھے۔ شاہ صاحب کے عروج کا یہ زمانہ تھا، اردو مادری زبان تھی، اللہ رب العزت نے آواز میں بھی خوب سوز سے نوازا تھا، نستعلیق اردو اور مترنم اشعار مجمع کو مسحور کر دیتے تھے۔ راقم الحروف کو انتہائی چھوٹی عمر میں والد گرامی علیہ رحمہ کے ساتھ یہاں جمعہ کی ادائیگی نصیب ہوئی، بلامبالغہ جامع مسجد سے باہر سڑک پر صفیں بچھی ہوتی تھیں اور یہاں بھی بمشکل جگہ دستیاب ہوتی تھی۔

نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس وقت شاہ صاحب کے زیر ادارت نکلنے والے ماہنامہ ''سالک'' کے دفتر میں شاہ صاحب کے ساتھ حضرت صاحب کی مختصر نشست ہوتی تھی۔ ہلکی پھلکی علمی گفتگو اور چائے پر مجلس کا اختتام ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب جمعہ میں شریک تھے اس دن شاہ صاحب نے فصاحت و بلاغت، نکات علمیہ اور خطابت کے خوب جوہر دکھائے۔ جمعہ کے بعد جب

حضرت صاحب ؒ کو دیکھا تو نہایت محبت کے ساتھ بغل گیر ہوئے اور ساتھ ہی فرمایا، آج میں سوچ رہا تھا کہ عارف اللہ کی زبان اور یہ بیان--- اب معلوم ہوا کہ یہاں تو کوئی کہلوانے والا بیٹھا ہوا تھا۔

یہ تو ضمنی بات تھی اصل موضوع بگھار شریف میں جمعہ کا اجراء تھا۔ بگھار شریف کی خانقاہ کے متوسلین اور مقامی آبادی کی شدید خواہش تھی کہ یہاں باقاعدہ نمازِ جمعہ ادا کی جائے، لیکن حضرت صاحب ؒ سختی سے اس موقف پر قائم تھے کہ احناف کے نزدیک جمعہ کی شرائط یہاں پوری نہیں ہوتیں۔ جب اصرار بڑھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک شرط یہ بھی ہے کہ قصبہ کی مسجد جمعہ کے روز نمازیوں سے بھر جائے۔ سو اگر آپ لوگ تین مہینے تک جمعہ کے روز ظہر کے وقت مسجد مکمل بھر دیں تو میں درسِ قرآن دوں گا مگر ہم ظہر کی چار رکعت ہی پڑھیں گے، چنانچہ احباب نے انتہائی ذوق اور شوق کے ساتھ یہ شرط پوری کی۔ تین ماہ تک لوگ جمعہ کو نمازِ ظہر کے وقت جمع ہوتے رہے اور درسِ قرآن سنتے اور ظہر کی چار رکعت ادا کرتے رہے۔ تین ماہ بعد آپ نے یہاں جمعہ کا آغاز فرمایا۔ اور ابتداء ہی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے باکمال شیخ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی ؒ کی تفسیر ''تفسیر مظہری'' کی روشنی میں انتہائی اختصار کے ساتھ درسِ قرآن شروع کیا۔ یہ سلسلہ جاری رہا اور تقریباً اکیس سال کی مدت میں دو دو، تین تین آیات کر کے آپ نے قرآن مکمل فرمایا۔ وفات سے دو تین سال پہلے آپ نے پھر سے آغاز فرمایا، ابھی غالباً چوتھے پارے پر پہنچے تھے کہ داعیٔ اجل کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ الحمدللہ آپ کی دعاؤں سے جمعہ کا سلسلہ جاری ہے اور نمازیوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔

مسجد کی تعمیرِ نو

گذشتہ صفحات میں ذکر ہو چکا ہے کہ بگھار شریف کی خانقاہ کے موسس

اوّل حضرت مولانا محمد ہاشمؒ نے بگھار شریف میں مسجد کی بنیاد رکھی تھی۔ یہ بہت چھوٹی سی مسجد تھی، بعدازاں آپ کے جانشین حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ نے یہ مسجد شہید کر کے ایک نئی مسجد تعمیر فرمائی۔ اور تیسری مرتبہ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ نے مسجد، خانقاہ اور کتب خانہ کی ساری عمارت منہدم کر کے نئی تعمیر کروائی۔ تعمیرِ مسجد کے دوران ہمیشہ اس خواہش کا اظہار نوکِ زباں رہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ مسجد مکمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ رب العزت نے ان کی دعا کو قبول فرمایا اور اپنی آنکھوں سے مسجد کو مکمل صورت میں دیکھنا نصیب ہوا۔ راقم الحروف نے خود دیکھا کہ وہ اپنے گھر سے مسجد تشریف لاتے ہوئے اکثر و بیشتر راستے کے درمیان جہاں سے مسجد مکمل نظر آتی تھی کھڑے ہو جاتے اور مسجد کا بغور جائزہ لیتے، کبھی مسرت کا اظہار کرتے اور کبھی آپ کے چہرے پر خوشی کے اثرات ساری کیفیت کا اظہار کر دیتے کہ مسجد کو دیکھ کر آپ کے فرحت و انبساط کا کیا حال ہے۔(۱)

۱۔ مسجد کی تعمیرِ نو کا معاملہ جن دنوں زیرِ غور تھا، انہی دنوں راقم الحروف اور راجہ محمد ظفر الحق صاحب سرگودھا گئے، وہاں راجہ صاحب محترم نے عندیہ ظاہر کیا کہ واپسی پر بھیرہ شریف میں حضرت قبلہ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی جائے۔ سرگودھا سے ہی راجہ صاحب نے فون پر رابطہ فرما کر حضرت پیر صاحب قبلہ کو پروگرام سے آگاہ کیا۔ بھیرہ شریف حاضری ہوئی، حضرت پیر صاحب نے کمال شفقت سے سرفراز فرمایا، وہ تو شخصیت سراپا شفقت تھی، اپنے دارالعلوم کے نئے کیمپس میں ساتھ لے گئے، آڈیٹوریم، کلاس رومز، دارلاقامہ، اساتذہ کرام کی رہائش گاہیں دکھائیں۔ جدید طرزِ تعمیر، آرائش و زیبائش اور ساتھ ساتھ حضرت پیر صاحب کی شیریں بیانی، یہ حاضری ہمیشہ لوحِ دل پر نقش رہے گی۔ تعمیرات کو دیکھنے کے دوران راجہ صاحب محترم نے حضرت پیر صاحب سے استفسار کیا کہ کس Architact نے یہ نقشہ بنایا اور اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ پیر صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ اسلام آباد سی ڈی اے میں ڈائریکٹر پلاننگ ہیں اور ان کا نام سیّد احمد علی شاہ صاحب ہے۔ سو وہیں راجہ صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ بگھار شریف کی مسجد کی تعمیرِ نو کے لیے ان سے رابطہ کیا جانا چاہیے۔ راولپنڈی پہنچنے پر جناب عزیز احمد ہاشمی صاحب (جو ان دنوں راولپنڈی ٹریننگ کالج کے پرنسپل تھے) کے توسط سے جناب احمد علی شاہ صاحب سے رابطہ قائم ہوا۔ چند روز بعد راجہ صاحب، شاہ صاحب، عزیز ہاشمی صاحب اور راقم الحروف بگھار شریف میں حاضر ہوئے، شاہ صاحب محترم کی حضرت صاحبؒ سے پہلی ملاقات ایک مضبوط اور پُرخلوص تعلق کی بنیاد بن گئی۔ شاہ صاحب (زید مجدہ) نے کمال خلوص، اور فنی مہارت سے مسجد کا نقشہ بنایا، اور مسجد کی تعمیر شروع ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے مسجد، مزار شریف، مسجد کے ساتھ حجرے، حضرت کا کتب خانہ اور آپ کے لیے آرام گاہ، نئے وضو خانے، انتہائی خوب صورتی اور مضبوطی کے ساتھ تعمیر کے آخری مرحلہ تک پہنچے۔ سیّد احمد علی شاہ صاحب کے اخلاص کو حضرتؒ ہمیشہ قدر کی نگاہ سے دیکھتے، احسان مندی کے جذبات کے اظہار کے ساتھ پُرخلوص ادعیہ سے نوازتے۔

مسجد کے ساتھ انس و محبت

گذشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ آپ نماز باجماعت کا غیر معمولی اہتمام فرماتے تھے اور دن اور رات کا اکثر و بیشتر حصہ مسجد میں ہی گذرتا تھا۔ شروع میں تو آپ کا معمول یہ تھا کہ صبح کی نماز کے لیے آپ گھر سے مسجد تشریف لے جاتے، نماز باجماعت ادائیگی کے بعد کبھی خانقاہ شریف میں اور کبھی کتب خانے میں معمول پورے فرماتے، صبح کا ناشتہ وہیں کتب خانے میں تناول فرماتے۔ اشراق اور چاشت کی نماز بھی یہیں ادا فرماتے پھر تھوڑے وقت کے لیے گھر تشریف لے جاتے اور پھر مسجد واپس آ جاتے۔ یہاں مہمانوں کے ساتھ نشست ہوتی اور دوپہر کے کھانے کے لیے گھر تشریف لے جاتے۔ قیلولہ کے لیے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور کتب خانے میں ہی تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے ظہر کی نماز کے بعد ختم خواجگان پڑھا جاتا اور آپ اپنے معمول کے مطابق دلائل الخیرات اور حصن حصین کے روزمرہ کے طے شدہ اوراد و وظائف پڑھتے اور پھر مہمانوں کے ساتھ گھر تشریف لاتے۔ خود بھی اور مہمان حضرات بھی چائے نوش فرماتے اور عصر کی نماز کے لیے آپ پھر مسجد تشریف لے جاتے۔ نماز عصر کے بعد پھر ختم خواجگان پڑھا جاتا اور عصر کے بعد پھر آپ گھر تشریف لے جاتے۔ یہاں مال مویشیوں، خاص طور پر اپنے گھوڑوں کی دیکھ بھال کرتے۔ اور مغرب کی نماز کے لیے پھر مسجد۔ نماز مغرب کے بعد اوابین کی ادائیگی میں خاصی دیر ہو جاتی فراغت کے بعد آپ کا معمول تھا سیدھے اپنے اجداد کے مزارات پر تشریف لے جاتے اور فاتحہ پڑھتے۔ رات کے کھانے کے لیے گھر تشریف لاتے اور عشاء کی نماز کے لیے پھر مسجد اور عشاء کے بعد گھر آنا ہوتا، یوں دن اور رات کا اکثر و بیشتر حصہ مسجد میں اور مسجد آنے جانے میں صرف ہوتا۔ آپ ہمیشہ آہستہ آہستہ قدموں سے چلتے تھے ایک روز خود ارشاد فرمایا کہ میرے آقا و مولی علیہ الصلاۃ و والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ مسجد جاتے ہوئے قدم گنے جاتے ہیں میں آہستہ آہستہ چلتا ہوں اسی طرح قدموں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔ راولپنڈی میں

CamScanner

جب کبھی ایام علالت میں قیام طویل ہو جاتا تو اچانک بگھار شریف کے لیے تیار ہو جاتے راقم الحروف کے بچے ضد کرتے جان جی! آج نہ جائیں تو فرماتے بیٹا ضد نہ کرو مجھے آج شدت کے ساتھ اپنی مسجد یاد آ رہی ہے۔

اصلاح کا حکیمانہ انداز

راقم الحروف سے راجہ محمد ظفر الحق صاحب[۱] نے بیان کیا کہ میں جب گریجوایشن کر رہا تھا ، ان دنوں بگھار شریف حاضری ہوئی۔ مسجد میں گیا ظہر کا وقت تھا، کچھ لوگ سنتیں پڑھ رہے تھے کچھ پڑھ چکے تھے۔ حضرت صاحبؒ سنتیں ادا فرمانے کے بعدتشریف فرما تھے۔ میں نے ملاقات کی، آپ نے فرمایا سنتیں پڑھ لو۔ قعدہ میں میں نے اپنے زانو پر ہاتھ رکھے تو انگلیاں کھلی ہوئی تھیں، آپ نے آہستہ سے میری انگلیوں کو پکڑا اور باہم ملا دیا۔ میں نے سوچا شاید نماز کے بعد اس سلسلہ میں کوئی فقہی مسئلہ بیان فرمائیں گے لیکن آپ نے اس کا ذکر ہی نہیں کیا۔ مجھے معلوم تھا یا آپ کو۔ آج مدتِ دراز گزرنے کے باوجود جب کبھی قعدہ میں بیٹھتا ہوں تو وہ اصلاح کا عمل سامنے آ جاتا ہے اور انگلیاں باہم ملا لیتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

آپ کبھی براہ راست کسی کے عیب پر انگلی نہیں اٹھاتے تھے، ہمیشہ اس انداز سے اصلاح فرماتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہونے پائے۔ چند نوجوان جو مسلک اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے آپ کے پاس ان کا آنا جانا شروع ہوا، حلقہ ارادت میں داخل ہوگئے، نماز میں ننگے سر ہوتے اور رفع یدین بھی کرتے۔

۱۔ معروف سیاسی راہنما اور دانشور، راقم الحروف کے برادر نسبتی اور حضرت صاحبؒ کی محبوب ترین شخصیت۔

کچھ حضرات نے آپ کو ان کی جانب توجہ دلائی فرمایا تم اپنا کام کرو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔ آہستہ آہستہ خود تبدیلی آ جائے گی۔

☆☆☆☆☆

گوجرہ منڈی کے رہنے والے ایک جید عالم دین مولانا قاری عبدالرحیم جو دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل تھے اور عربی زبان پر بہت دسترس رکھتے تھے، غالباً کلر سیدان میں گورنمنٹ اسکول میں عربی کے استاد مقرر ہوئے ان دنوں مولانا حافظ محمد احسن صاحب گورنمنٹ ہائی اسکول مٹور میں عربی کے استاد تھے۔ اور مٹور کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض بھی سرانجام دے رہے تھے۔ ان دونوں کی باہم رفاقت تھی مولانا حافظ محمد احسن صاحبؒ کی روحانی نسبت حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ سے تھی۔ خانقاہ بگھار شریف سے دلی محبت رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ مولانا قاری عبدالرحیم صاحب کا بگھار شریف آنا جانا شروع ہوا، حضرت صاحبؒ سے انس و محبت کا تعلق قائم ہوگیا، علمی مجالس جمتیں اور ملاقاتوں میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ ایک روز قاری صاحب موصوف نے عرض کیا حضرت ہمارا آپ سے علمی تعلق ہے یہ جو آپ سلوک اور تصوف کی منازل وغیرہ کی باتیں کرتے ہیں ان پر میں اعتقاد نہیں رکھتا۔ اور اگر کوئی ایسی چیز ہے تو آپ مجھ پر واضح کریں۔ حضرتؒ نے فرمایا قاری صاحب میرا دعویٰ ہے باغ میں پھول ہے اور آپ پھول کے نہ ہونے پر اصرار کر رہے ہیں۔ عقلِ سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ باغ میں جا کر دیکھ لینا چاہیے اگر ہو تو آپ کو انکار نہیں کرنا چاہیے اور اگر نہ ہو تو مجھے اپنے دعوے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ قاری صاحب نے جواباً عرض کیا حضرت! بات تو معقول ہے مگر یہ پھول دیکھنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا میں آپ کو نقشبندی مجددی سلسلے کے کچھ اوراد تلقین کرتا ہوں، آپ میرے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ان پر عمل فرمائیں اگر اپنے باطن میں کوئی تبدیلی محسوس

کریں تو فرما دیجئے گا کہ باغ میں پھول ہے اور اگر کوئی تبدیلی نہ ہو تو آپ کو انکار کا پورا پورا حق حاصل ہے۔ چنانچہ اوراد بتائے گئے اور قاری صاحب چھٹیوں کے سبب گوجرہ منڈی تشریف لے گئے۔ تقریباً ایک ماہ بعد قاری صاحب نے وہاں سے خط لکھا جس کا پہلا جملہ تھا ''حضرت ایسا محسوس ہوتا ہے کافر تھا اب مسلمان ہوا ہوں''۔

☆☆☆☆☆

ڈاکٹر محمد جہانگیر اور بیگم ڈاکٹر جہانگیر عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ہماری پھوپھی محترمہ بیگم صاحبہ کے زیرِ علاج رہیں۔ اس سبب سے حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ سے ملاقات ہوگئی۔ آہستہ آہستہ قریب ہوتے گئے اور بالآخر دونوں میاں بیوی حضرت کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوگئے۔ ڈاکٹر جہانگیر اکثر کہا کرتے تھے کہ میں جنتی ہوں، اور دلیل یہ دیتے تھے کہ میں غیر مسلم تھا اللہ جل شانہٗ نے قبولیتِ اسلام کی دولت سے نوازا اور پھر حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ سے روحانی نسبت کا اعزاز حاصل ہوا۔ اگر اللہ جل شانہٗ کو مجھے جنتی بنانا مقصود نہ ہوتا تو یہ جملہ توفیقات کیونکر نصیب ہوتیں۔ ان کا ایک بیٹا محمد سلیم تھا، جو ان دنوں پائلٹ تھا۔ انگریزی تعلیم یافتہ اور مغربی بود و باش کا عادی تھا، اردو پڑھنا لکھنا بھی نہیں جانتا تھا۔ ڈاکٹر صاحب محترم نے اُسے بگھار شریف میں حضرت قبلہ مولانا محمد یعقوبؒ کی خدمت میں اس غرض سے بھیجا کہ آپ اسے بنیادی عقائد کی تعلیم کے ساتھ نماز پڑھنا سکھا دیں۔ حضرتؒ نے کمال شفقت فرمائی۔ آپ عربی الفاظ بولتے اور سلیم رومن میں انہیں لکھ لیتے، پھر کمرہ بند کر کے ترکیب نماز سکھائی جاتی۔ کم و بیش ایک ماہ بعد سلیم گھر واپس لوٹے تو نماز کے عادی ہو چکے تھے۔ ان کی اس کیفیت کو دیکھ کر ڈاکٹر جہانگیر صاحب نے حضرتؒ کو شکریہ کا خط لکھا اور اُس پر اپنے جذبات کو منظوم مرقوم فرمایا:

ع   واہ پیرا کمال کر چھڈی اے
جہانگیر دے گھر وچ نماز واڑ چھڈی اے

☆☆☆☆☆

راقم الحروف نے جب ادارہ تحقیقات اسلامی میں ملازمت اختیار کی اس وقت ادارہ میں ممتاز محققین دادِ تحقیق دے رہے تھے۔ انہی میں ایک عالم مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی تھے جو مشہور غیر مقلد اور عربی زبان کے ممتاز عالم جامعہ ملیہ دہلی کے استاد مولانا محمد سورتی کے صاحبزادے تھے۔ یہ مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی وہی ہیں جنہوں نے تاریخ الادب العربی کا اردو ترجمہ بھی کیا ہے۔ مولانا کو جب میرے بارے میں علم ہوا کہ میں ایک خانقاہ سے متعلق ہوں تو اپنی مخصوص افتادِ طبع اور خانقاہوں سے نفرت کے سبب کبھی کبھار طنزیہ گفتگو فرمایا کرتے تھے، ہرچند کہ مجھ پر حد درجہ شفقت فرماتے تھے۔ اور میں نے ان سے بے حد استفادہ کیا۔ ایک مرتبہ مجھ سے فرمانے لگے کہ یہ اُلٹ (عُرس) تم لوگ بھی کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ وہاں عرس کے موقع پر تشریف لے چلیے خود مشاہدہ فرمایئے اور اس کے بعد بھی اگر آپ کی یہی رائے ہو تو آپ اس کے اظہار میں حق بجانب ہوں گے، عرس کے موقع پر راقم الحروف نے انہیں لے جانے کے لیے گاڑی کا اہتمام کیا اور موصوف تشریف لے آئے۔ والد صاحب" اپنے کتب خانے میں تشریف فرما تھے، میں مولانا کو لے کر وہیں حاضر ہوا۔ مولانا کا تعارف کروایا تو آپ کھڑے ہوگئے، انتہائی محبت سے استقبالیہ جملے ارشاد فرمائے اور اپنے ساتھ مصلی پر بٹھایا۔ مختصر سی گفتگو کے بعد ہی مولانا نے تقاریب اعراس سے متعلق تنقیدی گفتگو کا آغاز کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا مولانا! آپ کل تک ہمیں میزبانی کا شرف بخشیں گے میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ یہاں کے جملہ معمولات کا بغور جائزہ لیں اور اگر کوئی عمل شریعت مطہرہ کے خلاف پائیں تو کل رخصتی کے

وقت مجھے متنبہ فرمائیں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اس عمل کو روکنے کی کوشش کروں گا۔ اور اگر اس میں کامیاب نہ ہوسکا تو آئندہ بگھار شریف میں عرس نہیں ہوگا۔ مولانا دوسرے دن جب رخصت ہونے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا مولانا! میری درخواست کے مطابق آپ بلا رو رعایت ارشاد فرمائیں کہ عرس کے موقع پر کوئی خلافِ شرع عمل سرزد تو نہیں ہوا۔ مولانا نے فرمایا اگر اسی کا نام عرس ہے تو مجھے اس میں شرکت پر کوئی اعتراض نہیں۔

☆☆☆☆☆

مولانا محمد اقبال قریشی (خطیب، ممیام، تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اپنے مہمان خانہ کے برآمدے میں تشریف فرما تھے اور تعویذ لکھ رہے تھے، میں نے عرض کیا حضرت میں نے مختلف درود کئی ہزار مرتبہ پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور یہ آرزو دل میں مچلتی رہی کہ رخ والضحیٰ کی زیارت نصیب ہو جائے مگر تاحال محرومی ہے جواباً آپ نے انتہائی سادہ سے الفاظ میں ارشاد فرمایا مولانا میں تو یہ درود و سلام اپنے آقا علیہ الصلوۃ و والسلام پر بھیجتا ہوں:

"اللّٰھم صلِّ علیٰ محمدٍ و علیٰ آلِ محمد افضَلَ صلوٰتِكَ بعددِ مَعلوماتِكَ وَبارك وسلِّم وصَلِّ علیه"

میں نے عرض کیا حضرت اجازت ہو تو لکھ لوں فرمایا لکھ لیجئے۔ اسی رات عشاء کی نماز کے بعد میں درود و سلام آقا علیہ الصلاۃ و والسلام کے حضور نذر کرتا ہوا گھر پہنچا تو اسی کیفیت میں آنکھ لگ گئی۔ بس آنکھ لگنے کی دیر تھی------

☆☆☆☆☆

درس و تدریس

بگھار شریف میں خانقاہ کے قیام کے ساتھ ہی قرآنی تعلیمات کا آغاز ہو گیا تھا، بالخصوص تجوید و قرأت اور حفظِ قرآن کا سلسلہ باقاعدگی سے جاری تھا۔ آپ نے اپنے عہدِ سجادہ نشینی میں کئی اساتذہ کرام کا تقرر فرمایا لیکن خود بھی تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ قرآن سے غیر معمولی شغف تھا۔ اس لیے حُفاظ کی منزلیں سننا اور تجوید کی مشق کرانا یہ آپ کا محبوب عمل تھا۔ میں نے اپنے بچپن میں یہ بھی دیکھا کہ منگل اور جمعرات کو بعد نماز مغرب درس قرآن اور درس حدیث کا اہتمام ہوتا تھا ان دنوں بجلی وغیرہ تو نہ تھی لالٹین کی روشنی میں درسِ قرآن اس وقت کے مدرس قاری سائیں محمد صاحب دیتے تھے اور درس حدیث کے لیے مشکوٰۃ شریف آپ خود بیان فرماتے تھے۔

منازلِ سلوک

آپ نے اپنے نوٹس میں تحریر فرمایا کہ ''اجمالی تصوف لطیفۂ قلب سے دائرہ لاتعین تک حضرت نے طے کرایا اور پھر فرمایا محمد یعقوب اجمالی تصوف طے ہو چکا ہے تفصیلی کرنے کی سعی جاری رکھی جائے۔ وماتوفیقی الّاباللہ۔ اللہ توفیق عطا فرمائے۔ حضرات کے معمول کے مطابق لطیفۂ قلب بائیں جانب زیرِ پستان دو انگشت مائل بہ پہلو ہے۔ وقوفِ قلبی ہمہ اوقات بہ خیال نہ بہ بلسان۔ وقوف عددی تین ہزار روزانہ بلاناغہ کم و بیش تین سال بحمداللہ جاری رہا۔ پھر لطیفۂ روح دائیں جانب زیر پستان دو انگشت مائل بسینہ وقوف عددی دو ہزار وقوف قلبی بیک وقت دونوں لطائف پر ۔ لطیفہ سر بائیں جانب زیر پستان دو انگشت مائل بسینہ دو ہزاروقوف عددی۔ اور لطیفہ خفی دائیں جانب زیر پستان دو انگشت مائل بسینہ دو ہزار وقوف عددی۔ لطیفہ اخفیٰ وسط سینہ وقوف عددی دو ہزار۔ لطیفہ نفس وسط

پیشانی دو ہزار وقوف عددی۔ سلطان الاذکار کا مقام سر کی چوٹی ہے۔ دو ہزار وقوف عددی بیک وقت جمیع لطائف پر خیال لطیفہ قالبیہ کہلاتا ہے۔ جب سالک اس مقام پر فائز ہوتا ہے تو یہ کیفیت طاری ہوتی ہے کہ جسم کے ہر حصہ سے ذکر حق محسوس ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ ہاتھ کی انگلیوں کے پوروں سے بھی ذکر کا جاری ہونا محسوس ہوتا ہے۔ یہ محض فضل ربی بطفیل سید الانبیاء والمرسلین ﷺ اور حضرات کبار کا صدقہ ہے۔ ورنہ بندہ یکسر بے بس و عاجز ہے۔ ہر وقت اس کے کرم کا محتاج ہے۔ یہاں وہاں اس کے فضل کا محتاج ہے۔ سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ باعث کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی۔ فرمایا ہاں میں بھی۔ دین و دنیا اس کے فضل پر مبنی ہے۔ جب وہ چاہتا ہے اپنے بندے کو خود اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ ایک مجذوب فقیر محل کے نیچے جا رہا تھا بادشاہ اوپر بیٹھا ہوا تھا بادشاہ نے کہا فقیر اوپر آ جاؤ۔ فقیر نے کہا کیسے اوپر آ جاؤں۔ محل کے چاروں طرف تمہارے حفاظتی دربان کھڑے ہیں۔ بادشاہ نے کمند نیچے ڈالی اور کہا فقیر اسے پکڑ لو فقیر نے کمند پکڑی، بادشاہ نے خدام کو حکم دیا اوپر کھینچ لو۔ فقیر اوپر پہنچا بادشاہ نے کہا فقیر میں نے تم سے ایک بات پوچھنی ہے مجھے بتاؤ بندہ خدا تک کیسے پہنچتا ہے فقیر نے جواب دیا جیسے میں تم تک پہنچا ہوں۔ تم نے خود مجھے اوپر کھینچ لیا اسی طرح جب خدا چاہتا ہے جسے چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے''۔

مسلکی اعتدال

آپ حنفی المسلک اور تصوف میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی روایات پر سختی سے کاربند تھے۔ اپنے مخصوص رجحانات کے باوجود وہ مختلف مکاتب فکر کے علماء کا احترام کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک عالم نے آپ سے ایک مخصوص مکتبہ فکر سے

متعلق عرض کیا کہ حضرت ہم آپ کو اس مسلک سے متعلق سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''آپ کو میرے بارے میں یہ اعلان کرنے کا کس نے مجاز بنایا ہے میں فقہ میں ابو حنیفہ ؒ کا مقلد ہوں اور تصوف میں سلسلہ نقشبندیہ اور نقشبندی سلسلے کے روحِ رواں حضرت شیخ احمد سرہندی ؒ کا غلام ہوں''۔

نقشبندی سلسلے کے بزرگ حضرت پیر محمد عبداللہ جان مجددی جن کا تعلق پشاور سے ہے انتہائی خلیق اور طالب علموں سے محبت کرنے والی شخصیت ہیں انہوں نے اسلام آباد جیسے ماحول میں لاالہ الا اللہ کی گونج سے بے شمار نوجوانوں کی کایا پلٹی۔ راقم الحروف کے ان سے دیرینہ مراسم ہیں۔ حضرت صاحب ؒ کی موجودگی میں ایک مرتبہ میں نے پیر صاحب کو بگھار شریف عرس میں شرکت کے لیے دعوت دی۔ پیر صاحب صبح اختتامی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لائے تو آپ کے متوسلین کی ایک خاصی تعداد آپکے ہمراہ تھی۔ اپنے معمول کے مطابق لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے ہوئے یہ حضرات مجلس میں داخل ہوئے حضرت صاحب ؒ اس وقت مجلس میں تشریف فرما تھے میری طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تو میں نے عرض کیا کہ یہ پیر عبداللہ جان صاحب ہیں۔ آپ احتراماً کھڑے ہوگئے معانقہ فرمایا اور پیر صاحب کو ساتھ بٹھایا۔ مجھے یہ خیال گذرا کہ چونکہ ذکرِ خفی آپ کا معمول ہے اور آپ سختی سے اس پر کاربند ہیں، آپ اپنے معمول کی خلاف ورزی کو محسوس نہ فرمائیں میں برابر آپ کی طرف دیکھتا رہا آپ ہمیشہ کی طرح گردن جھکائے تشریف فرما تھے۔ نظر اٹھا کر دیکھا بھی نہیں۔ حضرت پیر صاحب نے اپنے خطبے میں ذکرِ جہر کی فضیلت سے متعلق گفتگو فرمائی اس پر بھی آپ کی وہی کیفیت رہی۔ ہرچند کہ میں خطرہ محسوس کر رہا تھا کہ مبادا مجھ سے

CamScanner

متعلق آپ کی طبیعت بارِخاطر نہ ہو۔ اور ساتھ ہی یہ بھی خیال کر رہا تھا کہ شاید آپ اپنے اختتامی کلمات میں اس سے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں لیکن میرے خیال کے بالکل برعکس جب آپ نے اختتامی کلمات ارشاد فرمائے تو ان اختتامی کلمات کے اختتام پر آپ نے فرمایا: ''عزیزو! حضرت پیر صاحب نے ذکرِ جہر سے متعلق ارشاد فرمایا ہے میں تو صرف یہ عرض کروں گا کہ ذکرِ جہر اور خفی کی بحث میں مت پڑو یہ مادہ پرستی کا پُر آشوب دور ہے ذکر ضرور کیا کرو، خواہ جہر ہو یا خفی۔

مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب ماڈل ٹاؤن ہمک اسلام آباد کے ساتھ ملحق گاؤں آڑہ برجی میں قیام پذیر تھے۔ آپ کی روحانی نسبت تو حضرت صاحبؒ سے تھی لیکن اس کے ساتھ حضرت بابو جی صاحبؒ سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ گولڑہ شریف سے بھی انتہائی مخلصانہ اور مودبانہ تعلق تھا۔ حضرت بابو جی صاحبؒ آپ پر غیر معمولی شفقت فرماتے تھے۔ ان کی شادی کے موقع پر ہر دو حضرات کو تشریف لانا تھا۔ اس دن حضرت صاحبؒ یہ سوچ کر متفکر تھے کہ بابو جی صاحبؒ کا تو معمول ہے کہ وہ اپنی ہر مجلس میں قوالی کا اہتمام کرتے ہیں چنانچہ آج کی مجلس میں اگر قوالی کا اہتمام کیا گیا اور میں اٹھتا ہوں تو یہ سوءِ ادب ہوگا اور اگر شریک رہتا ہوں تو مسلکِ مجددیہ کے خلاف ہوگا لیکن کچھ دیر بعد آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر آج مجلس قوالی منعقد ہوئی تو میں ادباً بیٹھا رہوں گا۔ جب آپ آڑہ برجی پہنچے اور حضرت بابو جی صاحبؒ بھی تشریف لے آئے اور ہر دو حضرات کی ملاقات ہوئی تو مجلس میں حضرت بابو جی صاحبؒ نے پہل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا صاحبزادہ صاحب آپ کو معلوم ہے قوالی میرا معمول ہے لیکن آج جب مجھے معلوم ہوا کہ آپ بھی تشریف لا رہے ہیں تو میں قوال ساتھ نہیں لایا۔ یہ ہے باہمی احترام، محبت اور باہم دگر قدر و منزلت کا وہ معیار جو اب مفقود نظر آتا ہے۔

سادات کا احترام

آپ نسبِ رسول ﷺ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ آپ کے ساتھ سفر کرنے والوں سے یہ روایت میں نے سنی کہ اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ یہ بستی سادات کی ہے تو گھوڑے سے اتر جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بزرگ سیّد جو فرائض و واجبات کا کوئی خاص اہتمام نہیں کرتے تھے اور شکار وغیرہ کا شوق رکھتے تھے بگھار شریف سے گزر رہے تھے۔ آپؒ سے ملنے کے لیے تشریف لے آئے۔ اس وقت آپ کے پاس دیگر مہمانوں کے ساتھ کھوٹہ کے مشہور عالمِ دین مولانا حافظ محمد احسن صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے سیّد صاحب کا انتہائی احترام کیا اور جب رخصت ہونے لگے تو بہت اہتمام کے ساتھ رخصت کیا۔ مولانا حافظ محمد احسن صاحب نے ان کے جانے کے بعد عرض کی حضرت یہ شاہ صاحب تو شریعت کے بالکل پابند نہیں لہو و لعب میں وقت گذارتے ہیں۔ آپ نے ان کا اس قدر احترام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مولانا قرآن کس لیے نازل ہوا؟ یقیناً پڑھنے کے لیے اور پھر عمل کے لیے لیکن اگر قرآن کے اوراق پھٹ جائیں پڑھا بھی نہ جا سکے اور جب پڑھا ہی نہ جائے گا تو عمل کیسے ممکن ہوگا؟ ایسی حالت میں قرآن کے ان اوراق کے ساتھ آپ کیا سلوک روا رکھتے ہیں؟ ان کو پھینک دیتے ہیں یا عزت و احترام کے ساتھ کسی بلند مقام پر رکھ دیتے ہیں۔ ایک کٹا ہوا پرزہ بھی مل جائے تو مومن اسے آنکھوں سے لگا لیتا ہے۔ مولانا یہی حال نسبی نسبت رسول ﷺ کا ہے۔ اگر حضورؐ سے نسبت رکھنے والا آپ کا کامل متبع ہو تو محبت بھی کرو، احترام بھی کرو، ادب بھی بجا لاؤ اور اس کے نقشِ قدم پر بھی چلو۔ اور اگر وہ بوجوہ عمل میں کوتاہی کا مرتکب ہے تو اس کا اتباع تو نہ کرو لیکن احترام ضرور کرو۔

انگریزی تہذیب سے نفرت

برصغیر پر انگریزوں کے طویل دورِ حکمرانی اور مسلمانوں کے عہدِ غلامی کے سبب علماء اور مشائخ کی ایک غالب اکثریت ان سے سخت نفرت کرتی تھی۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ وہ اپنی تہذیبی چکا چوند سے مسلمانوں کی تہذیبی اور مذہبی اقدار کو ملیامیٹ کر دیں۔ اس میں نام نہاد، وقتی مصلحتوں کا شکار اور مغربی تہذیب سے مغلوب مسلمانوں کا طبقہ بھی شامل تھا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ مسلمان علماء اور مشائخ نے فقر و فاقہ اور انگریز کے وفاداروں کے طعن و تشنیع برداشت کیے، حقارت بھری نظروں کا مقابلہ کیا لیکن اقدارِ اسلامیہ اور اپنی تہذیبی روایات کی پاسداری میں ذرہ برابر غفلت نہیں کی۔ ان کا یہی متشددانہ رویہ تھا جس نے مغربی تہذیب کی طوفانی موجوں کے آگے بند باندھ دیا۔ حضرت صاحبؒ اسی روش پر کاربند تھے۔ انگریزی طرز کے بال ہوں یا لباس حتیٰ کہ انگریزی زبان سے بھی سخت نفرت تھی۔ راقم الحروف نے خود دیکھا کہ اگر کوئی شخص آپ کے سامنے ننگے سر آ گیا تو آپ نے سخت سرزنش کی، اسی طرح اگر کوئی انگریزی لباس میں ملبوس ملے تو اس سے بھی آپ کی طبیعت سخت بوجھل ہو جاتی تھی۔

سگریٹ نوشی اور حقے سے نفرت

سگریٹ اور حقہ وغیرہ سے سخت نفرت تھی، گوارا ہی نہیں فرماتے تھے کہ ان کے سامنے کوئی سگریٹ نوشی کرے۔ میں نے اپنے گاؤں میں دیکھا کہ جس گھر کبھی کسی مریض کی عیادت یا وفات پر تعزیت کے لیے تشریف لے جاتے تو اگر اس گھر میں کوئی حقہ وغیرہ ہوتا تو اہلِ خانہ اسے چھپا دیتے۔ آپ کے بعض قریبی رشتہ دار جو عمر میں آپ سے بڑے بھی تھے اور سگریٹ وغیرہ پیتے تھے وہ بھی آپ کو پتہ تک نہیں چلنے دیتے تھے کہ یہ سگریٹ نوش ہے۔ راقم الحروف

سے خود ارشاد فرمایا بعض لوگ آتے ہیں جو سگریٹ کے عادی ہوتے ہیں مل کے چلے جاتے ہیں اور کئی روز تک ہاتھوں سے سگریٹ کی بدبُو نہیں جاتی۔

ہندووانہ رسوم و رواج سے نفرت

ہمارے علاقے میں تقسیم سے پہلے ہندو اور سکھ کثرت کے ساتھ آباد تھے اور یہ متمول لوگ تھے کاروبار پر قابض تھے اس لیے ہمارے لوگوں کے رسم و رواج پر ان کی تہذیب کا خاصا غلبہ تھا۔ خاص طور پر شادی بیاہ کے موقع پر تو ہندووانہ تہذیب پوری طرح غالب آ جاتی تھی۔ آپ نے جہاں تک آپ کا حلقہ احباب تھا انہیں سختی سے پابند کیا کہ وہ ان مواقع پر ہندووانہ رسوم و رواج سے مجتنب رہیں۔ اس کے اثرات آج تک باقی ہیں کہ جہاں بھی آپ سے روحانی تعلق رکھنے والے موجود ہیں ان کی تمام تقاریب ان رسوم سے پاک ہوتی ہیں۔

رفاہِ عامہ کے کاموں میں دلچسپی

حضرت شیخ سعدیؒ نے بجا ارشاد فرمایا:

ع طریقت بجز خدمت خلق نیست — زتسبیح و سجادہ دلق نیست

حضرت صاحبؒ خدمتِ خلق کو ہمیشہ اپنا نصب العین قرار دیتے تھے۔ اپنے گاؤں میں ہر ضرورت کی چیز مہیا کرنے کے لیے اپنے تمام تر تعلقات اور وسائل کو بروئے کار لاتے تھے۔ ہمارے گاؤں میں مڈل اسکول، ڈاک خانہ، بجلی، ٹیلی فون، یہ تمام سہولتیں آپ ہی کی کوششوں سے مہیا ہوئیں۔ ایک وقت تھا کہ ہمارے گاؤں کے لوگ بیمار کو چارپائی پر اٹھا کر ایک لمبی مسافت طے کرنے کے بعد کہوٹہ پہنچاتے تھے۔ آپ کو اس کا شدت کے ساتھ احساس تھا۔ آپ نے اپنے متعلقین کے ذریعے ایک کچی سڑک کے لیے حکومت سے رقم منظور کروائی لیکن یہ سڑک بنانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگیا۔ دیہاتی اپنی زمین کا ایک انچ بھی دینے کو تیار نہ تھے۔ مختلف

CamScanner

اطراف سے کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہ ہوئی بالآخر مٹور سے بگھار شریف تک سڑک کے کام کا آغاز ہوا۔ مزدور کھدائی کا کام کرتے تھے اور آپ ہر روز گھوڑے پر سوار ہوکر کام والی جگہ پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ لنگر سے مزدوروں کے لیے کھانا جاتا تو وہیں بیٹھ کر تناول فرما لیتے، وہیں اذان ہوتی اور وہیں باجماعت نماز کا اہتمام ہوتا، سڑک کے آخری مرحلے پر بلڈوزر منگوایا گیا۔ ایک روز راقم الحروف نے خود دیکھا کہ آپ بلڈوزر کے ڈرائیور کے ساتھ سیٹ پر بیٹھے چھتری لگائے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس لیے کہ جب بھی آپ وہاں سے آگے پیچھے ہوتے کوئی نہ کوئی تنازعہ کھڑا ہو جاتا اور سڑک کا کام رک جاتا۔ یوں شبانہ روز کوشش اور محنت سے سڑک کا کام تکمیل کو پہنچا۔ اس کے بعد پھر آپ نے اس کو پختہ کروانے کے لیے تگ و دو شروع کی۔ جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم کے دورِ حکومت میں جب راجہ محمد ظفر الحق صاحب کابینہ میں شامل تھے بگھار شریف کی سڑک کو پختہ کرنے کے لیے رقم مختص کی گئی۔ کام کا آغاز ہوا تو پھر مشکلات نے گھیرا تنگ کر دیا۔ تفصیلات بیان کرنا مناسب نہیں لیکن میں نے اس مرحلے پر آپ کو پریشان بھی دیکھا اور عزم و ہمت کا پیکر بھی۔ بہرکیف آپ کی آرزوئیں اور تمنائیں پوری ہوئیں، اللہ رب العزت نے آپ کی کوششوں اور دعاؤں کو قبولیت سے سرفراز فرمایا اور یہ پسماندہ گاؤں پختہ سڑک کے ذریعے قریبی شہر سے منسلک ہوگیا۔ بعدازاں جب دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کا سلسلہ شروع ہوا تو آپ بڑے افسوس کے ساتھ فرمایا کرتے تھے کہ سب دیہاتوں میں بجلی آگئی ہے اور میرا گاؤں ابھی تک محروم ہے۔ حسنِ اتفاق کہ میاں محمد نواز شریف کی کابینہ میں راجہ ظفر الحق صاحب پھر شامل ہوگئے اور بگھار شریف کے لیے بجلی بھی منظور ہوگئی۔ بجلی مہیا ہونے کے بعد ایک روز راقم الحروف سے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے کتب خانے کے صحن میں رات کو کھڑا ہوتا ہوں اور بگھار شریف کی آبادی میں روشنیاں جگمگ کرتی دیکھتا ہوں تو دل سے اپنے عزیز راجہ ظفر الحق صاحب کو دعائیں دیتا ہوں۔ غالباً

۱۹۶۰ء کی دہائی میں بگھار شریف میں ڈاک خانہ منظور ہوا تو دیہاتی لوگ وہاں سے لفافے بھی نہیں خریدتے تھے اور خط بھی کھوٹہ جا کر پوسٹ کرتے تھے کہ اس طرح خطوط جلدی پہنچ جائیں گے۔ آپ بلاضرورت بھی یہاں سے لفافے خریدتے۔ کچھ اعزا میں تقسیم فرما دیتے اور احباب کو تلقین کرتے کہ وہ یہیں سے خطوط روانہ کریں تاکہ پوسٹ آفس مستقل ہو جائے۔

☆☆☆☆☆

ایامِ علالت

آپ اپنی زندگی میں مختلف بیماریوں کا شکار رہے لیکن ہمیشہ یہی ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ علیٰ کل حال۔ اکثر فرماتے تھے کہ بیماری بھی رحمت ہے اور صحت بھی رحمت ہے لیکن ہم عاجز بندے ہیں بیماری کی رحمت کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لیے بارگاہ رب العزت میں التجا کرتے ہیں کہ مولا پاک بیماری کی رحمت کو صحت کی رحمت سے بدل دے۔ جب آپ عارضۂ قلب میں مبتلا ہوئے تو پھر روز بروز نقاہت کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مگر معمولات میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ البتہ مسجد سے گھر آنے کا سلسلہ متاثر ہوا اور بالآخر آپ مستقل طور پر مسجد کے ساتھ ملحق اپنے حجرے میں قیام پذیر ہوگئے۔ عارضۂ قلب کے سلسلہ میں ہارٹ انٹرنیشنل میں زیرِ علاج رہے اور اس دوران امراضِ قلب کے معروف معالج ڈاکٹر جنرل ذوالفقار علی خان سے خصوصی تعلق پیدا ہوگیا۔ جس کا اظہار آپ کے چہلم کے موقع پر ڈاکٹر صاحب نے ان الفاظ میں اظہار کیا: ''درحقیقت حضرت صاحب میرے پاس علاج کرانے نہیں میرا علاج کرنے آئے تھے، حضرت صاحب کے علاج کے دوران مجھ پر منکشف ہوا کہ قلب بھی کوئی چیز ہوتی ہے''۔ انہی دنوں میری اہلیہ بھی عارضۂ قلب میں مبتلا ہوگئی اور ڈاکٹروں نے بائی پاس تجویز کیا۔ یہ

جان کر آپ بہت پریشان ہوگئے اس پریشانی کا اندازہ ان کے بگھار شریف میں جمعہ کے موقع پر خطبے کے دوران ہوا۔ آپ نے سامعین سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: میں ہمیشہ آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کی خیریت کے لیے دعائیں مانگتا رہا ہوں آج میں آپ سب سے درخواست کرتا ہوں کہ میری بیٹی کے لیے دعا کرو اللہ رب العزت اسے شفا بخشے۔ یہ جملے اس قدر رقت آمیز لہجے میں کہے کہ ہر سننے والے کی آنکھ اشک بار ہوگئی، یہی وہ موقع تھا کہ خطبہ مسنونہ کے وقت آپ منبر پر کھڑے نہیں ہوسکے اور نیچے اتر کر منبر کا سہارا لے کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ میری اہلیہ کا جس دن بائی پاس ہوا وہ روز آپ کے لیے انتہائی تکلیف دہ تھا۔ آپ پنڈی والے گھر میں قیام فرما تھے بار بار ہسپتال تشریف لے آتے ہم پھر درخواست کر کے واپس پہنچاتے اور آرام کے لیے عرض کرتے۔ ابھی ہم ہسپتال پہنچ کر تھوڑی دیر ہی گذارتے کہ آپ پھر تشریف لے آتے۔ اپریشن کی کامیابی پر بہت شاداں تھے دوسرے روز بگھار شریف تشریف لے گئے چند روز بعد جب تشریف لائے تو میری اہلیہ کے پاس ہی زیادہ وقت گذارا۔ رات گئے اپنے کمرے میں تشریف لائے ہم نے آپ کی اقتداء میں عشاء کی نماز ادا کی۔ اسی دوران آپ کے ایک ہم سبق اور رفیقِ خاص مولانا محمد دین جن کا دربار شریف سے گہرا تعلق تھا کے صاحبزادہ مولانا عبدالغفور فاروقی صاحب تشریف لے آئے، ان سے سیف الملوک سننے کی فرمائش کی، مولانا نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ میاں صاحبؒ کا عارفانہ کلام سنایا اور آپ محظوظ ہوتے رہے۔ صبح ارشاد فرمایا میں بیٹی کے کمرے میں ہی ناشتہ کروں گا جب وہاں تشریف لائے تو میری اہلیہ کی ہمشیرہ محترمہ بیگم سردار مبارز خان مرحوم کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا رات میں زبان کے نیچے رکھنے والی گولیاں (انجیسڈ) یہیں بھول گیا آواز نہیں دی کہ سب کی نیند میں خلل پڑے گا اور رات کو بہت تکلیف رہی۔ محترمہ بہن نے

فوراً گولی پیش کی تو آپ نے ان کا نام لے کر ارشاد فرمایا دیکھو بیماری کا علاج ہے ابھی میں نے یہ گولی رکھی ہے تو آرام مل گیا ہے لیکن موت کا کوئی علاج نہیں ہے۔ اسی دوران میں نے عرض کیا کہ حضرتؒ کچھ دوست فون کر کے آپ سے متعلق پوچھ رہے ہیں کہ آپ کہاں تشریف فرما ہوں گے ہم سلسلہ ارادت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جواباً ارشاد فرمایا تم ہی انہیں بیعت کر لو۔ میں نے عرض کیا حضرت آپ کی موجودگی میں میری کیا مجال۔ آپ نے جواباً پھر وہی ارشاد فرمایا تو میں نے عرض کیا کیا آپ بڑے حضرت کی موجودگی میں بیعت فرماتے تھے۔ اس پر آپ مسکرا دیئے اور تھوڑی دیر بعد بگھار شریف کے لیے رخصت ہو گئے۔

وفات حسرت آیات

دوسرے روز ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ (۶/اپریل ۱۹۹۸ء) تقریباً ۹ بجے کے قریب میں اپنے ایک مخلص راجہ قربان خان (ترلائی) کے ساتھ گفتگو کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی ۔فون اٹھایا تو بگھار شریف سے ایک عزیز بول رہے تھے انہوں نے بتایا کہ حضرت صاحبؒ کو شدید تکلیف ہے لیکن وہ پنڈی آنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں اس لیے آپ فوراً بگھار شریف پہنچیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ کیا وہاں کوئی گاڑی موجود ہے انہوں نے بتایا کہ گاڑی ہے میں نے انہیں تلقین کی کہ میں فوراً ہسپتال پہنچتا ہوں اور ڈاکٹر حضرات کو صورتِ حال سے آگاہ کرتا ہوں آپ بہرصورت حضرت صاحب کو پنڈی پہنچائیں اس کے بعد میں نے جنرل ذوالفقار علی خان صاحب سے رابطہ کیا انہیں صورتِ حال سے آگاہ کیا اور خود ہارٹ انٹرنیشنل پہنچ گیا۔ اپنے بڑے بیٹے عمیر ہاشم کو گھر کے دروازے پر کھڑا کیا کہ اگر حضرت یہاں تشریف لائیں تو اندر لے جانے کے بجائے سیدھے ہسپتال پہنچاؤ۔ میں ہسپتال کے باہر اسٹریچر وغیرہ کا بندوبست کر کے کھڑا تھا

نظریں گھڑی پر تھیں کہ ابھی آپ پہنچا ہی چاہتے ہیں کہ عمیر ہاشم وہاں پہنچا اور اس نے بتایا کہ کھوٹہ سے فون آیا ہے کہ جان جی کھوٹہ میں ہیں آپ فوراً کھوٹہ پہنچ جائیں۔ مجھے کچھ اندازہ تو ہوگیا لیکن شاید کا سہارا --------- میں اور راجہ قربان کھوٹہ پہنچے تو وہاں دوستوں نے اشک بار آنکھوں کے ساتھ اطلاع دی کہ تھوڑی دیر پہلے آپ خالقِ حقیقی سے جا ملے اور یہاں سے ایمبولینس پر واپس بگھار شریف لے جائے گئے۔ بگھار شریف پہنچنے پر معلوم ہوا کہ صبح کی نماز آپ نے اپنے حجرے میں جماعت کے ساتھ ادا کی، اپنے ایک خادم صوفی ندیم کو کسی کام کی غرض سے پنڈی روانہ کیا اور خود اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہوگئے۔ صبح تازہ وضو کیا کچھ مہمان بھی پہنچ گئے لیکن آپ پر تکلیف کا آغاز ہوگیا۔ آپ چارپائی پر بیٹھے تھے اور بلند آواز سے اسمِ ذات اللہ فرما رہے تھے۔ اس قدر بلند آواز سے کہ باہر سے گزرنے والوں نے یہ جانا کہ شاید کوئی بیمار حضرت کی خدمت میں آیا ہوا ہے۔ تھوڑی دیر بعد یہ خبر گاؤں میں پھیل گئی کہ حضرت کو تکلیف ہے اور یہ ذکرِ جہر آپ خود فرما رہے ہیں۔ گاؤں کے مرد و زن مسجد میں اکٹھے ہوگئے آپ اسی طرح چارپائی پر آلتی مارے اپنے خالق و مالک کی یاد میں محو تھے۔ آپ کی آرام گاہ اور ساتھ کتب خانہ کھچا کھچ بھرے تھے ایک دو عزیزوں نے چارپائی پر بیٹھ کر آپ کو سہارا دیا ہوا تھا کہ آپ نے سر اٹھایا اور فرمایا کہ سب لوگ باواز بلند درود شریف پڑھو۔ سب نے درود شریف پڑھنا شروع کیا تو آپ نے خود بھی الصلاۃ و والسلام علیک یا رسول اللہ بلند آواز سے پکارا اور ساتھ ہی انتہائی تیزی کے ساتھ اپنے پاؤں فرش پر اتارے اور دونوں بازو پھیلا کر کھڑے ہوگئے اور فرمایا ''میں صدقے یا رسول اللہ''۔ یہ فرمانے کے بعد چارپائی پر خاموشی سے تشریف فرما ہوگئے۔ اسی اثناء میں احباب نے آپ کو کرسی پر بٹھا کر گاڑی تک پہنچایا اور پچھلی نشست پر آپ بیٹھ گئے لیکن کیفیت

CamScanner

وہی مراقبے والی تھی۔ ہاتھ بندھے تھے سر جھکا تھا۔ بگھار شریف کے رہنے والے میرے عزیز دونوں کا نام رب نواز ہے اور ایک تیسرے عزیز اورنگ زیب آپ کے ساتھ تھے یہ آپ کو لے کر کہوٹہ تک پہنچے وہاں راستے میں ہی ڈاکٹر حلیم صاحب نظر آگئے تو ان عزیزوں نے مناسب سمجھا کہ انہیں دکھا لینا چاہیے شاید کوئی فوری طبی امداد ملنے سے طبیعت مزید سنبھل جائے لیکن جب ڈاکٹر صاحب نے معائینہ کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے اندازے کے مطابق پندرہ بیس منٹ پہلے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے مل چکے ہیں۔ لیکن کیفیت یہ تھی کہ آپ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے عزیزوں کو خبر تک نہ ہونے پائی کہ آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میرے پھوپھی زاد بھائی ظفر محمود جن کی رہائش گاہ کہوٹہ میں ہے ان کے گھر آپ کو پہنچایا گیا ڈاکٹر صاحب نے آخری کوشش کی مگر ---- ایمبولینس کا بندوبست کر کے آپ کو بگھار شریف روانہ کر دیا گیا۔

نمازِ جنازہ

۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ (بمطابق ۷/اپریل ۱۹۹۸ء) آپ کا انتقال ہوا شام تک متوسلین اور اعزہ و احباب بگھار شریف پہنچنا شروع ہوگئے۔ طے پایا کہ ۱۰ ذی الحج ۴ بجے نمازِ جنازہ ادا کی جائے گی۔ چونکہ عید کا روز تھا، یہ امر پیشِ نظر تھا کہ لوگ نمازِ عید سے فراغت کے بعد جنازے میں شرکت کر سکیں۔ صبح سے ہی دور دراز سے احباب پہنچنا شروع ہوگئے عید کے سبب پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑا لیکن اہلِ محبت بیس بیس، تیس تیس میل کا فاصلہ پا پیادہ طے کرنے کے بعد جنازے میں شریک ہوئے۔ تقریباً ساڑھے چار بجے راقم الحروف کو اپنے والد گرامی علیہ رحمہ کی نمازِ جنازہ کی امامت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ اپنی وصیت کے مطابق اپنے والد گرامی حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ کے پہلو میں (خانقاہ بگھار شریف کے احاطے میں) مدفون ہیں۔

☆☆☆☆☆

CamScanner

برادران و خواہران
(حضرت مولانا محمد یعقوبؒ)

CamScanner

برادران و خواہران

آپ تین بھائی سب سے بڑے مولانا محمد صادقؒ (متوفی ۲۰ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۹۱ء) ان سے چھوٹے مولانا حافظ محمد حبیب اللہ (متوفی ۲۳ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ بمطابق ۷ فروری ۱۹۸۳ء) اور سب سے چھوٹے آپ (مولانا محمد یعقوبؒ) اور تین آپ کی ہمشیرگان تھیں۔ دو جنت بی بی اور عارفہ بی بی اپنے والدؒ کی حیات میں ہی دارِ فانی سے رخصت ہوگئیں۔ تیسری بہن غلام فاطمہ تھیں جن کا عقد آپ کے خالہ زاد بھائی قاضی محمد عارف صاحب سے ہوا۔ مجھے اپنی ان پھوپھی صاحبہ کے زیرِ سایہ رہنے کا ایک لمبی مدت تک شرف حاصل رہا۔ عابدہ، زاہدہ انتہائی دانش مند اور اپنے چھوٹے بھائی (راقم الحروف کے والد گرامیؒ) سے ٹوٹ کر محبت کرنے والی تھیں۔ ہمارے بڑے تایا مولانا محمد صادقؒ کہوٹہ کے قریب موضع لونہ میں آباد تھے اور ان سے چھوٹے تایا حضرت مولانا حافظ حبیب اللہؒ اور والد گرامیؒ کی ساری زندگی اکٹھی گذری۔ حضرت حافظ حبیب اللہؒ سائیں صاحبؒ کے نام سے معروف تھے۔ آپ ولایت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ تقویٰ و طہارت کا شاہکار تھے۔ سادہ سی طبیعت مگر کسی بڑے سے بڑے آدمی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ شب و روز قرآن کی تلاوت آپ کا معمول تھا۔ کاشتکاری خود کرتے تھے، ہمارے گاؤں سے جو دور زمینیں تھیں وہاں تک روز آنا جانا اور دن بھر کاشتکاری کرنا اور کیفیت یہ کہ ان کے اپنے بقول وہ تقریباً ہر روز ایک ختمِ قرآن کر لیا کرتے تھے۔ بگھار شریف کی مسجد میں کم و بیش پچاس سال تراویح میں قرآنِ پاک سنانے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ کے تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دو تو اوائل عمر ہی میں اس دنیا سے رخصت ہوگئے اور تیسرے بیٹے جناب صاحبزادہ محمد یونس (متوفی ۵ نومبر ۱۹۷۸ء) راقم الحروف کے

بہنوئی بھی تھے۔ آپ سعودی ائرلائین میں ملازم تھے اور جدہ میں قیام پذیر تھے۔ کوئی تیس سال کی عمر کو پہنچے ہوں گے اور شادی کو بمشکل سوا سال گزرا ہوگا کہ جدہ میں ہی ایک سڑک کے حادثے کا شکار ہوئے اور داعئ اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ان کی جواں مرگ پر اعزا و اقارب کے ساتھ ساتھ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ ان کی محبت، خلوص اور للّٰہیت نے ہر تعلق رکھنے والے کو ان کا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس جواں سالہ موت پر اکثر لوگ ضبط نہ کر سکے اور آہ و بکاء کا ایک ہنگامہ برپا تھا لیکن اس کیفیت میں بھی اگر کوئی شخص الرضا بالقضاء کی تصویر تھا تو وہ اکلوتے بیٹے کے والد حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ ؒ تھے، لوگ ان کو دیکھ کر اپنے آپ پر ضبط نہیں کر پا رہے تھے کہ بڑھاپے کا یہ عالم اور اکلوتا بیٹا بھی داغِ مفارقت دے گیا لیکن یہ اللہ کے بندے انتہائی خاموش سر کو جھکائے تشریف فرما تھے اور مجھے وہ منظر تو کبھی نہیں بھولتا جب یونس صاحب ؒ کو قبر میں اتارا جانے لگا تو والدِ گرامی نے فرمایا کہ حضرت سائیں صاحب ؒ کو بلاؤ۔ لوگوں نے دائیں بائیں دیکھا آپ موجود نہیں تھے تلاش کیا گیا تو مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے قرآن پاک سامنے رکھے تلاوت فرما رہے تھے۔ عرض کیا گیا حضرت تشریف لائیں جواباً ارشاد فرمایا مولوی صاحب ہیں اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد یعقوب ؒ کو پیار بھرے لہجے میں مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے۔ عرض کیا کہ جی ہاں موجود ہیں، فرمایا ٹھیک ہے دفن کر دو۔

اپنی بیماری کے آخری دنوں میں زیادہ وقت راقم الحروف کے پاس راولپنڈی میں گزارا۔ سخت تکلیف تھی لیکن رات بھر صبح کی نماز کی فکر لاحق رہتی ہر دس پندرہ منٹ بعد ارشاد فرماتے ساجد صبح کی نماز کا وقت ہوگیا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ میں بروقت آپ کو عرض کر دوں گا آپ اطمینان سے آرام فرمائیں لیکن پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی۔ آخری روز بگھار شریف میں والدِ گرامی

کے کمرے میں آرام فرما تھے رات کو مجھے بتایا گیا کہ آپ کو تکلیف ہے میں حاضرِ خدمت ہوا تو مجھے فرمایا مجھے دم کرو آپ کے اس ارشاد پر میں شرمندہ ہو رہا تھا کہ میں آپ کو کیسے دم کروں، میری کیا حیثیت لیکن پھر بااصرار ارشاد پر میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا۔ علی الصبح آپ نے بیٹھ کر نمازِ فجر ادا کی اور میں آپ کی خواہش پر ڈاکٹر کو لینے کھوٹہ چلا گیا۔ میرے جانے کے بعد حضرت صاحب" کے متعلق حکم دیا کہ اُن کو بلایا جائے وہ تشریف لے آئے، ان سے مصافحہ فرمایا اور سر پیچھے سرہانے پر رکھ کر تین مرتبہ باواز بلند الحمدللہ ارشاد فرمایا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

☆☆☆☆☆

اولاد

آپ کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ سب سے بڑا بیٹا راقم الحروف ساجد الرحمٰن ہے، مجھ سے چھوٹی حفصہ ہیں اور سب سے چھوٹا فارض الرحمٰن ہے۔

☆☆☆☆☆

اجازت نامہ

اپنے وصال سے کم و بیش چار سال پہلے آپ نے راقم الحروف کے لیے اجازت نامہ تحریر فرمایا، جس کا عکس نذرِ قارئین کیا جا رہا ہے۔

☆☆☆☆☆

اجازت نامہ

الحمد للّٰہِ ربِّ العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین و علیٰ آلہٖ واصحابہ رضی اللہ عنھم۔

مجھے اپنے سیّدی مرشدی یکتائے زماں والد گرامی حضرت مولانا عبدالرحمٰن رحمہ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ مجددیہ بگھار شریف (جنہیں خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف سے اجازت حاصل تھی) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت حاصل ہوئی۔

میں اسلاف کے طریقے کے مطابق اپنے بیٹے ساجد الرحمٰن کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں اجازت دیتا ہوں اور اس تحریر کے ذریعہ یہ اطلاع کرتا ہوں کہ وہ میرا جانشین ہوگا اور میں اسے دینی و دنیوی امور تفویض کرتا ہوں اور اللہ رب العزت کی رحمت سے قوی امید ہے کہ وہ اسے سلسلہ عالیہ اور مشائخ کبار کے طریقے پر قائم رکھے گا۔ اللہ جل شانہٗ حامی و ناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

واُفوّضُ امری الی اللہ اِنّ اللّٰہ بصیرٌ بالعباد

محمد یعقوب عفی اللہ عنہ
سجادہ نشین خانقاہ بگھار شریف

اجازت نامہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین

مجھے اپنے سلسلہ مرشدی یگانۂ زماں والد بزرگوار حضرت مولانا محمد عبد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہ مجددیہ بگھار شریف (جنہیں حضرت خواجہ محمد [illegible] سراج الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ موسیٰ زئی شریف سے اجازت حاصل تھی) سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت تامہ ملی تھی۔ میں اسلاف کے طریقے کے مطابق اپنے بیٹے ساجد الرحمٰن کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت دے رہا ہوں اور اس تحریر کے ذریعہ سے اعلان کر رہا ہوں کہ وہ میرا جانشین ہوگا اور میں اسے دینی و دنیاوی امور تفویض کر رہا ہوں اور اللہ رب العزت کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ اسے سلسلہ عالیہ اور مشائخ کبار کے طریقے پر قائم رکھے گا اور اللہ جل شانہ اس کا حامی و ناصر رہے۔ آمین ثم آمین

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد

محمد یعقوب عفی عنہ

سجادہ نشین خانقاہ بگھار شریف

ملفوظات

ملفوظات(۱)

طلب مطلوب ہے نہ کہ وصول، طلب اختیاری ہے وصول غیر اختیاری۔ صوفی کا کام طلب تک محدود ہے۔ وصول اس کے اختیار میں نہیں، اس لیے اس پرکوئی مواخذہ بھی نہیں۔ غیر اختیاری پر افسوس باعث اجر ہے لیکن غیر اختیاری کے در پے نہیں ہونا چاہیے۔ اختیاری کے لیے کمر ہمت باندھنی چاہیے اور کوتاہی کا ارتکاب نہیں کرنا چاہیے۔ '' ایک کامل بزرگ پر القاء ہوا تمہارا نام جہنمیوں کی فہرست پر ہے۔ اس کے باوجود معمولات میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور اوراد و وظائف برابر جاری رہے۔ معتقدین نے کہا کہ حضرت عبادات کا مقصود جنت ہے وہ تو مفقود ہے پھر ان عبادات کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا :

ع زندہ کنی عطائے تو وربکشی فدائے تو

جاں شدہ مبتلائے تو ہرچہ کنی رضائے تو

یہ کہنا تھا تو قبولیت کے دروازے کھل گئے رحمت خداوندی جوش میں آتی ہے اور آپ پر القاء ہوتا ہے:

ع قبول از ہنر نیست کہ جز ما پناہ دگر نیست

☆☆☆☆☆

سالک جب پختہ ہو جاتا ہے تو ہر شئے میں تجلی حق مشاہدہ کرتا ہے۔

ع ہر کجا می نگرم روئے ترا می بینم

جب بفضلِ تعالیٰ یہ کیفیت ہو جائے تو اب گویا قوت ملکیہ تیز تر ہوگئی اور قوت بہیمیہ کمزور تر ہوگئی، جب قوت بہیمیہ اتنی ضعیف ہو جائے کہ اپنی بیوی کا

۱۔ منازلِ سلوک کے ضمن میں حضرتؒ نے اپنے نوٹس میں نصائح اور واقعات رقم کیے جن میں سے چند نذر قارئین ہیں۔

حق ادا کرے تو صرف حکمِ رب تعالیٰ کے پیشِ نظر۔ اس مقام پر سالک عورت کو بیعت بھی کر سکتا ہے اور اسے اپنی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت بھی دے سکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔

☆☆☆☆☆

ایک بزرگ حج بیت اللہ سے واپس تشریف لائے ، ایک دوسرے بزرگ سے ملاقات ہوئی تو فرمایا: ''الحمد للہ حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی'' وہ بزرگ جو اس سعادت سے محروم تھے انھوں نے دردبھری سانس لی فرمایا کاش مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہوتی۔ جو حاجی بزرگ تھے انھوں نے فرمایا حضرت ایک سودا کر لیں حج کا ثواب آپ لے لیں اور اس حسرت بھری آہ کا ثواب مجھے دے دیں''۔ عنداللہ اس کا زیادہ اجر ہے۔

کامل مومن کو اللہ کا نور عطا ہوتا ہے اور یہ نور اطاعت میں پوشیدہ ہے۔ معصیت میں تاریکی ، جتنی اطاعت ہوگی نور بڑھتا جائے گا، اطاعت ہی مقصد حیات ہے۔ ''اتقوا فراسته المؤمن فإنّهُ ينظُرُ بنور اللّٰه'' اس پر دال ہے۔ مومنین کے قلوب منور ہوتے ہیں اور پھر ان پر حقائق دنیا منکشف ہو جاتے ہیں۔ بقول حضرت خواجہ عثمان دامانی'': ''اولیاء اللہ ہمہ می دانند۔ ولیکن مامور با اظہار نیستند'' علم کی دو قسمیں ہیں ایک ذاتی اور دوسری عطائی۔ اللہ رب العزت کا علم ذاتی اور لامتناہی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کا علم عطائی اور محدود ہے۔

☆☆☆☆☆

کشف و کرامت ولایت کے لیے شرط نہیں ہے، ولایت کے لیے استقامت مقصود ہے۔

ع ما برائے استقامت آمدیم نے پئے برائے کشف و کرامت آمدیم

اگر کرامت کو فوقیت حاصل ہوتی تو امام عالی مقام حضرت امام حسین

کرامت دکھاتے مگر آپ نے استقامت دکھائی۔ صحابہ نے استقامت دکھائی اور بندگانِ خدا ہر دور میں استقامت علی الشریعہ کے نقوش ثبت کرتے ہیں اور پھر اللہ رب العالمین کے مژدۂ جاں فزا کے مصداق بنتے ہیں۔ "ان الذین قالوا ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکه ان لا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون"

☆☆☆☆☆

یا ایها الذین آمنوا اتقوالله وابتغوا الیه الوسیله. وسیلہ کے معنی پر علماء کے دو طبقے ہیں ایک طبقہ وسیلہ سے مراد عمل صالح لیتی ہے اور دوسری مرشد کامل یعنی عبدِ صالح لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا عبدِ صالح کے بغیر عملِ صالح ممکن ہے؟ اگر عمل محترم ہے تو عمل کرنے والا محترم کیوں نہ ہو۔ عبد صالح کے بغیر عمل صالح ممکن نہیں۔ عمل صالح کے محرک جملہ انبیاء علیہم السلام اور آخر سید الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ پھر صحابہؓ تابعین پھر تبع تابعین پھر صلحائے امت قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور انہی کے نقوش پا کو چوم کر راہ حق کے طالبین منزل مراد سے ہمکنار ہوتے رہیں گے۔

☆☆☆☆☆

ذکر اذکار کے لیے رابطہ شیخ بے حد ضروری ہے۔ رابطہ دشوار ہے رابطہ ہو جائے تو پھر لطائف کا جاری ہونا مشکل نہیں۔ لیکن یاد رہے کہ ذکر بے رابطہ موصل نیست۔ دل کی پاکیزگی ذکر حق پر منحصر ہے۔ ذکرِ خفی ذکر جہر سے ستر درجہ فوق ہے۔ ہر چند کہ ذکر جہر ممنوع نہیں۔ یکسوئی کے لیے ذکر جہر کیا جاتا ہے۔ ذکر خفی کی فضیلت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اور ذکر خفی ہی مجددی حضرات کا معمول ہے۔

☆☆☆☆☆

سیدی مرشدی والد گرامی" سے ایک فہمیدہ شخص نے عرض کی آپ کا جانشین کون ہوگا؟ حضور قبلہ عالم نے فرمایا کہ اس کا تعلق کسب سے ہے نسب سے نہیں۔ اگرچہ موجودہ دور میں کم علمی کے باعث اس کونسبی بنا دیا گیا ہے۔ اور اسی سبب سے خانقاہی نظام تعطل کا شکار ہوگیا ہے۔ خانقاہیں درگاہیں روحانی شفاخانے ہیں جس طرح جسمانی صحت کے لیے جسمانی معالج تلاش کیا جاتا ہے اسی طرح روحانی صحت کے لیے روحانی معالج کی جستجو کی جاتی ہے۔ یہ اولیائے عظام روحانی معالج ہیں اور اس روحانی معالج کے لیے ظاہری و باطنی علوم پر دسترس بے حد ضروری ہے۔ اور بظاہر اس کی علامت بجز اس کے کچھ نہیں کہ اس کی ہر حرکت سنتِ نبوی ؐ کے مطابق ہو۔ ولی کا معیار صرف اور صرف یہی ہے۔

☆☆☆☆☆

راولپنڈی جانا تھا راستے میں کہوٹہ کے قریب ایک مزار ---- کے سامنے سواری کے انتظار میں کھڑے تھے میرے ساتھ میرے نہایت مخلص صالح ساتھی حاجی محمد اقبال صاحب مرحوم و مغفور (اللہ مرحوم کے درجات بلند کرے ساری زندگی ناکارہ کا ساتھ دیا حج بیت اللہ میں بھی رفیق سفر تھے، اخلاق حمیدہ کے مالک، متقی اور راسخ العقیدہ، بے مثال ساتھی) تھے۔ خیال آیا چاشت کا وقت ہے، مسجد میں چاشت پڑھ لیں، ادائیگی نوافل کے بعد مزار پر حاضری دی فاتحہ پڑھی اور تھوڑی دیر کے لیے مراقب ہوگیا۔ غنودگی طاری ہوگئی ایسے محسوس ہوا کہ مزار شریف کے اندر سے مزامیر کی آواز آ رہی ہے۔ فوراً سر کو جھٹکا سر اٹھایا کہ شاید آواز باہر سے آ رہی ہے۔ مگر باہر کوئی آواز نہ تھی پھر مراقب ہوگیا اور تھوڑی دیر بعد پھر وہی کیفیت طاری ہوگئی میں نے سر اٹھایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کہ جو چیز کتاب اللہ اور تعلیمات رسول میں ممنوع ہے اس کے جواز کے لیے کشف وجدانی یا کشف عیانی کی کیا حقیقت ہے ، یہ ایک عدو قدیمی شیطان

لعین کا حملہ ہے چنانچہ میں نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا اور یہ کیفیت وہیں ختم ہوگئی۔ تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو واضح کیا ہے۔ احادیث طیبہ میں مجتنب کے لیے فضیلت اور مرتکب کے لیے اشد وعید آئی ہے۔ بعض سلاسل تصوف میں جو حضرات اس کے قائل ہیں انہوں نے بھی سخت ترین شرائط عائد کی ہیں۔ سامع مستمع آلہ سماع مسموع۔ سنانے والا صالح بالغ سننے والے کا مقام فنا فی اللہ حتیٰ کہ ایسی استغراقی کیفیت ہو کہ اگر اس کے جسم کا کوئی عضو الگ ہو جائے تو اسے محسوس بھی نہ ہو۔ صوفیائے کاملین کی یہ کیفیت صرف تلاوت قرآن پاک سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک کامل کا واقعہ ہے ان کو جذام کا مرض تھا معتقدین مخلصین نے عرض کیا حضور اس ٹانگ کو کاٹ دیا جائے تو بہتر ہوگا۔ ورنہ یہ بڑھ جائے گی۔ آپ نے فرمایا کسی چیز کا اثر مرتب نہیں ہوتا مگر باذن تعالیٰ یہاں تک کہ مرض بڑھ گیا رکوع و سجود میں دقت پیدا ہوگئی۔ تو آپ نے فرمایا اب چونکہ عبادت میں دشواری ہو رہی ہے۔ اس لیے کسی جراح وغیرہ کو بلوا کر اسے کٹوا دیا جائے۔ جراح آیا ٹانگ کاٹنے کی تیاری کی جانے لگی۔ بیہوش کرنے کے لیے دوا کے استعمال کا وقت آیا تو آپ نے فرمایا کسی دوا کی ضرورت نہیں قاری قرآن کو بلاؤ اور اسے کہو کہ تلاوت کرے جب وہ تلاوت شروع کرے تو تم اپنا کام شروع کر دینا۔ ایسا ہی ہوا قاری کو بلایا گیا تلاوت کلام پاک کا آغاز ہوا تو تھوڑی ہی دیر میں آپ پر استغراق طاری ہوگیا۔ جب طبیب اپنے کام سے فارغ ہوا ٹانگ کٹ گئی قاری کی تلاوت بند ہوگئی تو آپ نے آنکھ کھولی اور پوچھا کیا ٹانگ کاٹ چکے ہو۔ اس کو کہتے ہیں فنا فی اللہ۔

☆☆☆☆☆

ذکر یوں کیا جائے کہ ذاکر کو معلوم ہو یا مذکور کو۔ مزہ تو یہ ہے کہ

زبان بند ہو اور ذکر پھر بھی جاری ہو۔ لکھتے ہیں: ''فقیر موسیٰ زئی شریف کا سفر بذریعہ ریل کر رہا تھا سامنے نشست پر ایک شخص بیٹھا ہوا تھا جس نے انگریزی لباس پہنا ہوا تھا بظاہر دین سے دور نظر آتا تھا میرے دل میں خیال گذرا کہ یہ تو انگریزی بود و باش کا مالک ہے سفر کیسے گذرے گا، نماز کا وقت ہوا اس نے اپنا کوٹ پتلون اُتارا دوسرے کپڑے پہنے، اور نماز ادا کی۔ میں نے سوچا کتنا اچھا نمازی مسلمان ہے اور میں اس کے بارے میں کیا گمان کر رہا تھا۔ میں بھی نماز سے فارغ ہوا تو دیکھا کہ وہ مراقبے میں مصروف ہے۔ میں بھی مراقب ہوگیا۔ جب میں نے اس کے لطائف پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے تین لطائف۔ لطیفہ قلب، روح اور سر جاری ہیں۔ اس وقت میں نے دل میں کہا

ع　　از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش

ایں چنیں زیبا روش کم مے بود اندر جہاں'

دل سے خدا کے آشنا اور باہر بیگانگی کی کیفیت۔ ایسے لوگ دنیا میں بہت کم ہیں۔

☆☆☆☆☆

تین طرح کی مخلوق ہے: ایک امراء، دوم علماء سوم فقراء۔ جب امراء بگڑ جاتے ہیں تو رعیت کی معاشی اور کسبی حالت بگڑ جاتی ہے۔ جب علماء بگڑ جاتے ہیں تو بندگی اور شریعت کے دستور بگڑ جاتے ہیں اور فقراء بگڑ جاتے ہیں تو لوگوں کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔ امراء کے بگاڑ کا سبب ظلم ہے۔ علماء کے بگاڑ کا سبب طمع ہے۔ اور فقراء کی خرابی کا باعث ریا۔

☆☆☆☆☆

ایک سیّد لال شاہ صاحب نامی مری میں قیام فرما تھے، مجذوب تھے۔ پہاڑ کے ایک ساتھی دربار شریف کے مخلصین میں سے تھے۔ کسی مقدمے میں

پھنس گئے۔ میرے پاس آئے کہنے لگے اگر اجازت ہو تو حضرت لال شاہ صاحب کے پاس حاضری دوں۔ واپس آئے تخلیے میں مجھ سے کہنے لگے لال شاہ صاحب کے پاس گیا تھا عجیب صورت دیکھنے میں آئی کھانے پینے کی اشیاء کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ چیزیں گل سڑ رہی ہیں نہ خود کھاتے ہیں نہ کسی کو دیتے ہیں۔ میں نے انہیں روکا کہ غیبت نہیں کرنی چاہیے۔ کسی دن پھر وہاں پہنچ گئے اور واپس آ کر مجھے سنایا کہ میں تو جونہی وہاں پہنچا انہوں نے مجھے اپنے پاس بلایا ڈنڈے مار مار کے میرا ستیاناس کر دیا اور کہنے لگے میں نے تمہیں آدمی بھیجا تھا کہ یہاں آؤ، خود آتے ہو اور پھر جا کر میرے بارے میں بیان کرتے ہو کہ چیزیں رکھی ہوئی ہیں نہ کھاتا ہے نہ دیتا ہے آج تمہارا بندوبست کرتا ہوں۔

☆☆☆☆☆

ایک بزرگ کا واقعہ ہے معمولات ذکر اذکار کی سختی سے پابندی کرتے تھے۔ شیطانِ لعین نے آپ پر حملہ کیا اور اس خیالِ فاسد میں مبتلا کر دیا کہ اتنے عرصے سے ذکر کر رہے ہو کیا فائدہ ہوا۔ اس خیال نے اتنا زور پکڑا معمولات ترک کر دیئے ذکر اذکار چھوڑ دیئے۔ پھر دوسرے بزرگ کو القاء ہوا کہ جاؤ میرے بندے کو سمجھاؤ وہ بزرگ تشریف لائے فرمایا معلوم ہوا ہے آپ نے اپنے معمولات ترک کر دیئے ہیں فرمایا ہاں جس ذکر کا کوئی ثمر ہی نہیں اس کی پابندی سے کیا فائدہ؟ آپ نے فرمایا بھائی غور کرو ذکر خود ذکر کا ثمر ہے۔ اگر وہ کریم ذکر کے بعد پھر ذکر کی توفیق بخشے یہی تو ذکر کا ثمر ہے۔

☆☆☆☆☆

حضرت جدِ امجد کا تقویٰ احاطہ تحریر میں لانا دشوار ہے۔ بے نماز کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ کامل اتباع تقوی ہے اور معیار ولایت بھی یہی ہے۔

ایک معمر مخلص کی زبانی شنید ہے کہ حضرت جد امجدؒ دربار عالیہ موسیٰ زئی شریف کا سفر پاپیادہ طے فرماتے تھے تو بالعموم نماز فجر کے بعد سفر کا آغاز فرماتے تھے۔ دورانِ سفر موضع گمٹی (تحصیل گوجرخان) میں قیام فرمایا۔ ایک بے اولاد خاتون نے حضرت کے ایک مخلص سے عرض کیا کہ تم اپنے پیر و مرشد سے دعا کے لیے عرض کرو۔ اللہ رب العزت مجھے اولاد کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ اس مخلص ساتھی نے اپنی سمجھ کے مطابق اسے مشورہ دیا کہ جب سحری کو حضرت مسجد سے باہر نکلیں گے سفر کا آغاز ہوگا تو تم گلی میں موجود رہنا۔ وہ دعا کی مقبولیت کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں بھی تمہارے لیے دعا کی درخواست کروں گا۔ لیکن معاملہ برعکس ہوگیا۔ حضرت نماز تہجد سے فراغت کے بعد جب مسجد سے باہر تشریف لائے ایک غیر محرم عورت کو رات کی اس تاریکی میں گلی میں کھڑے دیکھا تو انتہائی جلال کی کیفیت طاری ہوگئی۔ فرمایا تم کون ہو؟ جو اس وقت میری آنکھوں کے سامنے آئی۔ حضرت کے اس مخلص نے ساری بات عرض کی لیکن آپ کی طبیعت پر اس قدر گراں گذرا کہ ایک مدت تک اپنے اس مخلص ساتھی سے بیزارگی اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ عرصہ گزرنے کے بعد ساتھیوں نے منت سماجت سے حضرت کی خوشنودی حاصل کی۔

☆☆☆☆☆

اپنے دادا حضرت مولانا محمد ہاشمؒ سے متعلق آپ رقمطراز ہیں: ''حضرت اذان خود دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ سفر کے دوران کھوٹہ تشریف لے گئے۔ ایک ساتھی آپ کے ہمراہ تھے۔ رات مسجد میں گذاری حسب معمول صبح کی اذان دی۔ آپ کے ساتھی کو بھوک کی شدت تھی مگر اس کا اظہار نہیں کر پا رہے تھے۔ اس محلے کی ایک خاتون نے اذان سنی تو دل پر ایک کیفیت طاری ہوئی اس نے اپنے گھر سے دودھ اور کھانا لیا اور مسجد کے دروازے پر آ گئی اور آواز دے کر کہا کہ

CS CamScanner

جس بزرگ نے یہ اذان دی تھی ان کے لیے میں کھانا لائی ہوں وہ لے جائیں۔ آپ نے وہ کھانا لیا اور اپنے ساتھی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا لو اللہ نے تمہاری سن لی۔

☆☆☆☆☆

اپنے جدِامجد حضرت خواجہ محمد ہاشم ؒ سے متعلق خود راقم الحروف سے حضرت ؒ نے بیان فرمایا کہ: ''آپ کے ایک ہم عصر صوفی جو بگھار شریف سے کم و بیش ساٹھ ستر میل پیدل سفر کی مسافت پر قیام پذیر تھے۔ بڑی شہرت تھی۔ حضرت مولانا محمد ہاشم ؒ نے اپنے ایک ساتھی بک نامی جو بگھار شریف کے رہنے والے تھے سے فرمایا کہ بڑے کامل بزرگ ہیں چلو ان سے ملنے چلتے ہیں۔ مذکورہ طویل سفر طے کرنے کے بعد آپ وہاں قریب پہنچے تو اپنے ساتھی سے فرمایا کہ آؤ وضو کرلیں اللہ والوں سے بے وضو نہیں ملنا چاہیے۔ مسجد میں پہنچے نوافل ادا کیے اور پھر اس حجرے کی طرف تشریف لے گئے جہاں وہ بزرگ قیام فرما تھے۔ حجرے میں جب ایک پاؤں اندر رکھا تو دیکھا کچھ مہمان بیٹھے ہیں اور وہ بزرگ لیٹے ہوئے ہیں، آنکھیں بند ہیں اور پائنتی کی طرف ایک خاتون بیٹھی ان کے پاؤں دبا رہی ہے۔ آپ نے دوسرا پاؤں اندر نہیں کیا واپس باہر نکل آئے اور اپنے ساتھی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بک خان اس میں شک نہیں کہ بڑا صاحبِ حال آدمی ہے لیکن انہوں نے شادی نہیں کی یہاں کے رہنے والے بھی نہیں کہ کوئی رشتہ دار موجود ہوں لامحالہ یہ خاتون غیر محرم ہے اس لیے شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ان سے ہاتھ ملایا جائے۔ آؤ واپس چلتے ہیں اتنی طویل مسافت طے کرنے کے بعد بغیر ملے وہیں سے واپس رخصت ہوگئے۔

☆☆☆☆☆

CamScanner

مکتوبات

محترم مکرم عزیزم قاری عبدالرحیم صاحب[۱]

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

کل من علیھا فان -- کا قاعدہ کلیہ اٹل ہے۔

الحمدللہ علیٰ کلِ حالٍ واعوذُ باللہ مِن حال اھل النار

انّا للہ وانّا الیہ راجعون. باری باری سب نے جانا ہے۔

حضرت مرحوم و مغفور[۲] کا جانا انوکھا کتاب اللہ، کتاب الرسول کے مطابق دیکھا۔ آخری کلمات الحمدللہ جہر، ذکر اسم ذات خفی، آفتاب ولایت غروب ہوا۔ الرضا بالقضاء۔

قاری صاحب! بھائیوں کی جوڑی ٹوٹ گئی۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔ کچھ لکھا نہیں جاتا۔ دعا کیا کریں۔ حضرت محترم معظم علامہ شاہ صاحب[۳] کی خدمت میں مودبانہ ہدیہ مسنونہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

۱۔ مولانا قاری عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ کے خلیفہ مجاز مولانا محمد الٰہی (سلٹھہ، تحصیل کہوٹہ) کے صاحبزادہ ہیں۔ جید عالم دین اور فنِ تجوید و قرأت میں مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ ایک عرصہ تک راولپنڈی پولیس لائن کی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ بعدازاں برطانیہ چلے گئے۔ اِن دنوں مانچسٹر کے قریب واقع ایک شہر بری میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

۲۔ آپؒ کے برادر گرامی حضرت مولانا حافظ حبیب اللہؒ

۳۔ معروف عالمِ دین حضرت مولانا سیّد عبدالقادر شاہ صاحب (ٹنچ بھاٹہ)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت طرفین مطلوب

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اپنی برکتوں، فضیلتوں سے سرفراز و فیض یاب فرمائے۔

انسان کے سرمایہ وجود کا آغاز ایک قطرۂ آب اور انجام مشت خاک، جو سانس خدا کی یاد میں گزر جائے غنیمت ہے۔ چند سانس جو باقی ہیں خدا انہیں اپنی رضا میں گزارنے کی توفیق عطا فرما دے۔ "ما غرک بربک الکریم" اسی پر قوی امید ہے ہمارا رب کریم ہے۔ یہاں وہاں کریم کے کرم کے محتاج ہیں۔

خانگی کشیدگی دور کرنے کی تدبیر باعث تحسین و تسکین ہے۔ ابتداء سے حقیر کا یہی مقصد تھا۔ اللہ تعالیٰ اس احسن مقصد میں نمایاں کامیابی بخشے۔ دین و دنیا کی خیر اسی میں مضمر ہے۔ مسجد کے لیے جس خلوص کا آپ نے ثبوت دیا ہے۔ اللہ قبول فرمائے۔

بچوں کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

الحمدللہ آپ بخریت ہیں۔ خداوندکریم اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور اپنا قرب نصیب فرمائے۔ یہ بندہ ناچیز اس خالق کائنات تک نہیں پہنچ سکتا۔ جب وہ چاہتا ہے تو خود اپنے لطف و کرم سے بندے کو کھینچ لیتا ہے۔ ذالک فضل اللہ.

عجز و انکسار میں ہی رب کریم کا فضل مستتر ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو عاجزی نصیب فرمائے۔ سالک کی ترقی کا زینہ عاجزی ہے۔قبض میں یہی مصلحت ہوتی ہے۔ ذکر کی اتنی کثرت ہو کہ سلطان الاذکار سے ذکر کی آواز سنائی دے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب ملے ہوئے طویل وقت گزرا۔ جواب میں غیر معمولی تاخیر ہوئی۔ اس تساہل کا شدت سے احساس ہے۔ اللہ معاف فرمائے۔ خط کے مطالعہ اور حالات کی عمدگی سے مسرت ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنے محبوب ﷺ کی شفاعت عطا فرمائے۔ یہ اس کی عطا پر عطا ہے ورنہ انسان یکسر بے بس و عاجز ہے۔ خوابیں عمدہ ہیں اور مبشرات ہیں جو سالک کو پیش آتی ہیں۔ یہ خوش نصیبی ہے۔ حضرات کبار کی زیارت سعادت عظمیٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعادت کو قائم و دائم رکھے، سلب نہ فرمائے۔ غالباً نفی اثبات (حبس دم سے) پابندی کے ساتھ کرتے ہوں گے۔ حبسِ دم مفید تر ہے۔ اپنے حالات سے ضرور آگاہ کرتے رہا کریں، گو فقیر سے جوابات میں کوتاہی ہو جاتی ہے۔ وہاں سے آنے والے عزیزوں کی زبانی خیریت اور مصروفیت معلوم ہوتی رہتی ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

مکتوب مرغوب جو آپ نے عرصہ ہوا احقر کے نام ارسال کیا تھا پہنچ گیا تھا، جس کا جواب حقیر نے غالباً دے دیا تھا۔ آپ کا مکتوب محبت اسلوب مسرت بخش ہوتا ہے۔ چاہیئے کہ اسی طرح سے ظاہری و باطنی احوال لکھتے رہیں کہ یہ غائبانہ توجہ کا سبب ہوتا ہے۔ ساتھیوں کی زبانی بھی قابل تحسین کارکردگی شنید میں آتی رہتی ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ کمال و اکمال کے درجہ تک پہنچائے۔ "لَئِن شَکَرتم لأزیدنکم" اور جو احوال خوابوں میں سے ہیں وہ بھی عمدہ ہیں۔ بشارت ہوتی ہے سالکوں کے لیے۔

ہر دم ازیں باغ برے می رسد

تازہ تر از تازہ ترے می رسد

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ انسان تو یکسر بے بس ہے۔ وَمَا توفیقی الاّ باللہ. وہی خوش نصیب ہے جس نے اس تھوڑی سی فرصت میں سفر بعید کے لیے زادِراہ مہیا کر لیا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشیٔ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت طرفین مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب ملے کثیر ایام گزرے جواب میں تاخیر ہوئی، احساس ہے۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم عزت، عظمت کے ساتھ سلامت رکھے، استقامت علی الشریعہ عطا فرمائے۔ راولپنڈی میں بچوں سے ملاقات ہوئی راحت قلبی ہوئی۔ اللہ تعالی اس باغ نقشبندیہ مجددیہ رحمانیہ کو شاداب و سیراب رکھے۔ خاص و عام کو اس کا میٹھا محمدیؐ پھل نصیب فرمائے۔ ۱۶ ربیع الاول کو عرس مبارک بخیر و خوبی گزرا۔ اب سلیٹھہ شریف کا عرس قریب ہے۔ اللہ تعالی شمولیت نصیب فرمائے۔ مبشرات پڑھ کر راحت قلبی ہوئی ہے۔ "لھم البشریٰ فی الحیٰوۃ الدنیا الخ" یہ محض حضرات کبار کی برکات و توجہات ہیں۔[۱]

۱۔ "اقم الصلوہ لدلوک الشمس" فجر کی نماز میں اکثر پڑھی جائے۔ حقیر اکثر یہی پڑھتا ہے۔

۲۔ والدین محترمین کی تلاوت "کَمَا تعیشونَ تموتون کما تموتون تبعثون"۔

۳۔ مقام: فنا فی الرسول سبز گنبد

۴۔ بمصداق حدیث نبویؐ "نم کنومۃ العروس"

۵۔ بانٹھ والے صاحبزادہ جو ایک درویش انہی دنوں میں انتقال فرما گئے ہیں۔ ایک اشارہ تھا۔

موسیٰ زئی شریف گیا تھا۔ فوائدِ عثمانی لانے کا خیال نہ رہا۔ ان شاء اللہ کوشش کی جائے گی۔ خدا کرے جلدی آپ آ جائیں تو بہتر ہو۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

۱۔ مکتوب الیہ کے استفسارات کے جوابات بالترتیب دیے گئے۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ عرصہ مزید کے بعد مکتوب محبت اسلوب بن کر باعث مسرت وتسکین ہوا۔ بندہ یکسر بے بس و عاجز ہے۔ ہمہ اوقات اس کے فضل کا محتاج ہے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے۔ سب کے سب اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ آپ بھی ۔ جواباً ارشاد فرمایا ہاں میں بھی۔ یہ صرف امت کے لیے درس ہے، ورنہ "ولسوف یعطیک ربک فترضی" اللہ تعالیٰ اپنا عشق اور اپنے محبوب ﷺ کی کامل محبت عطا فرمائے۔ اتباع محبت پر مبنی ہے اور نجات اتباع پر موقوف ہے۔

حضرت ربیعہ بن کعب کا ارشاد "اسئلک بمرافقتک الجنة" اللہ تعالیٰ عاجزوں کو بھی یہ سعادت نصیب فرمائے۔ الحمد للہ صحت ٹھیک ہے، رمضان المبارک کے معمولات کی ادائیگی کی قادر مطلق توفیق دے رہا ہے۔ دوام کی توفیق بخشے۔ الحمدللہ آپ کو اپنے شفیق چچا کی خدمت نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ یہ پڑھ کر انتہائی راحت ہوئی کہ آپ دونوں حج بیت اللہ کا ارادہ کر رہے ہیں، اللہ حج مبرور نصیب فرمائے۔ دعاگو ناکارہ کے حسن خاتمہ کے لیے دعا کرنا۔ بوقت نزع کیا خوب، "دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے"۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم

طویل عرصہ کے بعد مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ رب العزت ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ حضرات کبار کے فیض سے کماحقہ مستفیض فرمائے۔ جو اصحاب فہم و فراست تھے انہوں نے دنیا کا آخرت سے مقابلہ کیا، تو انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ ان پر قرآن مجید کی آیہ آیت کریمہ واضح تھی۔ ''والاخرۃ خیر وابقی'' یعنی آنے والا عالم بہتر اور پائیدار ہے۔ حدیث نبویؐ ہے۔ ہر آدمی کے تین دوست ہیں۔ ایک بولا میری تیری دوستی تیرے سانس تک۔ سانس ختم ہوا دوستی ختم۔ دوسرا دوست بولا میری تیری دوستی تجہیز و تکفین تک۔ تیسرا دوست بولا میری تیری دوستی قبر اور روزِ آخرت تک۔ پہلا دوست ملکیت، دوسرا دوست خویش و اقارب اور تیسرا دوست نیک عمل۔ الحمدللہ آپ کو علم دین پڑھنا اور پڑھانا نصیب ہوا۔ تازیست اللہ تعالی بطفیل سید المرسلین نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کثرت سے درود شریف پڑھنا نصیب فرمائے۔ منتہی کے لیے درود شریف کی کثرت اذکار پر سودمند ہوتی ہے۔ اللہ جلد ملاقات نصیب فرمائے۔ سب سے نزدیک موت اور سب سے دور جو زندگی گزر گئی، جانا تو ہے۔ اللہ تعالی ہر ایک کو محمود جانا نصیب فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

CS CamScanner

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ وہاں کے حالات قابل حمد لایزال ہیں۔ اللہ تعالی اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ اور اپنی رحمتوں برکتوں، سے سرفراز فرمائے۔ کتاب اور سنت کے مطابق کماحقہ چلنا نصیب فرمائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ”ترکت فیکم واعظین صامتا و ناطقا الصامت الموت والناطق القران“. ماشاء اللہ آپ عالم باعمل ہیں۔ مزید اللہ تعالی علم و عمل میں اضافہ فرمائے۔ وما توفیقی الاّ باللہ. مبشرات پڑھ کر راحت ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالی کا لطف و کرم ہے۔ حضرات کبار کی عین شفقت ہے۔ اللہ تعالی دوام بخشے، سلب نہ فرمائے۔عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ اس کی رحمت کی قوی امید رکھنی چاہیئے اور اس کی بے نیازی سے ڈرنا چاہیے۔ انسان یکسر بے بس و عاجز ہے۔ ملاقات کی دلی خواہش ہے۔ اللہ تعالی جلد حسن اتفاق فرمائے۔ سب سے قریب موت ہے۔ اور سب سے دور جو زندگی گزر گئی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ مولا کریم نے اپنے کرم سے خدمت دین نصیب فرمائی ہے۔

بے لطف تو من قرار نہ توانم کرد
احسان ترا شمار نہ توانم کرد
گر بر تن من زباں شود ہر موئے
یک شکر تو از ہزار نہ توانم کرد

اللہ تعالیٰ تازیست قال اللہ و قال الرسول جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور قبول فرمائے۔

مرحوم و مغفور، مرد مومن ڈپٹی صاحب[۱] کی بے مثال زندگی سبق آموز ہے۔ ساری زندگی اکل حلال صدق مقال فنا فی الشیخ کا مقام حاصل تھا۔ فنا فی الشیخ فنا فی الرسول ہے۔ فنا فی الرسول فنا فی اللہ۔ آخری سانس تک حضرات کبار کا رابطہ رہا۔ اللہ تعالیٰ جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا والے مرحوم قاضی صاحب کی رحلت کا افسوس ہے۔ عزیز ساجدالرحمٰن کی شمولیت ہوگئی تھی۔ حضرات نقشبندیہ کے معمولات کی آپ کو اجازت ہے۔ آپ بشرط استعداد خواہش مند کو اجازت دے سکتے ہیں۔ ناکارہ کی طرف سے اجازت ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام
دعاگو
فقیر لاشئی
محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب قاری عبدالرحیم صاحب
۱۔ گرامی قدر راجہ فضل داد صاحب مرحوم (مٹور، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی)

مکرمی قاری محمد نذیر حسین صاحب(۱)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ آپ نے اپنی خیریت سے آگاہ کیا الحمدللہ آپ خیریت سے ہیں۔ فقیر کو آپ کی اشد ضرورت ہے۔ ایک خط آپ کے گھر کے پتہ پر تحریر کیا تھا اور پھر سنا کہ آپ گولڑہ شریف تشریف فرما ہیں۔ گولڑہ شریف آدمی دو مرتبہ جا چکا ہے۔ آج آپ کا خط ملا تو تسکین ہوئی۔ مختصر یہ ہے کہ فقیر کی دلی خواہش ہے کہ آپ یہاں مدرسہ میں پڑھائیں۔ مشاہرہ کے سلسلے میں حتی الوسع کوشش کی جائے گی کہ آپ کا وقت فراخی سے گزرے۔ ان شاء اللہ ظاہری باطنی بہتری ہوگی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حضرت مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب، جید عالمِ دین، ماہر اُستاذ قرأت و علوم دینیہ، انجمن خدام الاسلام، ماڈل ٹاؤن ہمک (اسلام آباد) کے بانی ہیں۔ آپ کم و بیش تین چار سال تک بگھار شریف میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، راقم الحروف کو آپ سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔ آپ کی حضرت صاحبؒ سے روحانی نسبت ہے۔ ان دنوں ماڈل ٹاؤن، اسلام آباد میں جامعہ اسلامیہ کے نام سے دینی درسگاہ چلا رہے ہیں۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ عزیز کو محض حق تعالیٰ کی رضا اور حصول علم دین کے لیے آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ عزیز[1] کا یہ پہلا سفر ہے۔ اللہ مبارک فرمائے۔ امید ہے عزیز کا وقت ضائع نہ ہوگا۔ اور مخلص حسن دین صاحب کو تاکید کی جائے کہ کھانے پینے میں قطعاً تکلف نہ کیا جائے۔ طلباء کے ساتھ جو میسر ہوگا کھا لے گا۔ اس ناکارہ نے باسی ٹکڑے کھائے ہیں۔ افسوس صد افسوس ہے کہ حاصل کچھ نہ ہوا۔ نِرا جاہل مطلق رہا۔ اب یہ تمنا ہے کہ خدا ان بچوں کو یہ سعادت نصیب فرمائے تاکہ گنہگار کے لیے کفارہ گناہ بنیں۔ یہ بار بار احساس ہو رہا ہے کہ آپ کو اور مخلص حسن دین کو تکلیف ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر عطا فرمائیں گے۔ مدرسہ کے لیے قلیل سے قلیل ہدیہ مبلغ دس روپے ارسال ہیں۔ قبول فرمائیں۔ عزیز امتیاز سے عزیز معافی مانگے گا۔ امید ہے عزیز دل سے ہم سیاہ کاروں کو معاف فرمائیگا۔ فارسی کی کتاب راولپنڈی سے خریدی جائے۔ قیمت ساجد سے لی جائے۔ اور سب ساتھیوں کو السلام علیکم۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

۱۔ راقم الحروف کو آڑہ بُرجی (حال ماڈل ٹاؤن، ہمک، اسلام آباد) میں حضرت مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب سے استفادہ کی غرض سے بھیجا گیا۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ قبل ازیں ایک خط لکھا گیا ہے۔ یہ خط پڑھ کر بہت صدمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کی زد سے بچائے۔ جب مخاصمت شروع ہو جائے تو کمزور انسان سے قبیح حرکات کا ہونا تعجب نہیں۔ یہ قطعاً غلط اور بے بنیاد الزام ہے۔ جو الفاظ فقیر کی جانب منسوب کیے جاتے ہیں کہ فقیر نے آپ کے متعلق وہابیت کے الفاظ زبان سے نکالے ہیں۔ نعوذ باللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ فقیر نے کبھی کسی کو اپنے سے کمتر نہیں سمجھا اور یہی حقیقت ہے۔ اس میں شک نہیں کہ حقیر نے ہی آڑہ آپ کو بھیجا تھا۔ دلی خواہش تھی اور ہے کہ آپ یہاں رہتے ، نہ پوری ہو سکی تو آپ کو جانے کے لیے کہا تھا۔ اب جب آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی ہیں تو صدمہ ہوتا ہے۔ لیکن الرضا بالقضاء۔ امر بالمعروف میں ان مصائب و آلام کا ہونا لازمی ہے۔ آپ کی اعتقادی و عملی خرابی نہ ہونے کے باعث حقیر آپ کا دلی احترام کرتا ہے اور کرتا رہے گا۔ ہم سب بفضل ایزدی اہل السنۃ والجماعۃ حنفی المسلک ہیں اور الحمدللہ مجددی ہونے پر فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر خاتمہ فرمائے۔ علاوہ ازیں حقیر کا اور آپ کا روحانی تعلق ہے۔ اس بلند تعلق کے ہوتے ہوئے ان باتوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خدانخواستہ ایسی کوئی چیز نظر آئے تو حقیر کو اصلاح کرنے کا حق حاصل ہے۔ آپ قطعاً ان باتوں کو ذہن میں نہ رکھیں۔ عرس شریف ۲۵ اگست کو ہوگا، ان شاء اللہ۔ سب ساتھیوں کو آگاہ کیا جائے۔ قرآن ختم کرائے جائیں۔ دو یوم پہلے خود پہنچ جائیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

CamScanner

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ جزاک اللہ احسن الجزا۔ الحمدللہ آپ بفضل و کرم خالق کون و مکان صحت و سلامتی کے ساتھ ہیں۔ باری تعالی جمیع بلیات و مہمات سے محفوظ رکھے۔ اور ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ منگلا والوں کی خوش نصیبی ہے۔ آپ سے استفادہ کرنے کا انہیں موقع مل گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو استقامت بخشے۔ کھڑی شریف کی حاضری کا فی الحال کوئی ارادہ نہیں۔ اگر کسی وقت اتفاق ہوگیا تو ناممکن ہے کہ ملاقات نہ کروں۔ عزیز ساجد کے متعلق جو آپ نے تحریر فرمایا یہ عزیز کی انتہائی خوش نصیبی ہے کہ عزیز پر آپ کی اتنی شفقت ہے، عزیز کی خیر خواہی فرما رہے ہیں، حقیر کی حوصلہ افزائی فرما رہے ہیں اور اس عاجز و ناکارہ کے نصب العین میں تعاون فرما رہے ہیں اللہ تعالی آپ کے اس اخلاص کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ چھٹیاں ہونے پر ان شاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ عزیز آپ کی خدمت میں حاضر ہوجائے اور آپ سے استفادہ کرے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علی ذلک۔

اس عاجز کے عاجز بیٹے کی آپ سرپرستی فرما رہے ہیں اور انتہائی شفقت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالی اس اخلاص کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے اور استقامت عطا فرمائے۔ معدہ کی خرابی بدستور ہے۔ دعا فرمائیں۔ الحمدللہ علی کل حال۔ فقط اللہ بس، باقی ہوس۔ فانقطع علیه النفس.

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ خدا وند کریم صدقے اپنے محبوب ﷺ کے جملہ بلیات سے محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ فقیر طرح طرح کی الجھنوں و ابتلاؤں کے سبب آپ کے ارشاد کے مطابق فی الحال نہیں آسکتا۔ دعا کی ضرورت ہے۔ دلی خواہش ہے اور ضرورت ہے کہ آپ تشریف لائیں اور عزیز فارض الرحمٰن کو ساتھ لے جائیں۔ عزیز ساجد کی طرح عزیز کو بھی اپنی شفقتوں سے نوازیں امید قوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم حضرات کی توجہ اور آپ کی بے مثال شفقت سے عزیز کی دین و دنیا بن جائے گی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ خدا وند کریم صدقے اپنے محبوب ﷺ کے جملہ بلیات سے محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ عزیز ساجد الرحمٰن نے سورہ بقرہ کا ترجمہ، عربی کا معلم علم الصرف وغیرہ اسباق شروع کیے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرمائے۔ عزیز آپ کی شفقتوں کے لیے شکرگزار ہے۔ کم سے کم عرس شریف سے ایک ہفتہ قبل تشریف لانے کی سعی فرمائیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشیٔ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ خداوند کریم صدقے اپنے محبوب ﷺ کے جملہ بلیات سے محفوظ رکھے اور اپنی رحمتوں سے نوازے۔ حضرت محترم مرحوم و مغفور(۱) کی رحلت کی خبر پڑھ کر قلبی صدمہ ہوا۔ ہم سب کے لیے سایہ رحمت اور دعاؤں کا مرکز تھا۔ جتنا بھی تاسف کیا جائے کم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باری تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ باری باری سب نے جانا ہے۔ یہ خوش نصیب و برگزیدا و مقبول کون مکاں کے بندے ہیں جن کی ساری زندگی اتباع سنت میں گزری اور بامراد جا رہے ہیں۔ واللہ اعلم اس ارزل ترین کا انجام کیا ہوگا۔ بجز اس کے فضل و کرم کے کچھ نظر نہیں آتا۔ دعا کے لیے التجا ہے۔ ان شاء اللہ عنقریب خود حاضر ہونے کی کوشش کی جائے گی۔ فاعل حقیقی توفیق بخشے۔ اور اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ اور جمیع بلیات و مہمات سے محفوظ رکھے۔ صحت کی خرابی کے باعث گھر تو نہ جاسکیں گے۔ پروگرام سے مطلع فرمائیں تو بہتر ہوگا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام مولانا سیّد نذیر حسین شاہ صاحب

۱۔ گرامی مرتبت سیّد نذیر حسین شاہ صاحب کے والدِ گرامی"

محترم سائیں تجارت صاحب[1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔ کافی روز گزر گئے آپ کی طرف سے ایک خط ملا تھا جس میں مراقبہ کے متعلق سوال تھا۔ منبع فیض تو نبی کریم ﷺ ہیں پھر ہر لطیفہ مخصوص نبی کے زیر قدم ہے۔ مراقبہ سے پہلے نیت ضروری ہے جو کہ ہدایۃ طالبین میں درج ہے۔ پھر خیال یوں کرنا پڑتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے فلاں لطیفہ سے فیض جاری ہوا اور حضرت صدیق اکبرؓ کے لطیفہ فلاں پر وارد ہوا۔ پھر یکے بعد دیگرے سینہ بسینہ آخر میرے شیخ کے فلاں لطیفہ پر وارد ہوا۔ میرے شیخ کے فلاں لطیفہ سے میرے فلاں لطیفہ پر ''القاکن''۔ پھر تصور شیخ کیا جائے اور اس لطیفہ کو اپنے شیخ کے لطیفہ کے بالمقابل رکھ لے۔ ان شاء اللہ فیض شروع ہو جائے گا۔

خیال رہے ؎ ذکر بے رابطہ موصل نیست

اللہ توفیق عطا فرمائے۔ وَما توفیقی الّا باللہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ عزیز محترم تجارت ممیام گاؤں، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ حضرتؒ کے تربیت یافتگان میں سے ہیں۔ سبقاً سبقاً سلوک مجددیہ کی تعلیم آپ سے حاصل کی، آپ کی جانب لکھے گئے خطوط اس کے غماز ہیں۔

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

خط مل کر باعث تسکین ہوا۔ الحمدللہ عمدہ وقت گزر رہا ہے۔ عمدہ وقت وہی ہے جو یاد الٰہی میں گزرے۔ الحمدللہ معمول باقاعدگی سے پورے ہو رہے ہیں۔ درود شریف کثرت سے پڑھا جائے۔ خصوصاً بروز جمعۃ المبارک کثرت سے پڑھا جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ بروز جمعۃ المبارک بلاواسطہ سرکار کونین ﷺ سنتے ہیں۔ جمعۃ المبارک کو بوقتِ وظیفہ کسی صاحب فیض بزرگ کی زیارت کا ہونا انتہائی محمود ہے۔ اللہ کرے جلد ملاقات نصیب ہو۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

سالک کے لیے امراض جسمانی مجاهدہ و تزکیہ ہوتا ہے۔ مبشرات کی کثرت ہوتی ہے۔ عرب لباس میں ملبوس حضرات کا ظہور رتبت احسن و محمود ہے۔ تحریر کردہ احوال کا ورود تصوف کا حصہ ہے۔ یوں بھی ہوتا ہے کہ اپنے شیخ ہی مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ طالب کو اپنے شیخ کا ہی تصور محبوب ہوتا ہے۔ اور ہونا بھی ایسا ہی چاہیے۔ معمول کی پابندی کی جائے۔ ان شاء اللہ جلد یہ منزلیں طے ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ اللہ صحت کلی عطا فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

ہر سانس اس کے ذکر میں ہو۔ اس کے حبیب ﷺ کا درود شریف ورد زبان ہو۔ حقیر مسجد سے گھر تک ایک صد مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہے۔ واپسی پر بھی اسی طرح، کثرت سے درود شریف پڑھیے۔ گاہے گاہے نفلی روزے رکھے جائیں تو بہتر ہے۔ اس وقت کو غنیمت جانا جائے۔ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آتا۔ وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا۔ اللہ رحم فرمائے۔ اپنی یاد کی توفیق بخشے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

CamScanner

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

صحیح نیکیوں کا منبع ہے۔ حب اللہ اور حب رسول اور صحیح گناہوں کی فاتح یہی سدِ سکندری ہے ورنہ اس دور پراشوب میں معصیت بجز فضل ربی ناممکن ہے۔ اس دور میں موت مسلمان کے لیے ایک تحفہ ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "عن ابی صحیفہؓ مال خرج علینا رسول اللہ ﷺ متغیر اللون فقال وھب صفوالدنیا و بقی الکون فالموت الیوم تحفه لکل مسلم". یعنی ابی صحیفہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اس حالت میں کہ آپ کا رنگ متغیر تھا اور فرمایا کہ دنیا کی صفائی کی گئی اور کدورت باقی رہ گئی۔ پس آج کل ہر مسلمان کے لیے موت کا طبعی تقاضا ہے محبوب تک پہنچنا۔ موت ہی تو محبوب تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ پھر مومن کے لیے اس سے بڑھ کر کیا تحفہ ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی اپنے مقبولین کے طفیل ہماری کمزوریوں کو معاف فرمائے۔ کامل عشق کے ساتھ حسن خاتمہ فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب ۔

اللہ اپنی معرفت نصیب فرمائے۔ مقصد حیات یہی ہے۔ وقت قلیل ہے کام کثیر ہے۔

؎ الناس فی غفلاتھم ۔ ورحا المنیۃ تطحن

موت کی چکی زور سے چل رہی ہے ، لوگ بے خبری میں غفلتوں میں پڑے ہوئے ہیں۔

اللہ رحم فرمائے، اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

آپ کی تلاش حق کی جو شوق ہے اللہ پوری فرمائے۔ مقصد حیات یہی ہے۔

؎ بایم اورا نیابم جستجوے میکنم حاصل آید یانہاید آرزوے میکنم

کامل تجسس موجب کامیابی ہوتا ہے۔ حدیث شریف "من طَلَب فقد وجد"۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

اللہ اپنی مرضیات پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ مقصد حیات یہی ہے۔ سب سے قریب موت سب سے دور جو زندگی گزر گئی۔ جنا جاتا ہے مرنے کے لیے، عمارتیں بنائی جاتی ہیں ویرانی کے لیے۔

میرے عزیز اس بات کو ذہن میں رکھو کہ جب تم دنیا میں آتے ہو تو سب لوگ خوشیاں منا رہے ہوتے ہیں اور تم رو رہے ہوتے ہو۔ یوں زندگی کا سفر طے کرو کہ جب تم دنیا سے رخصت ہو، مسکراہٹ تمہارے لبوں پر کھیل رہی ہو اور دنیا والے آہ و بکا کر رہے ہوں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔

نعوذ باللہ اللہ کی رحمت سے مومن نا امید نہیں ہوتا۔ انسان غلطیوں کا پتلا ہے۔ توبہ اور اعتراف نعمت ہے۔

ے باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گرد بت پرستی باز آ
ایں درگاہ مادر گاہ ناامیدی نیست
گر صد بار توبہ شکستی باز آ

والسلام علیٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ شریعت میں نماز کو یہ مقام حاصل ہے۔ مخبر صادق محمد الرسول ﷺ فرماتے ہیں "ارضنی یا بلال.. قرۃ عینی فی الصلوۃ" اے بلال مجھے راحت دو اذان دے کر۔ نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ۔ "اقرب ما یکون العبد الی الرب فی الصلوۃ" بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے۔ رمضان المبارک اچھا گزرتا ہوگا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ اللہ اپنا عشق اور اپنے محبوب ﷺ کی کامل محبت عطا فرمائے۔ نجات اتباع رسول ؐ پر مبنی ہے۔ اور اتباع محبت رسول پر موقوف ہے۔ اور عشق ذات ربی اتباع رسول میں ہی مخفی ہے۔ "قل اِنْ کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ذالک فضل اللہ یؤتیہِ من یشاء" اللہ تعالی یہ نعمت لازوال عطا فرمائے۔ سلوک و جذب کے متعلق زبانی مختصراً تشریح کر دی تھی۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ کام آنے والی چیز اتباع نبوی ﷺ ہے۔ مقصد یہی ہے۔ صوفیاء کے حال وجد عدم معارف رموز و اشارات کتاب اور سنت کے مطابق ہوں تو بہتر ورنہ سراسر خسر دین اور عتاب ربانی کا سرمایہ ہیں۔ حضرت ----- کو کسی نے خواب میں دیکھا، دریافت کرنے پر فرمایا۔ سارے رموز جملہ علوم و معارف منہج باعث ہوئے صرف چند رکعتیں کام آئی ہیں، درمیان شب پڑھ لیا کرتا تھا۔ اللہ ہم سب کو عملاً اعتقاداً کامل اتباع نصیب فرمائے۔ ذکر اسم ذات وقوف قلبی قائم رکھا جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ اللہ کریم عزت و عظمت کے ساتھ سلامت رکھے اور اپنی رحمتوں، برکتوں، و فضیلتوں سے سرفراز و فیض یاب فرمائے۔ خصوصاً اپنا عشق اور اپنے محبوب کی محبت عطا فرمائے۔ اتباع رسولؐ محبت رسول پر مبنی ہے اور نجات اتباع رسول پر موقوف ہے۔ "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی ذالک فضل اللہ یؤتیہِ من یشاء" فضل سے مراد یہی ہے۔ اللہ رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

 مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ معمول کو پابندی سے جاری رکھا جائے۔ طالب کے لیے قبض و بسط لازم ملزوم ہیں۔ قبض سے طالب کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ قبض ہی ترقی کا زینہ ہے۔ کثرت سے استغفار کی جائے۔ اور تقوی کو قائم رکھا جائے۔ ان شاء اللہ خود بخود بسط ہو جائے گا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ جواب میں غیرمعمولی تاخیر ہوئی۔ اس دوران فاعل حقیقی مولا کریم نے ملاقات بھی نصیب فرمائی۔ تازیست اللہ کریم یہ محض للّٰہیت کی ملاقاتیں نصیب فرماتا رہے۔ یہ اس کی عطا ہے ورنہ انسان یکسر بے بس و عاجز ہے۔ اس کا اس سے عشق چاہتے ہیں۔

۔ بسیار دیدہ ام کہ یکے دوکردند

شمشیرعشق بین کہ دوکس را یکے کند

والسلام علٰے خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ چونکہ سب کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اس کا علم لامتناہی " واحصی کل شی ءٍ عَدَدًا " اللہ نے ہر چیز کا عددی احاطہ کر رکھا ہے۔ پہاڑوں کے وزن کی تعداد ، دریاؤں کے ناپ کی تعداد، بارش کے قطروں کی تعداد، درختوں کے پتوں کی تعداد غرض ان تمام چیزوں کی تعداد جو رات کے اندھیرے دن کی روشنی میں ہوں اللہ کو معلوم ہے۔ ہماری ہر حرکت سے آگاہ ہے۔ کوئی حرکت کتاب و سنت کے خلاف نہ ہو۔ اللہ رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

☆ السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ جو سانس اس کی یاد میں گزرے وہ حیات ورنہ مردہ، یہ گھڑیاں غنیمت ہیں، ہر سانس آخری سانس ہے۔

؎ ذکر کن ذکر تازا است　　پا کئی دل ز ذکر رحمٰن است

اللہ توفیق دے۔ اس کی بے کنار رحمت ہے اس کی یاد کی توفیق مانگتے ہیں۔ "ذالک فضل الله، الایہ" سے مراد یہی ہے۔ جس پر وہ فضل فرماتا ہے اُسے اپنی یاد کی توفیق دیتا ہے۔ "الیومَ نختم عَلیٰ أفواھِھِم" وہاں زبان پر مہر لگا دی جائے گی۔ اعضاء بولنے شروع ہو جائیں گے۔ ذاکرین اس کے فضل سے ۔۔۔ ہوتے ہیں۔ حتی کہ سلطان الاذکار سے واضح آواز آنی شروع ہو جاتی ہے۔ جس کو ذاکر اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ اس نعمت لازوال کا ضرور اتباع سنت پر موقوف ہے۔ اللہ اپنے محبوب کی کامل اتباع نصیب فرمائے۔ معاملات، عبادات، سنت کے مطابق کئے جائیں، سنت کے خلاف عمل کی وہاں رائی برابر بھی قیمت نہیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ بوقت ذکر تصور شیخ ہو۔ لطیفہ پر مراقبہ ہو، اس لطیفہ کو شیخ کے لطیفہ کے بالمقابل رکھا جائے۔ خیال یہی ہو۔ شیخ کے لطیفہ سے میرے لطیفہ میں فیض آ رہا ہے۔ بیک وقت جمیع لطائف ملحوظ رکھے جائیں۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ عزیزِ من تصویر شرعاً ناجائز ہے، جس کی محبت ہوتی ہے اس کی تصویر سامنے ہی رہتی ہے۔

؎ دل میں ہے تصویرِ یار   جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

محبت کا یہی تقاضا ہے۔ ’’ہر کہ مینگرم روئے ترا مے بینم‘‘
اللہ اس حب للہ کو قائم رکھے۔

والسلام علےٰ خیر الانام
دعا گو
فقیر لاشئی
محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ وہی خوش نصیب ہے جس کو حب اللہ نصیب ہوئی۔ حب اللہ میں ہی دین و دنیا مستتر ہے۔ یہ ایام ابتلا کے ایام ہیں۔ اللہ تعالی دین کی معاونت نصیب فرمائے۔ دین پسند اشخاص کی معاونت دین کی معاونت ہے۔ وقتی دین پسند نہیں جن کا ماضی دین پسندی پر شاھد ہو۔ رخصت لی جائے۔ اس فریضہ کو ادا کیا جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ ارشاد ربانی ہے: "ان الدنیا لعب لھو. او کمال قال والباقیات الصالحات. ارشاد ... عن عبدالله بن عمر قال اخذ رسول الله ﷺ بمنکبی فقال کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل".
(رواہ بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں کندھے پکڑ کر مجھ سے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ایسا رہ کہ جیسے تو پردیسی ہے یا راستہ چلتا ہوا مسافر۔

حصول دنیا کا مقصد دین ہو تو محمود ورنہ مذموم۔ دنیا میں ہر کام دین کی تکمیل کے لیے ہو۔ بیوی بچوں کا ساتھ رکھنا ٹھیک ہے۔ ہر آدمی سے کمزوری ہو سکتی ہے۔ اسی طرح بیوی سے بھی کمزوری ہو سکتی ہے۔

"قال رسول الله ﷺ لا یفرك مومن مومنة ان کره منها خلقاً رضی منها اخر۔ (رواہ مسلم۔ باب الرضاع)

فرمایا نبی کریم ﷺ نے برا اثر قبول نہ کرو تم اپنی بیویوں سے اگر ایک بات اس کی بری ہوگی تو دوسری بات سے تم خوش بھی ہو جاؤ گے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ خط پڑھ کر قلبی راحت ہوئی۔ الحمدللہ قادر مطلق نے حب للہ عطا فرمائی۔ اس ناکارہ کے ساتھ جو آپ کا نیک گمان ہے، اسی کے مطابق دین و دنیا میں اجر عظیم عطا فرمائے۔ گو حقیر قطعا اس قابل نہیں من آنم کہ من دانم۔ اللہ رحم فرمائے۔ اور روز محشر اپنی ستاری و غفارری میں رکھے۔

روز محشر قریب تر ہے۔ اللہ پردہ رکھے۔ حدیث میں آیا ہے۔ ایک خوش نصیب بندے کو اللہ فرمائیں گے میرے بندے نزدیک ہو جاؤ۔ پھر نزدیک ہو پھر نزدیک ہو، اپنا دست قدرت بندے کے کندھے پر رکھیں گے اور کان میں کہیں گے میرے بندے فلاں گناہ فلاں جگہ فلاں وقت تم نے کیا تھا، بندہ تسلیم کرے گا۔ گن گن کے اللہ تعالی گناہ بتا دیں گے۔ بندہ کہے گا ہلاک ہوا، ہلاک ہوا۔ اللہ تعالی فرمائیں گے، میرے بندے جس طرح میں نے دنیا میں تمہارا پردہ رکھا ہے میں ستار و غفار ہوں۔ آج بھی تمہارا پردہ رکھتا ہوں اور بخش رہا ہوں۔ بس مولا کریم اپنے حبیب کے صدقے حساب کے وقت رحم فرمائے۔ رابطہ شیخ ہر مرض کا علاج ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ اللہ تعالیٰ صحت کلی عطا فرمائے۔ حدیث "الدنیا سجن المومنین" دنیا مومنوں کے لیے قیدخانہ ہے، قید خانہ میں بجز کلفتوں کے کیا ہوتا ہے۔ مقصود اس کی رضا ہے۔

نشود نصیب دشمن کہ ہلاک شد زتیغت۔ سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی۔

طرح طرح کی پریشانیوں میں ہی رموز مستتر ہوتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ "الرضا بالقضا" کا مصداق ہونے کی توفیق بخشے۔ بے بس عاجز بندوں پر دونوں جہاں میں اپنے حبیب ﷺ کے صدقے رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ انسان یکسر عاجز و بے بس ہے۔ جب وہ اپنے کرم سے کمال کی حقیقت عطا کرتا ہے، کمال کی حقیقت جاننے والا کمال کی نفی کرے گا۔ اس میں وجود کا کمال بھی آ گیا، اس کی حقیقت پر جب نظر ہوگی اس وقت اس کو صرف حق تعالی ہی کے لیے ثابت کرے گا۔ ۔۔۔ اس کی نفی کرے گا ، مگر نفی بخلاف نہیں بلکہ ۔۔۔ رحمل اور وحدت الوجود کی یہی حقیقت ہے۔ اس تفسیر کے بعد اہل ظاہر کا یہ اعتراض کہ یہ محض باطل عقیدہ ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے: خالق کل شی قدیر۔ کہ میں نے مخلوق کو وجود دیا اور یہ کہتے ہیں کہ مخلوق کا وجود ہی نہیں مگر اس شرح کے بعد یہ اعتراض بے بنیاد ہوگیا۔ مسئلہ کا خلاصہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا وجود وجود حقیقی ہے اور مخلوق کا وجود محض ظلی اور عارضی ہے تو اصل وجود حق تعالی کا ہوا اور اس کے مقابلہ میں سب کا وجود عدم کے مشابہ ہوا، اس لیے اس مسئلہ کا لقب وحدت الوجود پڑ گیا گویا وجوہ وجود کہنے کا مستحق ہے۔ وہ ایک ہی ہے یعنی حق تعالیٰ اور اس کے آگے سب کا وجود معتدبہ اور قابل اعتناء و قابل اعتبار و قابل شمار نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تہجد کی نماز ترک نہیں ہونی چاہیئے۔ اس سعادت کے حصول کے لیے اللہ تعالی سے نعمت کی بھیک مانگنی چاہیے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ ہمہ اوقات قادر مطلق حافظ و ناصر رہے۔ کتنا ہی فوق مقام ضعیف بندے کو مالک حقیقی عطا فرمائے۔ قوت ملکیہ قوی ہوتی ہے اور قوت بہیمیہ ضعیف ہوتی ہے۔ قوت بہیمیہ ختم نہیں ہوتی۔ وسواس کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ اس کے تدارک کے لیے کوشش کی جائے۔ معاہدہ رہے جو باعث اجر ہوگا۔ سالک کو چاہیے اپنے کام میں لگا رہے۔ مطالعہ محبوب میں فرق نہ آئے، اصل مقصد مقصود کا مطالعہ ہے۔ اللہ توفیق دے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ بندہ یکسر بے بس و عاجز ہے۔ وہی خوش نصیب و بامراد ہے جس کو مولا کریم نے اپنے کرم اپنی یاد کی توفیق بخشی۔ ہر سانس آخری سانس ہے۔ وہی محمود اور زندہ سانس ہے جو اپنے مالک حقیقی کی یاد میں گزرے ۔ درود شریف کثرت سے پڑھا کریں، بہت برکت ہوگی۔ اس ارزل ترین کو اپنے حق میں ہمہ وقت دُعاگو سمجھیں۔ اور اس ناکارہ کے حسن خاتمہ کے لیے دعا کیا کریں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم ! عافیت مطلوب۔ اللہ جل شانہٗ حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق بخشے خصوصاً حقوق والدین کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے مطابق اخروی نجات والدین کی خوشنودی پر منحصر ہے۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ ہوش سنبھالا وہاں کی تیاری میں شب و روز گزارے جہاں کے لیے آیا۔ آپ خوش نصیب ہیں جن کو وہاں کی تیاری کے لیے شفیق ماں کی خدمت نصیب فرمائی۔ اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ حقوق العباد کے پیشِ نظر بچوں کے حق کی ادائیگی کے لیے ان کی ضروریات زندگی کے لیے ضرور حتی الوسع رقم بھیج دیا کریں۔ یہ لازمی ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ الحمد للہ گھریلو حالات بہتر ہوگئے ہیں۔ وہ مقلب القلوب دلوں کو پھیرتا ہے۔ شیخ کی مجلس کے حاضری کا لطف ---۔ میں نہ پانا۔ مضر نہیں، کمی صرف لطف کی ہے۔ نفع کی نہیں۔ جیسے غذا کھانے کے وقت جو مزا ہوتا ہے ---۔ بعد میں نہیں ہوتا۔ لیکن نفع میں فرق نہیں۔ رابطہ قائم رہے، تعویز بھیجے جاتے ہیں۔ اللہ رحم فرمائے۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ آخر وقت سر قدموں میں ہو نگاہ مہر و مصطفےٰ پر ہو۔ دید ہوتی رہے دم نکلتا رہے۔ اس کے کرم سے بعید نہیں۔ ہم گنہگاروں پر کرم فرما دے۔ فرمان مصطفےٰ مشکوۃ شریف۔ حضرت ربیعہ بن کعب فرماتے ہیں کہ میں نے آقائے دوجہاں کو وضو کرایا، حضورﷺ خوش ہوئے فرمایا ---۔ ربیعہ میں نے عرض کی اسئلک بمرافقتک فی الجنۃ ذلک .. اس کے سوا اور بھی جنت ہوگی۔ خوب کہا: ع ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی۔ تجھ سے تجھی کو مانگتا ہوں۔ حکایت ہے سلطان محمود غزنوی" وزراء کے سامنے قیمتی موتی ڈال دیتے ہیں۔ افسران پوچھنے لگے ۔ قدرے سفر کے بعد دیکھا کہ پیچھے ایاز گھوڑے پر سوار آ رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا ایاز تم نے موتی سے متعلق نہیں پوچھا، ایاز نے عرض کی حضور مجھے موتیوں کی ضرورت نہیں مجھے موتیوں والے کی ضرورت ہے۔ ہم تو صرف محمدﷺ ہی کو مانگتے ہیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب تجارت صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ اللہ تعالی حب للہ قائم دائم رکھے۔ اور قبول فرمائے۔ یہ اس کی عطا ہے۔ اللہ سلب نہ فرمائے۔ دنیا الجھنوں کا گھر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک دن سیدنا حضرت عمرؓ سے فرمایا۔ اے عمرؓ کبھی خاردار جھاڑیوں سے گزرے ہو؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ گذرا ہوں، کیسے گزرے ہو، نہایت احتیاط سے، کپڑوں کو سمیٹ کر گذرا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا یہ دنیا خاردار جھاڑیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہاں ہمہ اوقات احتیاط کرنا پڑتی ہے۔ اللہ احتیاط شکر صبر کی توفیق دے۔ اپنے کام لگے رہیں۔ اللہ توفیق دے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب نجابت صاحب

عزیزم فاروق اعظم صاحب [۱]

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ مخلص مرحوم کے انتقال کا سخت رنج ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولا کریم مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ باری باری سب نے جانا ہے۔ عزیز مرحوم کے چھوٹے چھوٹے بچوں کی مزید ذمہ داری عائد ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعانت فرمائے۔

ہر نماز فرض کے بعد اللہ الصمد یکصد مرتبہ نماز عشاء کے بعد استغفار تین صد مرتبہ اسم ذات ''اللہ اللہ'' لطیفہ قلب پر ایک ہزار مرتبہ (لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے دو انگشت مائل بہ پہلو ہے) مراقبہ با رابطہ شیخ۔ نماز صلوۃ الوضوء اس کی پہلی رکعت میں قل یا یہا الکفرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص تلاوت کریں۔ نماز تہجد میں پہلی رکعت میں ۱۲ مرتبہ قل شریف دوسری میں ۱۱ مرتبہ یوں ہر رکعت میں ایک ایک مرتبہ کم کرتے جائیں۔ نماز باجماعت پڑھنے کی کوشش کی جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ فاروق اعظم موضع میرا، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ اللہ محبت اللہ کو قائم رکھے۔ الحب للہ والبُغضُ للہ. واعطی للہ، و مَنَعَ لِلّٰہ فقد استکمل الایمان. محبت ہو تو اللہ کے لیے، عداوت ہو تو اللہ کے لیے۔ دیا جائے تو اللہ کے لیے۔ روکا جائے تو اللہ کے لیے۔

خواب کی تعبیر ۔ بتی سے مراد حضرات کی نسبت ہے۔ عزیز عباس کو بھی اس نسبت کی دعوت دی جاتی ہے۔ رب العزت نصیب فرمائے۔ الخیر لا یؤخر ۔ کوئی نیکی ہو اس میں تاخیر نہیں ہونی چاہیے۔ واللہ اعلم کل کیا ہوگا۔ استغفار مندرجہ ذیل پڑھی جائے۔

استغفراللہ ربی تعالی من کل ذنب واتوب الیہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشیٔ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب فاروق اعظم صاحب

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ بعد از سلام مسنون و اشتیاق مشحون واضح ہو کہ فقیر تادم تحریر خیریت سے ہے اور رسول پاک ﷺ کے طریقہ پر عزیز کی سلامتی عافیت اور استقامت اللہ سبحانہ کی درگاہ سے طلب گار ہے۔ عزیز کا مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ جزاک اللہ۔ عزیز کی باطنی احوال کی ترقی کا علم ہوا اور جو احوال عزیز نے فقیر کو لکھے ہیں وہ بہت ہی پسندیدہ اور مرغوب ہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ خداوند اپنے بے پایاں کرم و عنایت سے عزیز کو متعلقین کے لیے راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ اس نعمت کا شکر بجا لائیں۔ "لئن شکرتم لازیدنکم"

داویم تراز گنج مقصود نشاں　　گر ما نرسیدم شاید کہ تُو برسی

طریقہ صوفیہ کے لیے یہ شرط ہے کہ شریعت مطہرہ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والتحیات کے احکام شریفہ پر ظاہر ہوں اور باطنی طور سے پوری استقامت ہونی چاہیے۔ اور حتی الوسع ذرہ برابر حدود شرعیہ سے تجاوز نہ ہو۔ خصوصاً پنج وقتہ نماز کو اول وقت میں باجماعت ادا کرنا چاہیے۔ ہمہ اوقات خداوند کریم کے ذکر اور مراقبہ میں مشغول رہنا چاہیے۔ توبہ زہد، قناعت، صبر و شکر، خوف رضا تسلیم جیسے اوصاف عالیہ سے موصوف ہونا چاہیے۔ اس کی بے نیازی سے خوف زدہ رہنا چاہیئے۔ عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ مخلوق کی مذمت غیبت سے مجتنب رہنا چاہیئے۔ شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والتحیات (بعدد کل معلوم لک) کا اجمالی بیان یہی ہے۔

اللھم ارزقنا متابعة حبيبك قولاً و فعلاً واعتقاداً اولاً و اخرا ظاهراً و باطنا۔

روشنی کی راہ دکھائی دینا لطائف کے انور میں سے ہے۔
باوجود آنکھیں بند کرنے کے دکھائی دینا کشف وجدانی ہے۔
عالم خواب میں عورت کا آگ میں جلنا مشاہدہ نسوانیت ہے۔

CamScanner

اس میں بہتری مستتر ہے۔

اسم ذات کا چہرہ پر نمایاں ہونا عطا پر عطا ہے۔ خداوند کریم عجب سے بچائے۔ محض اس کا فضل ہے انسان یکسر بے بس و عاجز ہے۔

از نعمت ایں جہاں ثنائے تو بس است

وازنعمت آں جہاں ---تو بس است

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ--- اور اس طریقہ کے طالبوں کی تعلیم کی ابتداء میں جذبیات و کشفیات کا ہونا ہمارے حضرت قبلہ پیر و مرشد ؒ کی برکات سے ہے۔ ہمارے سابقین بزرگوں نے ان احوال اور مواجید کو معتبر نہیں سمجھا اور نہ ہی سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ کمر ہمت کستے ہوئے خداوند کریم کی ذات پاک کی معرفت حاصل کرنا چاہیئے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب فاروق اعظم صاحب

CamScanner

السلام علیکم! عافیت مطلوب۔ رب العزت جمیع بلیات سے محفوظ رکھے اور حضرات کے فیوضات سے کماحقہ بہرہ مند فرمائے اور استقامت عطا فرمائے۔ "انما لاعمال لاعتبار بالخواتیھم". عملوں کا اعتبار خاتمہ پر ہے۔ جو فضل ربی پر مبنی ہے۔ بحمد للہ باطنی کیفیت غیر --- اچھی ہے۔

وقوف عددی

تین ہزار مرتبہ لطیفہ قلب

تین ہزار مرتبہ لطیفہ روح

تین ہزار مرتبہ لطیفہ سر

تین ہزار مرتبہ لطیفہ خفی

تین ہزار مرتبہ لطیفہ خفیٰ

تین ہزار مرتبہ لطیفہ نفس

تین ہزار مرتبہ لطیفہ سلطان الاذکار

شب و روز میں پورہ کر لیا جائے۔ وقوف قلبی ہمہ اوقات جاری رکھا جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب فاروق اعظم صاحب

دم کرنا

اعوذ بکلمات اللہ التامات کلھا من شرما خلق ۔ بسم اللہ الذی یضر مَعَ اسمہ شئ فی ولا فی الارض السماء و ھو السمیع العلیم۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللھم اشف بصاحب ھذالمریض بسحولك وقدرتك و جبروتك برحمتك یا ارحم الرحمین۔

اس کے بعد چارقل علی الترتیب پڑھ کر دم کر دیا جائے، بفضل ایزدی شفا ہو جائے گی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب فاروق اعظم صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ مولا کریم اپنے کرم سے یہاں بھی وہاں بھی اپنا کرم شامل حال رکھے۔ اپنی رحمتوں برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ استقامت علی الشریعہ عطا فرمائے۔ آپ کو معلوم ہی ہے کہ سود قطعا حرام مطلق ہے۔ نص صریح سے ثابت ہے۔ حرام کی زکوٰۃ کیا ہو سکتی ہے۔ اور حرام کا مصرف قطعا جائز نہیں۔ اللہ محفوظ رکھے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب فاروق اعظم صاحب

عزیزم محمد نواز صاحب[۱]

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ خط ملے ہوئے بہت ایام ہوئے جواب میں تاخیر ہوئی۔ امید ہے عزیز بفضل خالق کون و مکان بسلامتی صحت و ایمان ہوگا۔ رب العزت اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے۔ اور دلی مقاصد پورے کرے۔ عزیز کا جو اخلاص و محبت اس ناکارہ کے ساتھ ہے اس کا پورا احساس ہے۔ رب العزت اس للّٰہیت کو ضائع نہیں کریں گے۔ "ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین" گو اس وقت مجاہدین کو تکلیف ہے لیکن اس تکلیف پر ہزار رحمتیں قربان۔ یہ خوش نصیبی ہے۔ دنیا چند روز ہے۔ وہی خوش نصیب ہے جس نے اس قلیل وقت میں آخرت کو بہتر بنا لیا۔ "رضی اللہ عنھم و رضو عنہ" کا مستحق ہوا۔ اپنی خیریت سے آگاہ کرتے رہیں۔

وھو حافظکم و ناصرکم.

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ صوبیدار محمد نواز صاحب، لہڑی، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں۔ آپ حضرت کے محبوب مخلصین میں سے ہیں۔

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ قبل ازیں جو خط عزیز نے لکھا تھا اس کا جواب فوراً دے دیا تھا۔ واللہ اعلم کیوں نہیں پہنچا۔ یہ قطعاً نہیں ہوسکتا کہ مجاہدین کے خطوط کے جواب میں تساہل ہو۔ اور موجودہ ہنگامی حالات میں نماز قصر ہی پڑھا کریں۔ فقہاء کی یہی تحقیق ہے۔ باقی اوراد وظائف وغیرہ کی چنداں ضرورت نہیں۔ افضل الاعمال ''جہاد'' ہے۔ بحمداللہ جو آپ کو نصیب ہو رہا ہے۔ ہاں رابطۂ حضرات رکھیں۔ ''غیب الرجال'' اللہ کے مقبول بندے مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ سورہ بقرہ کی آخری آیت کریمہ ورد زبان رہے ''ربّنا لاتؤاخذنا ان نسینا أو أخطأنا– الآیه''۔

میرے عزیز انبیاء کے بعد جو مقام شہداء اور مجاہد کو حاصل ہے وہ کسی کو نہیں۔ افواج پاکستان بحمداللہ اس وقت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا و خوشنودگی حاصل کرنے کے لیے بے مثال قربانی پیش کر رہی ہے۔ رب العزت اپنے محبوبؐ کے صدقے استقامت، استقلال اور فتح و نصرت عطا فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ اللہ اپنا فضل شامل حال رکھے۔ کفر کی تمام قوتیں مجتمع ہو رہی ہیں۔ فدایان اسلام اپنے اسلاف کے کارناموں کو پھر سے دہرا رہے ہیں۔ اور جس آن سے شہادت کا جام نوش کر رہے ہیں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ کافر بھیڑ بکریوں کی طرح بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور ہمارے نوجوانوں کے کارنامے زبان زد خلائق بن رہے ہیں۔ یہ محض فضل ربی ہے۔ اس قادر مطلق کا وعدہ ہے "ان الذین قالو ربنا الله ثم استقامو تتنزل علیهم الملائکة". اس وعدہ کے مطابق غیبی امداد اظہر من الشمس ہے۔ غیب الرجال اللہ کے مقبول بندے مجاہدین کے ساتھ ہیں۔ اللہ اس جذبہ کو قائم رکھے۔ اور اس ٹھوکر کے بعد ہم صحیح مسلمان بن جائیں۔ اپنی زندگیاں قرآنی تعلیمات کے ماتحت گذاریں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ فقیر لاہور چند ایام کے لیے گیا ہے۔ مصمم ارادہ اور اشتیاق لے کر گیا تھا کہ عزیز سے ملاقات کروں گا لیکن نہایت افسوس لے کر واپس آیا کہ عزیز کی ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کو منظور نہ تھا۔ قصور وغیرہ تمام سرحد دیکھی۔ شجاع نوجوانوں کو دیکھ کر بڑی مسرت ہوئی۔ رب العزت افواج پاکستان کو اس ملی خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور آئندہ استقلال عطا فرمائے۔ فقیر کو اپنے حق میں دعا گو سمجھیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ پرسوں عزیز کا خط ملا اور اسی روز صبح ایک خط فقیر نے سپرد ڈاک کیا تھا۔ غالباً پہنچ گیا ہوگا۔ لفافہ میں مبلغ پچاس روپے کی رقم بھی وصول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر اجرِعظیم عطا فرمائے۔ عزیزہ گوہر جان نہایت گھبراہٹ میں پہنچی۔ عزیز کی گھبراہٹ سے عزیزہ کو انتہائی گھبراہٹ ہوئی ہے۔ عزیز کی انتہائی گھبراہٹ فقیر کے لیے باعث اضطرابی و بے چینی و باعث تعجب ہے۔ اتنا عزیز دوران جنگ نہیں گھبرایا۔ یہ حقیقت ہے۔ مسلسل کئی دنوں سے اس بے نیاز درگاہ میں گڑگڑا کر عزیز کی بہتری اور اطمینان کے لیے دعائیں کر رہا ہے واللہ اعلم اس تاخیر میں کیا راز ہے۔ "فعل الحکیم لایَخلُوعن الحکمة" کوئی حکمت مستتر ہوگی۔ راحت اور رنج دونوں مومن کے لیے رحمت ہیں۔ چونکہ ہم ضعیف ہیں اس لیے رنج کی رحمت کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ بار بار دعا ہے مولانا کریم اس رحمت کو اس رحمت سے بدل دے۔ خدا کی رحمت کی قوی امید رکھیں اور قطعاً گھبرائیں نہیں جب طبیعت پر بوجھ ہو تو ذکر اسم ذات کرنا چاہیے اور پانچ صد مرتبہ "لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظالمین" کا وظیفہ ہر روز کریں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ خط ملے ہوئے کثیر ایام گذرے ۔ قلت وقت کے باعث جواب میں تاخیر ہوئی۔ غیر اختیاری مصروفیت کے باعث ترک فرض سے جو قلق و اضطراب ہوتا ہے عنداللہ اس کا اجر عظیم ہے۔ بشرط قضا کیا جائے۔ معاذ اللہ عمداً نہ ہو۔ وقت بدلتے رہتے ہیں۔ مومن کے لیے راحت و رنج لازم و ملزوم ہیں۔ استقامت میں مصلحتیں مستتر ہیں۔ فقیر دعاگو ہے۔ خداوند کریم ظاہری و باطنی جمیعت عطا فرمائے اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا چند روز کی ہے اور اِن چند روز پر ہی دائمی اخروی بہتری کا انحصار ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ خط ملا جزاک اللہ۔ میرے عزیز ''ان مع العسر یسرا'' مومن کے لیے راحت و رنج لازمی ہے۔ نہ رنج میں دوام ہے اور نہ راحت میں دوام ہے۔ مومن کی شان الرضا بالقضا ہے۔ اور خالق کائنات صابرین کے ساتھ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ یہ نعمت صرف صابرین کے لیے مختص ہے۔ گھبرا کر ملازمت ترک کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اکل حلال، حقوق اللہ، حقوق العباد کی ادائیگی اسلام کا لازمی جزو ہے۔ بہرحال فقیر دعاگو ہے۔ اللہ بہتری فرمائے اور ان شاء اللہ بہتری ہوگی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ خداوندکریم جسمانی و روحانی امراض سے محفوظ رکھے اور ظاہریہ و باطنی جمعیت عطا فرمائے اور اس حب اللہ کو قائم رکھے۔

"بھریا اس دا جانیئے جس دا توڑ چڑھے"

سابقہ معمول کو قائم رکھا جائے۔

لطیفہ قلب پر اسم ذات۔ ۳۰۰۰

لطیفہ روح پر ۔ ۲۰۰۰

لطیفہ سر پر ۔ ۲۰۰۰

لطیفہ خفی پر ۔ ۲۰۰۰

لطیفہ اخفیٰ پر ۔ ۲۰۰۰

بعد از ہر نماز اللہ الصمد یکصد مرتبہ۔ بعد از نماز عشاء ۳۰۰ مرتبہ استغفراللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔ کچھ وقت بقدر استطاعت مراقبہ با رابطہ شیخ۔ اللہ توفیق بخشے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ ابھی قرآن کریم کی تلاوت میں یہ آیت کریمہ آئی۔ "لایسئم الانسان من دعاء الخیر". (نہیں تھکتا انسان مانگنے بھلائی کے لیے) اور ماقبل اس کے یہ آیت کریمہ آتی ہے: "وما تخرج من ثمرات من اکما مها وما تحمل من انثى ولا تضعُ الا بعلمهٖ". (اور نہیں نکلتے پھل اپنے غلافوں سے اور نہیں حاملہ ہوتی کوئی عورت اور نہیں جنتی مگر ساتھ علم اس کے۔ میرے عزیز سب کچھ وہ جانتا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور ہے۔ جو یہاں الرضا بالقضاء کی خواہشات کے ساتھ جہاد کیا، اور نفس امارہ کو پوری طرح اس نے نفس مطمئنہ کر دیا، بوقت نزاع اسی خوش نصیب کو بایں الفاظ پکارا جائے گا۔ "یا ایَّتُهَا النَّفسُ المطمئِنَّة. ارجعی الی ربک راضیة مرضیة. فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی".

اولاد کی خواہش بشری تقاضا ہے، دلی دُعا ہے اللہ جل مجدہٗ عزیز کو اولادِ صالحہ کی نعمت سے سرفراز فرمائے۔ مستجاب الدعوات قبولیت کا شرف بخشے تو اس کے فضل سے بعید نہیں۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ میرے عزیز یہ دنیا دارالعمل ہے اور دار جزا دارِ آخرت ہے۔ اعمال صالح کے بجا لانے میں بڑی کوشش کرنی چاہیے۔ سب اعمال سے بہترین اور سب عبادات سے افضل ترین نماز کو قائم کرنا ہے۔ دین کا ستون اور مومن کی معراج نماز ہے۔ اس کی ادائیگی میں بڑی احتیاط کرنا چاہیے۔ اس کے ارکان و شرائط و سنن اداب کا کماحقہ لحاظ رکھنا چاہئے۔ ذکر جو فقیر نے بتایا تھا اس کی پابندی لازمی رکھی جائے اور کیفیت سے آگاہ کرنا چاہیئے۔ اور آگے بڑھنے کی سعی کرنی چاہیے۔ اور محترمہ چچی صاحبہ کے انتقال پر دلی ملال ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالی مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ اللہ اس حب للہ کو قائم رکھے۔ شیطان کی زد سے بچائے۔ وہ طرح طرح کے وساوس و خطرات اور غلط فہمیوں میں ڈال کر راہ حق سے پھسلا دیتا ہے۔ بجز فضل ربی اس کی زد سے کوئی نہیں بچا سکتا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جناب صوبیدار محمد نواز صاحب

عزیزم مخلصم رئیس الحسن(۱) سلمہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عافیت مطلوب ۔ خط ملا ، حال مافیہا سے آگاہی ہوئی۔ جزاک اللہ۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذلک۔ عزیز باخیریت ہے۔ خداوند کریم سلامت رکھے اور ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ سلوک کی تکمیل یکسوئی اور طمانینت پر موقوف ہے۔ یکسوئی کرنی پڑتی ہے، ہوتی نہیں۔ طالب کو معمولات کی ہر حال میں پابندی کرنا ضروری ہے۔ عالم رؤیا میں ملاقات غیر اختیاری ہے ہاں جزو محبت ہے۔ عزیز کا آنا باعث مسرت ۔ طویل وقت کے لیے آنا ہو تو مزید مسرت ہوگی۔ دلی خواہش اور دعا ہے۔ خداوند کریم عزیز کو فھو المراد فرمائے۔ سلسلہ ازدواج اور ملازمت میں کامیابی عطا فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ رئیس الحسن صاحب کراچی کے رہنے والے ہیں۔ حضرتؒ کے انتہائی مُخلصین میں سے ہیں، آپ ان سے بیٹوں کی طرح شفقت فرماتے تھے، آپ نے حضرتؒ سے تفصیلاً سلُوک کی تکمیل کی۔ آپ نے اور ایک دوسرے حضرت کے مخلص ڈاکٹر محمد شفیق صاحب نے حضرت کے اُن کے نام مکتوبات راقم الحروف کو بھجوا دیئے تھے۔ مجھے افسوس ہے کہ انتہائی احتیاط کے باوجود ہر دو حضرات کے نام خطوط محفوظ نہ رہ سکے۔

عزیزم مخلصم کیپٹن سعید اعظم (۱) نوراللہ قلبہ و ایمانہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

امید ہے عزیز باخیریت ہوگا۔ خداوند کریم سلامت رکھے۔ اور اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خصوصاً اپنا عشق اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت عطا فرمائے۔ نجات اتباع نبویؐ پر مبنی ہے اور اتباع محبت نبویؐ پر موقوف ہے۔ میرے عزیز اس پرفتن و شر کے دور میں بجز فضل ربی استقامت علی الشریعۃ دشوار ہے اور مقصد حیات یہی ہے۔ بس اس وقت کو غنیمت جانو اور ذکر حق میں ہمہ اوقات مشغول رہو۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ سعید اعظم صاحب، منور، تحصیل کہوٹہ کی انتہائی محترم شخصیت سردار محمد اعظم صاحب مرحوم کے صاحبزادہ ہیں۔

پیارے نور چشم عمیر ہاشم (۱) سلمک اللہ

ہدیہ مسنونہ۔

عرصہ سے نور چشم نے اپنی خیریت سے آگاہ نہیں کیا۔ پڑھائی میں غالباً زیادہ مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ نور چشم کو نافع علم نصیب فرمائے۔ قاری صاحب پڑھانے کے لیے جاتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں حافظ، قاری، عالم بنائے۔ نور چشم عزیر تو بہت بڑا فاضل ہوگا۔ نورچشمی عالیہ، عائشہ بھی تو قاریہ عالمہ بنیں گی۔ جان جی کا صدقہ جاریہ ہوں گے۔ اللہ اس ناکارہ کی متضرعانہ دعاؤں کو قبول فرمائے۔ چچا صاحب کا خط آیا ہوگا۔ چچی کو خط لکھا کرو۔ جان جی مٹور والوں کا فون آتا رہتا ہوگا، آج ان کی طرف فون کر دینا، السلام علیکم کہنا۔ ماموں جی کو بھی السلام علیکم کہنا۔ سڑک کا کام کس سن میں شروع ہوگا۔ یکصد روپے تمہاری فیس کے ہیں۔ دس دس بہنوں کو، دس عزیر کو دے دینا۔ ڈاکٹر آنے پر کار لے آنا۔محمد شریف کی ملازمت کی کوشش کی جائے۔

نور چشمی کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔

والسلام

راقم الحروف

تمہارا جان جی

۱۔ عمیر ہاشم راقم الحروف کا بیٹا ہے، غالباً نویں یا دسویں میں زیرِ تعلیم تھا جب حضرتؒ نے اُسے اپنے شفقت و محبت سے لبریز کلمات طیبات سے سرفراز فرمایا

عزیزم محترم مخلصم جنرل سلیم ارشد صاحب[۱]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

مولاکریم اپنا کرم شامل حال رکھے۔ مزید اپنی رحمتوں سے نوازے۔ مسلسل خطوط غریب پروری کے پیش نظر لکھے جاتے ہیں۔ عزیزم میٹرک ہے۔ فوج میں شامل کرنے کی سعی کی جائے۔ تاکید ہے۔ وھو حافظکم و ناصرکم۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

۱۔ جنرل محمد سلیم ارشد صاحب گرامی مرتبت میجر کریم داد خان صاحب (مٹور، کہوٹہ، ضلع راولپنڈی) کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپ حضرتؒ کے بہت ہی قریبی مخلصین میں سے ہیں۔ آپ سے حضرتؒ حد درجہ محبت رکھتے تھے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

عافیت طرفین مطلوب۔ رب العزت ہمہ اوقات اپنی حفظ و امان میں رکھے اور اپنی رضا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

"افضل الناس من ینفع الناس"

افضل وہی ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

اللہ رب العزت اپنی رضا نصیب فرمائے۔ یہ چند روزہ حیات میں اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عزیزم آصف صدیق کی والدہ بیمار ہے۔ صرف ماں کی خدمت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے قریب تبادلہ کرنے کی سعی کی جائے۔ بہرکیف اس کا عنداللہ اجر ہوگا۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

ہمہ وقت اس کے کرم کے محتاج ہیں۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے اپنی رضا نصیب فرمائے۔ عزیز محمد امین کی معاونت کی جائے۔ دکھی دنیا کی خدمت نصیب فرمائے۔ سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دربار خداوندی میں عرض کی اللہ تو ہر جگہ موجود ہے لیکن اصل تیرا مقام کہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ''مکسر القلوب'' شکستہ دلوں میں رہتا ہوں۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ، تیرا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

اللہ اپنی رضا نصیب فرمائے۔ عظیم نعمت رضوان ۔۔۔؟ عزیزم محمد عمران یتیم ہے۔ والدہ پریشان ہے۔ عزیز کو ملازمت دلوانے کی سعی کی جائے۔ غریب پروری میں ہی رضائے الٰہی مستتر ہے۔ ''وھو حافظکم و ناصرکم''۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

یہاں آتے ہیں وہاں کی تیاری کے لیے اللہ تعالیٰ وہاں کی تیاری نصیب فرمائے۔ جو کچھ کہا اور کیا جائے اخروی بہتری کے پیشِ نظر ہو۔ عزیزم اقرباء میں سے ہیں۔ اس نے غلطی کی جس کا اس کو احساس ہے۔ اس کو معاف کیا جائے۔ دوبارہ آپ کی ذمہ داری میں بھیجا جا رہا ہے۔ عزیز کی معاونت کی جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

رب العزت اپنا لطف و کرم شامل حال رکھے۔ شکیل احمد کی معاونت کی جائے۔ دُکھی لوگوں کی خدمت نصیب ہو جائے، یہ اللہ کریم کا احسانِ عظیم ہے۔ اللہ شرف قبولیت بخشے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب
"الدنیا سجن المومنین و وجنّۃُ الکافرین"
دنیا مومنوں کے لیے قید خانہ اور کافروں کے لیے جنت ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنزل محمد سلیم ارشد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت مطلوب

رب العالمین اپنے لطف و کرم سے اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اللہ رحم فرمائے۔ وہاں کی تیاری نصیب فرمائے۔

عزیزم لیاقت بھی اقرباء میں سے ہیں۔ عزیزم نمبردار کا لڑکا ہے۔ میٹرک ہے۔ فوج میں شامل کر دیا جائے۔ تاکید ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

راقم ننگ اسلاف

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام جنرل محمد سلیم ارشد صاحب

بگرامی خدمت حضرت قاضی صاحب نور قلبہ (۱)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت طرفین مطلوب۔

گرامی نامہ مل کر باعث مسرت و افتخار ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک۔ آپ بخیریت ہیں خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے بطفیل سیّد المرسلین ﷺ کے ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ عزت و عظمت کے ساتھ سلامت رکھے۔ استقامت علی الشریعۃ عطا فرمائے۔

آپ کے مکتوب کے مطالعہ سے آپ کی علمی بلندی نمایاں تھی جس سے مزید طمانیت ہوئی۔ متصرفانہ دعا ہوئی قحط الرجال ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حضرات کو قائم دائم رکھے۔ کچھ تحریر کرنے سے قبل اپنی کم علمی کا اعتراف ہے۔

من ہیچ وکم از ہیچم بسیارے

و زہیچم وکم از ہیچم نیابد کارے

۱۔ متصوفین میں نہ تعصب نہ تضاد۔ تساسل اربعہ کا منہج ایک ہی ہے۔ اور وہ پیرویٔ باعثِ کائنات فخرِ موجودات محمد رسول اللہ ﷺ ہے جیسے محدثین مفسرین کا طریقہ تعلیم اپنا اپنا ہے۔ مقصود ایک ہی ہے۔ اسی طرح وحدت الوجود وحدت الشہود القائی مسئلہ ہے۔ اس میں بھی اختلاف کی ضرورت نہیں۔ تمام سلاسل کا بیک وقت آغاز ہوتا ہے۔ تقدیم تاخیر نہیں ہے۔ تمام سلاسل کے مشائخ اللہ تعالیٰ کے جواہرات ہیں۔ رنگ اپنا اپنا ہے۔

۲۔ علم تدبیر ہے، عمل مقصد ہے، پھر عمل تدبیر ہے مقصد مقام احسان ہے۔ حدیث جبریل کا آخری حصہ ''اَن تعبداللہ الخ'' علم کی فضیلت آپ نے لکھ دی ہے۔ اکابر حضرات اس پر قائم رہے وعلم ظاہری کے ضمن میں علم باطنی رکھا۔ جیسے

شیخ عبدالقادر جیلانی حضرت مجدد الف ثانیؒ دیگر بسیار حضرات اس ناکارہ کے سیّدی مرشدی والدی ماجدی آخر وقت تک قرآن کریم کی تعلیم فقہ اور نظم پڑھاتے رہے۔ اوقات کی پابندی تھی۔ الحمدللہ وہ معمول جاری ہے۔ موجودہ مشائخ کے لیے لازمی ہے۔ اس مسئلہ میں فقیر بالکل آپ کے ہم خیال ہے۔ ذکر تو مقصد حیات ہے، نص صریح موجود ہیں۔ ختم خواجگان ایصال ثواب ہے۔ جس پر کوئی اختلاف نہیں۔ بینائی کی کمی اور علم کی کمی تو ہے ہی، خط صاف نہ لکھ سکا۔ معذرت۔ اس ناکارہ کے حسن خاتمہ کے لیے دعا ضرور کی جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو دعا جو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ قاضی عبدالرحمٰن فاروقی صاحب آراضی تحصیل کہوٹہ راولپنڈی کے رہائشی ہیں اور ان دنوں ہائی سکول بھلاکھر میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت قلب ہوا۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم اپنے فضل عمیم سے بطفیل سیّد المرسلین ﷺ ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ "اشدُ البلاء عَلَی الاَنبیاء" ہم یکسر بے بس بندے اس کے فضل کے محتاج ہیں۔ آپ گھبرائیں نہیں۔ گو پریشانی بھی رحمت ہے سکون بھی رحمت ۔ اللہ اس رحمت کو اس رحمت سے تبدیل فرما دے۔ ان شاء اللہ بہتری ہوگی۔ باقی عندالتلاقی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام قاضی عبدالرحمٰن فاروقی صاحب

مخلصم عزیزم محترم پرویز صاحب (١)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عافیت مطلوب۔ عرصہ کے بعد خط مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ عزیز اور عزیز کے بچے بخیریت ہیں۔ رب العزت اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے۔ اور دین و دنیا بہتر فرمائے۔ الحمدللہ فقیر کی صحت اب بہتر ہے۔ چند دن نزلہ وغیرہ رہا۔ پنڈی گیا تھا، عزیزم ارشد محترم میجر صاحب کی ملاقات ہوئی تھی۔ بحمدللہ خیرو عافیت ہے۔ خدا کرے عزیز سے جلد ملاقات ہو۔ عزیز کی بی بی کی سابقہ ہی حالت ہے۔ اللہ رحم فرمائے اور بفضل تعالیٰ خیریت ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

١۔ بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب میرا، تحصیل کہوٹہ کے رہنے والے ہیں۔ آپ حضرت خواجہ عبدالرحمٰنؒ کے انتہائی مخلص ارادت مند سردار پائندہ خان صاحب کے پوتے اور راجہ سیّد اکبر صاحب کے فرزند ہیں۔ حضرتؒ کے انتہائی مخلصین میں سے ہیں۔

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔ خط ملا، جزاک اللہ۔ الحمدللہ عزیز بخیریت ہے۔ خداوند کریم عزت و عظمت کے ساتھ سلامت رکھے اور دین و دنیا بہتر فرمائے اور دلی مقاصد پورے کرے۔ محترمہ والدہ صاحبہ کو فقیر کی جانب سے ہدیہ مسنونہ و دعا۔ والدہ کی خدمت کو غنیمت جانو۔ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔ اللہ اور رسولؐ کی رضا اسی میں ہے۔ دنیا محض ایک خواب ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب

الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوندکریم عزت و عظمت کے ساتھ سلامت رکھے۔ الحمدللہ عورت کی حکمرانی ختم ہوئی۔ اب خداوندکریم صالح قیادت نصیب فرمائے۔ عرب ممالک کی ناراضی باعث تشویش ہے، اللہ رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عافیت مطلوب۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم حافظ و ناصر رہے۔ دین و دنیا کی ترقی عطا فرمائے۔ شکر ہے اشرف ملازم ہوگیا ہے۔ آپ کو ہمیشہ فقیر تکلیف دیتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی ان نیکیوں کو قبول فرمائے۔

الحمدللہ عزیزم محمد ارشد صاحب کی ملاقات نصیب ہوئی، اللہ تعالی نے اپنے فضل سے جو ذمہ داری عزیزم پر عائد کی ہے کماحقہ نبھانے کی توفیق بخشے۔ یہ تمہارا امتحان ہے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

ابھی مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ فون کے ذریعہ آواز کی شنید قلبی مسرت کا باعث ہوئی۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ دین و دنیا کی سرفرازی عطا فرمائے۔ نسخہ بھیجا جاتا ہے۔ پتہ نہ معلوم ہونے کے باعث تکلیف دی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔
الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوندکریم اپنا لطف و کرم شامل حال رکھے۔
آپ کی وساطت سے غریبوں کا برسر روزگار ہونا یہ آپ کے لیے باعث سعادت ہے۔ عزیز افتخار کے لیے بلاتاخیر پوری کوشش کی جائے۔ نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی بخشے۔

والسلام علےٰ خیر الانام
دعاگو
فقیر لاشئ
محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ علیٰ ذالک آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم ہر لمحہ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ جمیع بلیات سے محفوظ رکھے۔

ظَہَر الفَسَادِ فی البرّ و البحر، بما کسبت ایدی الناس

بحر و بر میں فساد برپا ہو جائے گا۔ تعجب نہ کرنا یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے۔

اللہ تعالی بطفیل سیّد المرسلین ﷺ ہماری کمزوریوں کو معاف فرمائے۔ حتی الوسعیٰ حق کے تعاون کی سعی کی جائے۔ اللہ تعالی توفیق بخشے۔ اپنی خیریت سے جلدی مطلع کرتے رہا کریں۔ تاکید ہے۔ وھو حافظکم و ناصرکم۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

الحمدللہ آپ بخیریت ہیں، خداوند کریم عزت آبرو کے ساتھ سلامت رکھے۔ دین و دنیا بہتر فرمائے۔ دوائیاں پہنچ گئی تھیں، استعمال بھی کی ہیں۔ ابھی تک افاقہ نہیں ہوا۔ ٹانگوں میں زیادہ کمزوری ہے۔ زینہ چڑھتے اترتے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ اللہ رحمت فرمائے۔ اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ دوائیاں شروع ہیں ممکن ہے اللہ رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ دین و دنیا کی ترقی عطا فرمائے۔ الحمدللہ لادینی اقتدار ختم ہوا۔ واللہ اعلم نیا اقتدار کیا رنگ لائے گا۔ اللہ تعالی جمیع گناہوں کو معاف فرما سکتے ہیں۔ تکبر کو ہرگز معاف نہیں فرماتے ۔ اللہ ہر مسلمان کو شرک اور تکبر سے بچائے۔ دوائی پہنچ گئی ہے۔ الحمدللہ قدرے افاقہ ہے۔

والسلام علیٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔

امید ہے آپ رب کریم کے کرم سے بخیریت ہوں گے۔ رب کریم اپنے کرم سے اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق بخشے۔ وہی کامیاب اور بامراد ہے جس کو وہ اپنی رضا پر چلنے کی توفیق دے۔ دنیا ایک خواب ہے۔ بار بار آپ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ اس تکلیف میں یقیناً اس کی رضا مستتر ہے۔ مخبر صادق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ پاک ہے۔

افضل الناس من ینفع الناس۔

افضل وہی ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔

عزیز محمد فراز میٹرک ہے۔ اس کو فوج میں بھرتی کرا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اعلائے کلمۃ الحق کے لیے جہاد نصیب فرمائے۔ بچوں کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام بریگیڈیئر پرویز اکبر صاحب

عزیزم مخلصم خضر سلمہ اللہ (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ، عافیت مطلوب

اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم شاملِ حال رکھے۔ دین و دنیا بہتر فرمائے۔ حامل خط نذر محمد غریب ہے، اس کی لڑکی کی شادی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ سرکاری طور پر غرباء سے تعاون کیا جاتا ہے۔ محض اللہ کی رضا کے لیے غریب کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

ننگِ اسلاف

محمد یعقوب

۱۔ خضر اقبال موضع کھیل ہون، تحصیل کہوٹہ، ضلع راولپنڈی کے رہنے والے ہیں، ان کے دادا محمد خان صاحب مرحوم اور والد محمد بشیر صاحب خانقاہ شریف کے مخلص ارادتمندوں میں سے تھے۔

محترم و مخلصم راجہ لال خان صاحب[1] سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدین دنیا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! عافیت طرفین مطلوب۔ مکتوب محبت اسلوب مل کر کاشف حالات ہوا۔ غور سے مطالعہ کیا۔ مطالعہ کے بعد بڑی پریشانی ہوئی۔ متضرعانہ دعا ہے اللہ جل مجدہ اپنے فضل عمیم سے و بطفیل سید المرسلین ﷺ غیبی اعانت فرمائے۔ بنی نوع انسان کے قلوب یدِقدرت کی دونوں انگلیوں میں ہیں جس طرف چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ مقلب القلوب ان کے قلوب کو پھیرے اور اپنے بزرگ کے قول کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

ا۔ لال خان صاحب موضع سدّہ کے رہنے والے تھے، اور کاروباری سلسلہ میں کوئٹہ منتقل ہو گئے تھے۔ وفات پا چکے ہیں۔

محترم و مخلصم مولوی محمد عبدالقیوم صاحب[1] دام فیضہ و برکاتہ،

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ عافیت طرفین مطلوب۔ طویل عرصہ کے بعد خط مل کر باعث مسرت و افتخار ہوا۔ جزاک اللہ احسن الجزاء۔ الحمدللہ آپ بفضل ایزدی بخیر و عافیت ہیں۔ خداوند کریم اپنا فضل و کرم شامل حال رکھے۔ اور ظاہری و باطنی جمعیت عطا فرمائے۔ یہ پڑھ کر مزید راحت ہوئی کہ آپ عرس شریف پر تشریف لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کارساز حقیقی جانبین کی اس خواہش کو پورا فرمائے۔ میرے محترم عرس شریف ۱۶ ربیع الثانی بروز اتوار ہوگا۔ آپ کو کم از کم ۲ دن پہلے پہنچ جانا چاہیئے۔ اس سے بھی پہلے اگر پہنچ جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جو اللہ کو منظور ہوگا۔ عزیز ساجد الرحمٰن ۱۴ جون غالباً وہاں سے چلے گا۔ واللہ اعلم کس گاڑی پر آئے گا۔ ان شاء اللہ آپ کی تقریر بھی ہوگی۔ سب کاموں میں مدد دینے والا اللہ جل شانہ ہے ۔ آپ مطمئن رہیں اور اپنے اوقات عزیزہ کو جن کا کوئی نعم البدل نہیں مولا کی یاد میں معمور رکھیں۔ باقی عندالتلاقی۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حضرت مولانا قاضی عبدالقیوم پلندری آزاد کشمیر کے رہنے والے ہیں۔ راقم الحروف کے دیرینہ رفیق ہیں۔ ان دنوں آزاد کشمیر میں ضلع قاضی کے منصب پر فائز ہیں۔

عزیزم مخلصم حاجی نذیر صاحب(۱)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت مطلوب

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ آپ سب بخیریت ہیں۔ خداوند کریم اپنے حفظ و امان میں رکھے اور اپنی رحمتوں سے سرفراز فرمائے۔

یہ پڑھ کر دلی مسرت ہوئی۔ عزیزوں کے چھوٹے سے قافلہ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ حج مبرور نصیب فرمائے۔

نومولود بچوں کی ولادت باعث مسرت ہوئی، مبارک ہو۔ اللہ تعالیٰ دراز زندگی عطا فرمائے۔ جمیع عزیزوں کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حاجی محمد نذیر موضع گیدر تھانہ کلر سیداں تحصیل کہوٹہ کے رہنے والے ہیں۔ گذشتہ ۲۵/۲۰ برس سے انگلستان میں قیام پذیر ہیں۔ حضرتؒ ان پر بے حد شفیق تھے۔ وفات سے کچھ عرصہ پہلے انہیں خط لکھ کر بلوایا کہ ملاقات کر جاؤ۔ برطانیہ میں قائم ''انجمن محبین مشائخ بگھار شریف'' کے سرپرست اعلیٰ ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عافیت مطلوب۔ بحمداللہ خیریت کی خبر ملتی رہتی ہے۔ گاہے گاہے آپ کے خطوط بھی ملتے رہے۔ متفرعانہ دعائیں رہتی ہیں اور ان شاء اللہ رہیں گی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور جمیع مخلصین کو عزت آبرو کے ساتھ سلامت رکھے اور اپنی رحمتوں سے سرفراز و فیضیات فرمائے۔ آپ کو سن کر دکھ ہوگا کہ صوبیدار محمد حسن صاحب(۱) اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ اِنّا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ بھی ایک ڈھارس تھی جو ختم ہوگئی۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ مخلصم حاجی غلام محمد صاحب، حاجی سجاول صاحب، عزیزم حاجی علی اکبر، عزیزم محمد رمضان، عزیزم فرزند علی، فضل حسین، عزیزم طیب طاہر، آصف جمیع اعزہ کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔

نومولود بچوں کی دلی مبارک

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام حاجی محمد نذیر صاحب

۱۔ راقم الحروف کے نانا محترم

عزیزم مخلصم محمد منیر سلمہ (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

عافیت مطلوب۔ رب العزت اپنا لطف و کرم شاملِ حال رکھے۔ دین و دنیا بہتر فرمائے۔ خصوصاً اپنا عشق اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرمائے۔ اسی میں فلاح ہے، یہاں آتے ہیں وہاں کی تیاری کے لیے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حاجی محمد منیر گیدر، کلرسیداں کہوٹہ کے رہنے والے ہیں اور کم و بیش دو دہائیوں سے برطانیہ میں مقیم ہیں، نوعمری میں ہی حضرت کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے تھے۔ برطانیہ میں قائم انجمن محبین مشائخ بگھار شریف کے صدر ہیں

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب

الحمدللہ عزیز بخیریت ہے۔ خداوندکریم اپنے حفظ و امان میں رکھے اور ایمان نصیب فرمائے۔ یہی مقصد حیات ہے۔ بمراد ہیں وہ جن کو یہ عظمت نصیب ہوتی ہے۔ ذالک فضل اللہ ---- عزیزم ساجد الرحمٰن بخیریت واپس پہنچ گیا، عزیزوں کی خیریت اور خلوص سن کر طمانینت ہوئی۔ اللہ تعالی اس حب للہ کو قبول فرما کر اجر عظیم عطا فرمائے۔ جمیع مخلصین کو سلام مسنونہ۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام حاجی محمد منیر صاحب

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم۔ عافیت طرفین مطلوب۔

مکتوب محبت اسلوب مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ وہاں کے حالات قابل حمد لایزال ہیں۔ اللہ تعالی حافظ و ناصر رہے۔ اپنی رضا پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس حب للہ کو قائم رکھے اور قبول فرمائے۔ اسی میں بقا ہے۔ درود شریف کثرتِ سے پڑھنے کی سعی کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔ مخلصم لعل خان صاحب، مخلصہ فاطمہ بیگم کو دعا و ہدیہ مسنونہ۔ فقیر کی صحت بہتر نہیں ۔ الحمدللہ علیٰ کلِّ حالٍ۔ اللہ تعالی رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام حاجی محمد منیر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب

الحمدللہ عزیز بخیریت ہے۔ خداوندکریم اپنا لطف و کرم شامل حال رکھے۔ اپنی مرضیات نصیب فرمائے۔ یہ عظیم نعمت ہے جو اس کے فضل پر مبنی ہے۔ عزیزم شکور کی زبانی خیریت معلوم ہوتی رہتی ہے۔ عزیزم شکور نہایت شریف عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز کو سُکھ نصیب فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام حاجی محمد منیر صاحب

عزیزم مخلصم محمد شیر سلمہ اللہ [1]

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب

خط مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم عزت آبرو کے ساتھ سلامت رکھے اور دونوں جہان بہتر فرمائے۔ خصوصاً حج بیت اللہ، زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نصیب فرمائے۔

موہڑہ سے آدمی آتے رہتے ہیں،

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حاجی محمد شیر صاحب موہڑہ نگڑیاں، کلر سیداں، تحصیل کہوٹہ کے رہنے والے ہیں۔ خانقاہ شریف کے انتہائی مخلصین میں سے ہیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔ خط مل کر باعث تسکین و راحت ہوا۔ الحمدللہ آپ بخیریت ہیں۔ خداوند کریم عزت آبرو کے ساتھ سلامت رکھے اور دونوں جہاں بہتر فرمائے۔ خصاصاً حج بیت اللہ، زیارت روضہ رسول اللہؐ نصیب فرمائے۔ موہڑہ سے آدمی آتے رہتے ہیں ۔ آج محمد شریف آیا ہوا ہے۔ خیریت ہے۔ تعویذ پاس رکھنے کے لیے بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام حاجی محمد شیر صاحب

عزیزم مخلصم حاجی محمد اسلم صاحب (۱)

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت طرفین مطلوب۔

آپ کا مکتوب ملا۔ الحمدللہ آپ بخیریت منزل پر پہنچ گئے ہیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کل مورخہ ۲ جنوری ۱۹۸۱ء آپ کی والدہ ماجدہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ باری تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ باری باری سب نے جانا ہے۔ آج آپ کی دعاؤں کا مرکز ختم ہوگیا ہے۔ ان کی خدمت جن کے پاؤں کے نیچے جنت ہے سے محرومی ناقابل تلافی نقصان ہے۔ آج ۲ بجے ان شاء اللہ نماز جنازہ ہوگی۔ اللہ ان کی قبر پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ انتہائی افسوس

والسلام علےٰ خیر الانام

دعاگو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ حاجی محمد اسلم صاحب حضرت کے انتہائی مخلص خادم، بگھار شریف سے ملحق آبادی کے رہنے والے ہیں۔

عزیزم و مخلصم محمد رفیق صاحب (۱)

السلام علیکم ۔ عافیت مطلوب۔ آپ کا خط ملا، جزاک اللہ۔ میرے عزیز اخلاص بڑی چیز ہے، اخلاص اگر ہوگا تو تمنائیں خود پوری ہو جائیں گی۔ اللہ تعالی استقامت دے اور اس محبت للہ کو تاقیامت قائم رکھے۔ دین و دنیا بہتر فرمائے اور استقامت علی الشریعہ عطا فرمائے۔ اور بفضل تعالی خیریت ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کا بہتر انجام فرمائے۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئی

محمد یعقوب

۱۔ کیپٹن محمد رفیق صاحب حضرت کے انتہائی مخلصین میں سے ہیں۔ پنڈورہ، تحصیل گوجر خان کے رہنے والے ہیں۔ ان کے والد مولانا محمد حسین صاحب" حضرت کے عشاق میں تھے، اپنے گھر میں ایک کھڑکی کا رخ بگھار شریف کی جانب رکھا ہوا تھا کہ مجھے ادھر سے مرشد کے دیس کی خوشبو آتی ہے۔ انتہائی عجز و انکسار کے مالک تھے، راقم الحروف کو اُن کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا شرف حاصل ہوا۔

السلام علیکم - عافیت مطلوب

آپ کا خط ملا۔ جزاک اللہ۔ میرے عزیز اس چند روزہ زندگی کو صرف دنیاوی کاموں میں ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اخروی بہتری میں کوشاں رہنا چاہیے۔ فقیر دعا گو ہے کہ اللہ جل مجدہ دین و دنیا اچھی کرے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بفضل تعالیٰ خیر و عافیت ہے۔ وھو حافظکم و ناصرکم۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

☆ مکتوب بنام کیپٹن محمد رفیق صاحب

عزیزی نور چشمی سلمہا اللہ تعالیٰ (۱)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ عافیت مطلوب۔ ہمہ وقت عزیزی کا خیال رہتا ہے۔ بوقت دعا نور چشمی کا تصور سامنے رہتا ہے۔ مالک السموات والارض کی رحمت بے کنار سے عزیزی کی سلامتی کی بھیک مانگی جاتی ہے۔ امید قوی ہے مولا کریم اپنے فضل عمیم سے بطفیل سیّد المرسلین ؐ کے اور حضرات کبار کی برکت سے اس ارزل ترین کی دعا کو شرف قبولیت بخشیں گے۔ اللہ کی رحمت سے قوی امید رکھنی چاہیے۔ وسواس خطرات کو دور کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔ گو ڈاکٹر اپنے فنی لحاظ سے جو کچھ ان کے ذہن میں آتا ہے کہتے ہیں لیکن قادر مطلق کی قدرت خلاف از قیاس و گمان و وہم ہے۔ عزیزی کو اپنے دل کو تسلی دینی چاہیے۔ کتبِ تصوف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ حقیر کو عزیزی سے کثیر سے کثیر امیدیں وابستہ ہیں۔ امید قوی ہے بفضلہٖ تعالیٰ وہ پوری ہوں گی۔ عزیزی کو اپنے بے مثال بھائی جان اور ہم بوڑھے والدین کو تسلی دینے کی سعی کرنی چاہیے۔ اپنی صحت کو بحال رکھنے کی خود کوشش کرنی چاہیے۔ کثرت سے ذکرِ حق کرنا چاہیے۔ درودشریف پڑھنا چاہیے اور مستقبل کو خدا کے سپرد کرنا چاہیے۔ ''وافوض امری الی اللہ'' اللہ رحم فرمائے عزیزی کو تمناؤں کے مطابق دیکھنا نصیب فرمائے۔

''وھوا حافظکم و ناصرکم''۔

والسلام علےٰ خیر الانام

دعا گو

فقیر لاشئ

محمد یعقوب

۱۔ راقم الحروف کی اہلیہ

قارئین محترم دورِ حاضر کی مادیت کے تابناک اندھیروں میں بھی کہیں کہیں یہ عظیم حقیقتیں جن خرقہ پوشوں میں شمع فروزاں کی طرح منور و مجسم نظر آتی ہیں، حضرت مولانا محمد یعقوب بگھاروی رحمتہ اللہ علیہ بھی نور و ہدایت کے ان سرچشموں میں سے ایک تھے۔

زیرِ نظر کتاب کا موضوع اسی پیر کامل کی حیات مبارکہ اور ان کے سوانح و آثار بصورت ملفوظات و مکتوبات پر مشتمل ہے۔ مؤلف کتاب عزیزِ گرامی قدر ڈاکٹر صاحبزادہ ساجد الرحمٰن آپؒ کے فرزندِ ارجمند اور آپ کے سجادہ فقر اور مسندِ علم کے حقیقی و معنوی وارث ہیں۔ انہوں نے روایت و درایت کی کڑی پابندیوں اور نسبی و معنوی والدِ محترم کے ادب و احترام کا نازک فرض کس طرح نبھایا ہے، اس کی شہادت کتاب کے ہر صفحے پر موجود ہے۔ سچائی کی سادگی اور عقیدت کا اخلاص ہر جملے سے عیاں ہے۔ تذکرہ نگار کی اس شخصیت سے نسبی و معنوی نسبت جو اس کی تالیف کا موضوع ہو، ایک کڑے امتحان کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایک طرف تو یہ نسبت تذکرہ نگار کو ایسی تحریر کے لئے درجہ اولیٰ کا استحقاق عطا کرتی ہے کہ اس کا علم اعتبار کے درجہ عُلیا پر فائز ہوتا ہے تو دوسری طرف یہی نسبت ایسے تذکروں کو ''مبالغہ آرائی اور کرامت نگاری'' کا افسانچہ بھی بنا سکتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب نے اس پل صراط کو نہایت سرخروئی سے عبور کیا اور اس کے لیے وہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں۔

(تقریظ سے اقتباس)

از

ڈاکٹر شیر محمد زمان

CamScanner